سورہ نساء

معاشرہ کی تشکیل حقوق و فرائض کی تعیین سے ہوتی ہے اور حکمران یا حکومت کا فرض ہوتا ہے کہ لوگوں کو ادائے فرض پر کاربند رکھے جو کوتاہی کرے اسے سزا دے کہ ایک کا فرض ہی دوسرے کا حق بنتا ہے اگر ادائے فرض میں کوتاہی ہوگی تو یقیناً لوگوں کے حقوق پامال ہوں گے ہر معاشرے کا بنیادی تصور یہی ہے اگرچہ فرائض وغیرہ کی تعیین میں ہم اسے پسند نہ بھی کریں۔ اسلام اس سے بہت آگے چلا جاتا ہے کہ حقوق و فرائض مقرر کرتا ہے حکومت کو اپنی ذمہ داری کا احساس دلاتا ہے پھر فرد کو رب جلیل کے روبرو کھڑا کر دیتا ہے اور اسے کہتا ہے دیکھ تجھے صرف حکومت کے خوف سے نہیں اس ہستی کی رضا کی طلب میں اپنا فرض ادا کرنا ہے جو تیری ۔ ضرورت ہر حال میں پوری کر رہی ہے جو تیرے ہر حال اور ہر خیال سے واقف ہے جس کا قرب تیری منزل اور جس کی رضا تیرا مقصدِ حیات اور جس کا جمال ہی تیری طلب و جستجو ہے۔

بظاہر قوانین کی حدود کے اندر رہنا اور بات ہے اور کیفیاتِ قلبی دوسری چیز ہیں والدین ازواج و اولاد اور یتیم بچوں کو خرچ دیتے رہنا یا ان کی ضروریات پوری کر دینا اور شے ہے اور دلی جذبات، احترام، ادب، محبت و شفقت یہ سب چیزیں نہ تو کسی پیمانے سے ماپی جا سکتی ہیں اور نہ حکماً کسی سے کرائی جا سکتی ہیں۔ سو ان سب کا اجر اللہ کریم کی خوشنودی کو قرار دیا ہے چونکہ اس سورہ میں حقوق نسواں کا ذکر خاص طور پر کیا گیا ہے اس لیے اس کا نام ہی النسآء ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

سُوْرَةُ النِّسَآءِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّسِتٌّ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّ اَرْبَعٌ وَّعِشْرُوْنَ رُكُوْعًا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ
خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ
خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا
رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا
اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ①
وَاٰتُوا الْيَتٰمٰۤى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا
الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۪ وَلَا تَاْكُلُوْۤا
اَمْوَالَهُمْ اِلٰۤى اَمْوَالِكُمْ ؕ اِنَّهٗ
كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ②
وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى
فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ
النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ
فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً
اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ ذٰلِكَ
اَدْنٰۤى اَلَّا تَعُوْلُوْا ③
وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ
فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ
نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓـئًا مَّرِيْٓـئًا ④
وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ
جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ
فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ
قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ⑤
وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰۤى اِذَا بَلَغُوا
النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا
فَادْفَعُوْۤا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ وَلَا
تَاْكُلُوْهَاۤ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ
يَّكْبَرُوْا ؕ وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا
فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا

سورۂ نساء مدنی ہے اور اس میں ایک سو چھہتر آیتیں اور چوبیس رکوع ہیں

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○
لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک شخص
سے پیدا کیا (یعنی اول) اُس سے اُس کا جوڑا بنایا۔
پھر ان دونوں سے کثرت سے مرد و عورت (پیدا
کر کے رُوئے زمین پر) پھیلا دیئے۔ اور خدا سے جس کے
نام کو تم اپنی حاجت براری کا ذریعہ بناتے ہو ڈرو اور
(قطع مودت) ارحام سے (بچو) کچھ شک نہیں کہ خدا تمہیں دیکھ رہا ہے ①
اور یتیموں کا مال (جو تمہاری تحویل میں ہو) اُن کے
حوالے کر دو اور اُن کے پاکیزہ (اور عمدہ) مال کو (اپنے
ناقص اور) بُرے مال سے نہ بدلو۔ اور نہ اُن کا مال
اپنے مال میں ملا کر کھاؤ۔ کہ یہ بڑا سخت گناہ ہے ②
اور اگر تم کو اس بات کا خوف ہو کہ یتیم لڑکیوں کے
بارے میں انصاف نہ کر سکو گے تو اُن کے سوا جو عورتیں
تم کو پسند ہوں دو دو یا تین تین یا چار چار اُن سے
نکاح کر لو۔ اور اگر اس بات کا اندیشہ ہو کہ (سب عورتوں
سے) یکساں سلوک نہ کر سکو گے تو ایک عورت (کافی ہے) یا
لونڈی جس کے تم مالک ہو۔ اس سے تم بے انصافی سے بچ جاؤ گے ③
اور عورتوں کو اُن کے مہر خوشی سے دے دیا کرو ہاں اگر
وہ اپنی خوشی سے اس میں سے کچھ تم کو چھوڑ دیں۔
تو اسے ذوق شوق سے کھا لو ④
اور بے عقلوں کو اُن کا مال جسے خدا نے تم لوگوں
کے لئے سبب معیشت بنایا ہے مت دو (ہاں)
اس میں سے اُن کو کھلاتے اور پہناتے رہو اور اُن
سے معقول باتیں کہتے رہو ⑤
اور یتیموں کو بالغ ہونے تک کام کاج میں مصروف
رکھو پھر (بالغ ہونے پر) اگر اُن میں عقل کی
پختگی دیکھو تو اُن کا مال اُنکے حوالے کر دو۔ اور اس خوف
سے کہ وہ بڑے ہو جائینگے۔ (یعنی بڑے ہو کر تم سے اپنا مال
واپس لے لینگے) اسکو فضول خرچی اور جلدی میں نہ اُڑا دینا۔
جو شخص آسودہ حال ہو اسکو (ایسے مال سے قطعی طور پر) پرہیز رکھنا

WOMEN

Revealed at Al-Madinah

In the name of Allah, the Beneficent, the Merciful.

1. O mankind! Be careful of your duty to your Lord Who created you from a single soul and from it created its mate and from them twain hath spread abroad a multitude of men and women. Be careful of your duty toward Allah in Whom ye claim (your rights) of one another, and toward the wombs (that bore you). Lo! Allah hath been a Watcher over you.

2. Give unto orphans their wealth. Exchange not the good for the bad (in your management thereof) nor absorb their wealth into your own wealth. Lo! that would be a great sin.

3. And if ye fear that ye will not deal fairly by the orphans, marry of the women, who seem good to you, two or three or four, and if ye fear that ye cannot do justice (to so many) then one (only) or (the captives) that your right hands possess. Thus it is more likely that ye will not do injustice.

4. And give unto the women, (whom ye marry) free gift of their marriage portions; but if they of their own accord remit unto you a part thereof, then ye are welcome to absorb it (in your wealth).

5. Give not unto the foolish (what is in) your (keeping of their) wealth, which Allah hath given you to maintain; but feed and clothe them from it and speak kindly unto them.

6. Prove orphans till they reach the marriageable age; then, if ye find them of sound judgement, deliver over unto them their fortune; and devour it not by squandering and in haste lest they should grow up. Whoso (of the guardians) is rich, let him abstain generously (from taking of the property of orphans); and

فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ فَإِذَا دَفَعْتُمْ
إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ فَأَشْهِدُوا عَلَيْهِمْ
وَكَفَىٰ بِاللَّهِ حَسِيبًا ⑥

چاہیے اور جو بے مقدور ہو وہ مناسب طور پر (یعنی بقدر خدمت) کچھ لے لے۔ اور جب اُن کا مال اُن کے حوالے کرنے لگو تو گواہ کر لیا کرو اور حقیقت میں تو خدا ہی (گواہ اور) حساب لینے والا کافی ہے ⑥

whoso is poor let him take thereof in reason (for his guardianship). And when ye deliver up their fortune unto orphans, have (the transaction) witnessed in their presence. Allah sufficeth as a Reckoner.

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ
وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ
الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ
أَوْ كَثُرَ ۚ نَصِيبًا مَفْرُوضًا ⑦

جو مال ماں باپ اور رشتہ دار چھوڑ مریں تھوڑا ہو یا بہت اُس میں مردوں کا بھی حصہ ہے اور عورتوں کا بھی۔ یہ حصے (خدا کے) مقرر کیے ہوئے ہیں ⑦

7. Unto the men (of a family) belongeth a share of that which parents and near kindred leave, and unto the women a share of that which parents and near kindred leave, whether it be little or much—a legal share.

وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُو الْقُرْبَىٰ
وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينُ فَارْزُقُوهُمْ
مِنْهُ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا
مَعْرُوفًا ⑧

اور جب میراث کی تقسیم کے وقت (غیر وارث) رشتہ دار اور یتیم اور محتاج آ جائیں تو اُن کو بھی اس میں سے کچھ دے دیا کرو۔ اور شیریں کلامی سے پیش آیا کرو ⑧

8. And when kinsfolk and orphans and the needy are present at the division (of the heritage), bestow on them therefrom and speak kindly unto them.

وَلْيَخْشَ الَّذِينَ لَوْ تَرَكُوا مِنْ
خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعَافًا خَافُوا
عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ وَلْيَقُولُوا
قَوْلًا سَدِيدًا ⑨

اور ایسے لوگوں کو ڈرنا چاہیے جو (ایسی حالت میں ہوں کہ) اپنے بعد ننھے ننھے بچے چھوڑ جائیں اور اُن کو اُن کی نسبت خوف ہو (کہ اُن کے مرنے کے بعد اُن بیچاروں کا کیا حال ہوگا) پس چاہیے کہ یہ لوگ خدا سے ڈریں اور معقول بات کہیں ⑨

9. And let those fear (in their behaviour toward orphans) who if they left behind them weak offspring would be afraid for them. So let them mind their duty to Allah and speak justly.

إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ
ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ
ع نَارًا ۖ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا ⑩

جو لوگ یتیموں کا مال ناجائز طور پر کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں۔ اور دوزخ میں ڈالے جائیں گے ⑩

10. Lo! Those who devour the wealth of orphans wrongfully, they do but swallow fire into their bellies, and they will be exposed to burning flame.

اسرار و معارف

رکوع نمبر۱ : بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ..... إِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا نمبر۱-۲

اے لوگو اس سے نہ بگاڑو جو تمہارا رب ہے یعنی تمہاری تمام ضروریات کا پورا کرنے والا ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا فرمایا ہے۔ اخوت کا یہ حال ہے کہ جملہ انسانیت کی اصل ایک فرد ہے حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام، اسی ایک فرد سے اس کی بیوی کو پیدا فرمایا وہ قادر مطلق حضرت آدم علیہ السلام کی طرح ان کی زوجہ محترمہ حضرت حوا کو بھی تو مٹی سے پیدا کر سکتا تھا اور پھر ہمیشہ ساری انسانیت کو بھی اسی طرح پیدا کرنے پہ قادر تھا مگر اس نے کوئی علیحدہ وجود پیدا کرنا پسند نہیں فرمایا بلکہ اسی ایک وجود سے دوسرے کو تخلیق فرمایا اور پھر ان دونوں کو مزید افرادِ انسانیت

کے پیدا کرنے کا سبب بنا دیا اور اس طرح سے مرد و عورت کو جہاں میں پھیلا دیا۔ رنگ مختلف ہو سکتے ہیں زبان کا فرق ہو سکتا ہے قد و قامت جدا جدا ممکن ہے مگر اصل سب کی ایک ہے اور تمام افرادِ انسانیت ایک دوسرے سے پیوست ہیں۔ ایک بدن کے اجزا ہیں اس لیے انہیں محبت ہی زیب دیتی ہے اور ایک دوسرے کے حقوق کی نگہداشت کی امید کی جا سکتی ہے۔ کہ ایک درخت کی شاخیں اور پتے آپس میں دشمن نہیں ہوتے بلکہ اگر شاخیں الجھ جائیں تو چھاؤں اور گھنی ہو جاتی ہے ایسے ہی افرادِ انسانیت میں اگر اختلاف یا الجھاؤ پیدا ہو تو انسانیت کی بہتری کے لیے سایہ مزید گھنا کرنے کے لیے تو ہو سکتا ہے تباہی کا تصور انسانیت کے منافی ہے جب ہی تو اسلام نے کافر تک کے حقوق مقرر فرما دیئے ہیں اور اس پر بھی ظلم و زیادتی کرنے کی اجازت نہیں دی چہ جائیکہ مومن ایک دوسرے پر یا مرد اپنی بیویوں پہ یا ورثا اپنے یتیم عزیزوں پر زیادتی کریں تو یہ بات ہرگز ہرگز اللہ کریم کو پسند نہیں۔

یاد دلایا کہ جب تمہیں اپنا حق طلب کرنا ہو تو کیا نہیں کہتے ہو کہ اللہ سے ڈرو اور میرا حق ادا کر دو یا قریبی رشتے کا واسطہ دیتے ہو کہ دیکھو آپس میں تو یہ بات زیب نہیں دیتی، فرمایا یہ درست ہے مگر جب تمہاری اپنی باری آئے تب بھی تو خیال رکھو کہ اللہ کریم سب کا رب ہے اور رشتہ داری میں سب کی اصل ایک فرد ہے پھر ربِ جلیل ہمارے ہر حال کو دیکھ رہا ہے کیفیاتِ باطنی تک اس سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ سو نہ صرف طلبِ حقوق میں بلکہ ادائے فرائض میں بھی اس کا خیال رکھو۔

یتیموں سے برتاؤ

اور یتیم بچوں کو تو تمہاری ذاتی توجہ کی بہت زیادہ ضرورت ہے کہ ان کی طرف سے تو کوئی مطالبہ کرنے والا بھی نہیں انہیں ان کے اموال سے ہرگز محروم نہ کرو اور حرام کو حلال سے نہ بدلو یا بُرے کو اچھے مال سے تبدیل نہ کرو۔ دونوں صورتیں مفسرین نے تحریر فرمائی ہیں کہ تمہارے پاس جو مال ہے حلال اور جائز اس میں مالِ یتیم ناجائز طور پر شامل کر کے اسے خراب نہ کر دیا کرو ان کے مال میں کوئی اچھی چیز لباس برتن جانور وغیرہ ہو تو اس کی جگہ کمتر شامل کر دیا جائے اور وہ لے لیا جائے جیسا کہ عموماً قبلِ اسلام لوگوں کا وطیرہ تھا تو ایسا ہرگز نہ کرو کہ یہ بہت بڑا وبال ہے اور بہت سخت گناہ ہے کہ جرم تو ہے ہی مگر اس پر جو غضب مرتب ہوتا ہے اور جس قدر رحمتِ باری سے محرومی ہوتی ہے وہ دوسرے جرائم کی نسبت سے بہت زیادہ ہوتی ہے اگرچہ مال بلوغت پہ لوٹایا جاتا ہے اور بعد بلوغت تو کوئی بھی یتیم نہیں رہتا۔ مگر یہاں چونکہ یتیم ہی کے طور پہ پہچانے جاتے تھے سو فرما دیا کہ یتیموں کو ان کا مال لوٹا

دو احادیث مبارکہ میں صلہ رحمی یعنی رشتہ داری کے حقوق کا خیال رکھنے کی فضیلت اور آپس میں محبت سے رہنا پھر اس بھائی چارے کو وسعت دے کر پوری انسانیت کی بہتری اور بھلائی کے لیے سرگرم عمل ہونا ہی کمالِ انسانیت ہے ایسے وگ ہی اللہ کریم کے پسندیدہ لوگ ہیں جن کی محبت سے دوسروں کو آرام پہنچے اور جو خود انسانیت پر بوجھ ہیں وہ اللہ کے پسندیدہ بندے ہرگز نہیں ہو سکتے خصوصاً دوسروں کے مال پر نگاہ رکھنے والے لوگ تو کسی تعریف کے ہرگز مستحق نہیں

۳- ..... وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی

ایک غلط روش کی اصلاح

دوسری صورت یتیم بچیوں کے نکاح کی تھی کہ قبل اسلام ورثا مال کے لالچ میں یتیم لڑکیوں سے نکاح تو کر لیتے تھے مگر حقوق ادا نہیں کرتے تھے یہ بھی اموال کے غصب کرنے ہی کا ایک حیلہ تھا سو اسلام نے منع فرما دیا کہ اگر ایسی صورت ہو اور تم ان کے حقوق کی نگہداشت نہ کر سکو تو یتیم لڑکیوں سے شادی ہی نہ کرو بلکہ جو عورتیں نکاح میں حلال ہیں ان میں سے دو تین یا چار تک بیک وقت نکاح کر سکتے ہو مگر خیال رہے کہ ان سب کے حقوق کا خیال رکھنا پڑے گا یہ نہ ہو کہ نکاح تو کر لیا مگر کسی ایک کو تو محبوبہ بنا لیا اور دوسری بیویوں کی پرواہ نہ کی بلکہ سب کے حقوق برابر ہوں گے اور اختیاری امور میں کسی کی حق تلفی جائز نہ ہو گی اگر یہ مشکل نظر آئے تو پھر ایک ہی بیوی رکھو یا باندی جو تمہاری ملکیت ہے۔ سو اس طرح اُمید ہے کہ خطا سے بچ جاؤ گے۔

تعددِ ازواج

تعدد ازواج اسلام نے شروع نہیں کیا بلکہ قبل اسلام اس کا بہت زیادہ رواج تھا اور دنیا کی تمام قوموں میں بھی اور سب مذاہب میں بھی اسے جائز سمجھا جاتا تھا۔ نہ صرف عرب بلکہ ایران مصر، بابل اور ہندوستان سب میں یہ رسم موجود تھی ہندوؤں کا اوتار کرشن سینکڑوں بیویاں رکھتا تھا اور آج بھی ویدوں سے غیر محدود تعدد ازواج ثابت ہے یہی حال وسط ایشیائی اقوام کا تھا اور پیرس و روم کی تاریخ دیکھئے نیز اس کی ضرورت و افادیت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اکثر اقوام میں عورتوں کی تعداد مردوں کی نسبت زیادہ ہوتی ہے۔ مرد جنگوں وغیرہ میں کام آ جاتے ہیں اور عورتیں ایسی صورت میں رہ جاتی ہیں کہ انہیں کسی آسرے کی ضرورت ہوتی ہے نیز عورت کی ذات کے مختلف تقاضے ایسے ہیں جن سے مرد آزاد ہے۔ سو اس طرح سے اگر متعدد عورتوں سے نکاح کی اجازت نہ ہو گی۔ تو دوسری صورت زنا ہے جو معاشرے میں پھیل جائیگا جس کا عملی ثبوت مغرب کا معاشرہ پیش کر رہا ہے کہ اپنے متقدمین کے خلاف تعدد ازواج پر پابندی لگا دی مگر بغیر نکاح عورت کے ساتھ مراسم رکھنے میں کوئی پابندی نہیں یعنی نکاح کرنے کی اجازت نہیں داشتہ رکھ سکتے ہو یہ

سب صورتیں ناپسندیدہ تھیں کہ لوگ نکاح تو بہت زیادہ کر لیتے پھر ان کی پرواہ نہ کرتے تھے اور دوسری صورت میں زنا کے جُرم کے علاوہ داشتہ کے کوئی حقوق بھی تو نہیں اسلام نے اس پہلو کی شاندار اصلاح فرمائی۔ کہ تعددِ ازواج کو چار تک کا پابند کر دیا۔ کہ بیک وقت کوئی بھی مسلمان چار سے زائد بیویاں نہیں رکھ سکتا۔ چنانچہ احادیث و سیرت میں موجود ہے کہ بعض صحابہؓ جب مسلمان ہوئے تو قبل اسلام ان کے نکاح میں دس یا آٹھ یا پانچ عورتیں تھیں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ چار رکھ لو جو چاہو اور باقی کو طلاق دے کر آزاد کر دو یعنی ایک اصلاح تو یہ فرمائی کہ چار کی حد مقرر فرما دی پھر پوری تاکید سے سب بیویوں کے حقوق برابر قرار دیئے اور مساوات کی بہت زیادہ تاکید فرمائی۔ خلاف ورزی پر اللہ کریم کی سخت ناراضگی کا خوف دلایا۔ نیز شروع میں ہی "ما طاب" کہہ کر اس طرف اشارہ کر دیا کہ جو عورت حلال ہو اور تمہیں پسند بھی ہو۔ کہ اس پسند کو حقوق کی نگہداشت میں بہت دخل ہو گا تو جب چاروں پسندیدہ ہوں گی تو مساوات اور آسان ہو جائے گی۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ دلی چاہت کسی سے کم زیادہ ہو مگر عملی طور پر سب برابر ہوں اگر یہ شکل نظر آئے جیسا کہ واقعی ہے تو پھر صرف ایک بیوی سے گذارہ کرو۔ یا لونڈی جو تمہاری ملکیت ہے اور بغیر نکاح کے حلال ہے یاد رہے کہ آج کے زمانہ میں وہ شرائط نہیں پائی جاتیں جو باندی کے لیے مقرر ہیں اس لیے کسی عورت کو خرید کر یا باندی بنا کر رکھنا جائز نہیں۔ اس کی شرط اور صورت کیا ہے یہ علیحدہ موضوع ہے جسکی یہاں گنجائش نہیں۔

عورت پر اسلام کا احسان

اسلام نے حقوقِ نسواں کا علم اس دور میں بلند فرمایا جس دور میں عورت محض ایک کھلونا تھی جسے زندہ درگور تک کر دیا جاتا تھا جس کی عزت و ناموس سر بازار نیلام ہوتی تھی حتیٰ کہ بیویوں کو ملکیت سمجھا جاتا تھا اور مال کے ساتھ اولاد میں تقسیم بھی ہوتی تھیں۔ مغرب و مشرق ہر جگہ عورت تباہ حال تھی۔ کہ اسلام نے اس کا حق نہ صرف مقرر فرمایا بلکہ معاشرے میں اسے مناسب مقام دلوایا اور حدود مقرر فرما دیں۔ تب اقوامِ عالم میں یہ رسوا تھی اور اب اقوامِ عالم میں عیاشی کا ذریعہ اور اشتہار کی زینت بنی ہوئی ہے مشرق ہو یا مغرب سوائے اسلام کے کسی معاشرے میں عورت کا نہ حال ہے اور نہ مستقبل۔ عزت و ناموس نام کی کوئی شے اس کے پاس نہیں۔ اس کے باوجود اسلام کے تعددِ ازواج کو نشانہ بنایا جاتا ہے۔ پھر حیرت ہوتی ہے کہ ناموسِ رسالت پہ حملے کئے جاتے ہیں اور اعتراض ہوتے ہیں۔ کفار سے تو گلہ نہیں خود مسلمان کی سمجھ میں بھی پتھر پڑ گئے۔ ایک صاحب جو لندن سے چند دن کے لیے تشریف لائے تھے فرمانے لگے کہ ہمارے مولوی کو آپ ﷺ کی زندگی کا یہ پہلو بیان ہی

نہیں کرنا چاہیئے۔ سبحان اللہ انہیں یہ شعور نہیں کہ نبی معصوم ﷺ کی زندگی پاک کا یہ پہلو کس قدر روشن اور درخشندہ تھا کہ مشرکینِ مکہ اور یہودِ عرب بھی اس پر انگلی نہ اٹھا سکے۔ یہ حضور اکرم ﷺ کو اپنے اوپر قیاس کرتے ہیں ذرا دیکھیں کہ آپ ﷺ نے پچیس برس کنوارے پن میں گزارے اور پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا جو عمر میں آپ ﷺ سے بڑی تھیں پچیس برس حضور ﷺ کے ان کے ساتھ بسر ہوئے جو مثالی زندگی تھی جسے رب جلیل نے نبوت کی دلیل کے طور پر پیش فرمایا ہے باقی سارے نکاح پچاس سال کی عمر شریف کے بعد ہوئے جب عنفوان شباب گذر چکا تھا ان کی وفات کے بعد حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا اور چار سال وہ تنہا رہیں عمر شریف چون سال تھی جب ۲ھ میں عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ عنہا رخصت ہو کر آئیں۔ ایک سال بعد حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ہوا پھر حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کا جو ڈیڑھ سال بعد فوت ہو گئیں ۴ھ میں اُمِ سلمیٰ رضی اللہ عنہا اور ۵ھ میں زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا اس وقت عمر شریف اٹھاون برس تھی تب تک صرف چار ازواجِ مطہرات تھیں زاں بعد ۶ھ میں حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا اور ۷ھ میں اُمِ حبیبہ رضی اللہ عنہا حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اور اسی سال حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا غرض عمر شریف کے چون برس ایک بیوی کے ساتھ بسر ہوئے اٹھاون برس کی عمر شریف تک چار اور اس کے بعد پانچ ازواج مطہرات جمع ہوئیں جن کا نکاح اطہر میں آنا جہاں حضور اکرم ﷺ کی خانگی زندگی کو امت تک پہنچانے کا ذریعہ تھا وہاں سیاسی اعتبار سے ریاست اسلامی کو اس قدر فتوحات دینے کا سبب بنا جو سینکڑوں جنگوں سے حاصل ہونا ممکن نہ تھا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اولاد ساتھ لائیں تو عملی زندگی میں یتیموں کی پرورش کا انداز سمجھ میں آیا۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ان کے پورے قبیلہ کی آزادی کا سبب بنا اُمِ حبیبہ رضی اللہ عنہا سے نکاح نے اہل مکہ کی کمر توڑ دی کہ ان کے سردار ابوسفیان کی بیٹی تھی۔ غرض جہاں تک تقدیسِ ذات اور عصمت کا تعلق ہے تو وہ اعتراض تو مشرک بھی نہ کر سکے ہاں حضور اکرم ﷺ کی انفرادی خصوصیات بھی تھیں جیسے وصل کے روزے رات کی نمازیں آپ ﷺ کی جائیداد پر احکام وراثت کا نہ ہونا جسم اطہر کا شب معراج عرش عظیم تک جانا آپ ﷺ کی ازواج کا آپ ﷺ کے وصال مبارک کے بعد کسی کے نکاح میں نہ آنا اسی طرح سے اِن خوش نصیب خواتین کا اس عظمت سے سرفراز ہونا عطائے الٰہی ہے جہاں تک معترضین کا تعلق ہے ان کے منہ میں خاک ڈالنے کے لیے ذرا عمرِ شریف کا تجزیہ اور ان نکاحوں کے سیاسی فوائد جو ریاستِ اسلامی کو حاصل ہوئے اور دینی تعلیم مسلمانوں کے لیے نگاہ میں رہے اور پھر اللہ کریم کا ارشاد کہ

لَا یَحِلُّ لَکَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ یعنی اب ان کے علاوہ آپ کوئی نکاح نہیں کر سکتے یہ بتانے کے لیے کافی ہے کہ یہ ان خوش قسمت خواتین پر بھی اللہ تعالیٰ کا انعام تھا اُمت مرحومہ پر بھی احسان تھا اور ریاست اسلامی کے ساتھ ساتھ کفار تک کو ان کے فوائد سے محروم نہ رکھا کاش مسلمان اس پر معذرت کی بجائے اس موضوع کو پڑھیں کہ ان کے دل مطمئن ہوں اور انہیں اس پر فخر ہو نہ کہ ندامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ العزیز کا رسالہ "کثرت ازواج لصاحب المعراج" بھی بہت فائدہ مند ہے۔

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ ۴

مہر کے متعلق احکام

مہر ایک عطیہ ربانی ہے جو عورت کو نئے گھر میں مالک بنا دیتا ہے اور یہ واجب ہے اگر نکاح کرتے وقت اس کی مقدار معین نہ کی تو جب خلوت صحیحہ ہو گی مہر مثل یعنی جس قدر خاندان میں پہلے سے رواج ہے واجب ہو جائے گا چونکہ واجب ہے اس لیے ادائے حکم تو کم سے کم عدد میں بھی ہو جائے مگر مستحسن یہ ہے کہ اپنی حیثیت یا خاندان کی حیثیت کے مطابق دیا جائے اور یہ عورت کی ذاتی ملکیت بن جاتا ہے وہ کسی کو دے یا اپنے پاس رکھے۔ اسے کاروبار میں لگا دے اسے اختیار ہے قبل اسلام عورتوں کے ساتھ مال پر محدود مدت کے لیے معاملہ کر لینے کا رواج تھا جسے متعہ نام دیا گیا اس میں فریقین کی رضامندی سے مال اور وقت مقرر ہوتا تھا عرب عموماً تجارتی سفر کیا کرتے تھے تو جہاں قیام کرتے وہاں یہ وقتی اور عارضی شادی کر لیتے اسلام نے اسے قطعی حرام قرار دے دیا جیسا کہ شراب کی حرمت بعد میں نازل ہوئی مگر یہ ثابت نہیں کہ اسلام میں کبھی اسے اچھا بھی سمجھا گیا حلال تو دور کی بات ہے ہاں ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں حرمت کے احکام نازل ہوئے ایسے ہی متعہ کے احکام بھی ہجرت کے بعد نازل ہوئے مگر یہ کبھی بھی اسلامی نکاح کے معنوں میں نہ تھا ہاں اسلام نے نکاح کے ساتھ یہ واجب قرار دیا کہ مرد اپنی یا اپنے خاندان کی حیثیت کے مطابق بطور مہر کے مال عورت کو دے جو عورت کی ذاتی ملکیت ہو گا یعنی وہ مرد کی صرف باندی نہیں ہو گی بلکہ صاحب ملکیت اور خاندان کا ایک معزز فرد ہو گی سو ارشاد ہوا کہ عورتوں کے مہر ان کو خوشی خوشی ادا کر دو یہ نہ ہو کہ اس کے والدین لے کر کھا جائیں یا خاوند ہضم کر جائے یا اس کو مجبور کر کے معاف کرا لیا جائے کہ یہ تمام صورتیں جائز نہیں ہیں۔ بعض عرب قبائل ہیں اور دوسرے لوگوں میں بھی رشتہ دینے پر جو رقم وصول کی جاتی ہے غالباً عہد جاہلیت کی نشانی ہے کہ قبل اسلام عورت بکتی بھی تھی مگر اسلام نے نکاح میں عورت کو مال دلوا کر اسے ایک خاص مقام عطا فرمایا نہ یہ کہ والدین اسے بیچ

کھائیں یا پھر شوہر کچھ بھی نہ دے اگرچہ تھوڑے سے مال کو مہر مقرر کیا جا سکتا ہے مگر یہ صرف ادائے واجب کے طور پر۔ ورنہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اُم کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما سے نکاح فرمایا تو مہر چالیس ہزار دینار مقرر ہوا تھا (اوجز المسالک) سو شرفاء میں جو رواج ہے کہ پرواہ نہیں کرتے اور بیس پچیس روپے مہر مقرر کرا دیا جاتا ہے جائز تو ضرور ہے مگر مستحسن نہیں۔ بلکہ اچھا یہ ہے کہ معقول رقم جو خاندانی حیثیت کے مطابق ہو اور بوجھ نہ بنے عورت کو ادا کی جائے خوشی اور خلوص کے ساتھ کہ وہ بھی افرادِ خاندان میں برابر کی حیثیت سے شامل ہو سکے ہاں اگر برضا و رغبت مہر کی رقم کا کچھ حصہ خاوند کو معاف کر دے یا لے کر واپس کر دے شوق سے کھاؤ یعنی یہ بھی باہمی اُلفت کے بڑھانے کا اور ایک دوسرے پر اعتماد کا ذریعہ ہے مگر افسوس کہ آج کل یہ اہم کام سخت تغافل کا شکار ہے اور محض خانہ پُری کی جاتی ہے اور بس یا پھر جس طرح والدین کی جائیداد سے بہنوں کو حصہ نہیں دیا جاتا بڑا کوئی نیک بنے تو زبانی کلامی معاف کرا لیتا ہے اور وہ بیچاری یہ جان کر کہ ملنے سے رہا خواہ مخواہ ناراضگی مول نہ لی جائے معاف کر دیتی ہیں ہرگز جائز نہیں آخر جب وہ والد کی اولاد ہیں تو ان کو ان کا شرعی حق جو جائیداد میں حصہ کی صورت میں ہے کیوں نہیں دیا جاتا۔ یہی حال عورتوں کا مہر کے معاملہ میں ہے جو ہرگز مستحسن نہیں ہے

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ اَمْوَالَكُمُ ۵/۴

اسلام میں دولت کی اہمیّت

ہاں مال اس قدر بے وقعت بھی نہیں کہ اسے ضائع کیا جائے بلکہ مال کی حفاظت بھی بہت ضروری ہے کہ یہ ایک بہت بڑی قوت ہے اور انسانی زندگی کا مدار اس پر ہے سو مالدار ہونا کوئی عیب نہیں بلکہ حلال ذرائع سے کمانا اور پھر اس کی حفاظت ضروری ہے کہ صرف ضرورت کے مطابق خرچ کیا جائے اور ضائع ہونے سے بچایا جائے اگر کوئی اپنے مال کی حفاظت کرتا ہوا مارا گیا تو شہید ہوگا جیسا کہ صحیح بخاری میں موجود ہے۔ مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ سو کسی ایسے عزیز کے سپرد مال نہ کیا جائے جب بے عقل ہو اور سنبھال نہ سکے خواہ یتیم ہو یا اپنا بچہ یا عورت لیکن اس میں سے اس کی ضروریات کو مناسب طریقے سے پُورا کرو اور نہایت لطف سے پیش آؤ یعنی مال کی حفاظت مقصود ہے کسی کو دوسرے پر مسلط کرنا مراد نہیں ہے ایسے یتیم جب نکاح کی حالت کو پہنچیں یعنی بالغ ہو جائیں تو ان کو پرکھ لو آزما لو اگر وہ ہوشیار معلوم ہوں یعنی ان میں بھلے بُرے کی تمیز آ جائے اور نفع نقصان کی خبر رکھتے ہوں تو ان کے اموال انہیں لوٹا دو اور ان کے مالوں میں اسراف یعنی فضول خرچ نہ کرو نہ اس طرح کھانا شروع کر دو کہ ان کے بڑا ہونے سے پہلے ختم کر لیا جائے ورنہ لوٹانا پڑے گا بلکہ اگر گزارہ ہو سکے تو یتیم کے مال سے

ہرگز نہ لو اور اپنا دامن صاف رکھو ہاں اگر احتیاج ہو تو بقدر گذارہ لے لو یعنی کم از کم رقم لو اور جب انہیں مال لوٹانے لگو تو اس پر گواہ مقرر کر لو اگرچہ حساب تو اللہ کریم ہی نے لینا ہے اور وہ ہر بات سے خوب واقف ہے مگر قانون کے مطابق گواہ کا ہونا بہت اچھی بات ہے کہ دنیا کی زندگی بھی کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہو ہمارے ہاں جو مال کی مذمت کی جاتی ہے اور اکثر بزرگانِ دین سے بیان ہوئی ہے اس کا سبب مالداروں کی گمراہی ہے اور غریب کی نسبت مالداروں کے پاس گناہ کے مواقع زیادہ ہوتے ہیں نتیجۃً عموماً مالدار لوگ گناہ کی زندگی اختیار کر لیتے ہیں اس لیے مال کو مصیبت سمجھا جانے لگا ورنہ حلال دولت کمانا عبادت ہے اور مال و اقتدار رکھتے ہوئے حدودِ الٰہی کی حفاظت اور نگہداشت بہت بڑا مجاہدہ ہے بلکہ جہادِ اکبر ہے۔ اکثر علماء صحابہ کرامؓ کی تنگ دستی کے احوال بیان فرماتے ہیں مگر میری نگاہ میں تو قابلِ بیان ان کا وہ دلی تعلق ہے جو براہِ راست ذاتِ باری سے قائم ہو گیا رسول اللہ ﷺ کی ایک نگاہِ پاک نے ان کے دل چھلنی اور جگر کباب کر دیئے پھر کوئی مصیبت یا تکلیف انہیں اللہ کے دروازے سے ہٹا سکی اور نہ دولت و اقتدار نے ان کے دلوں کو اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کیا ورنہ ربع صدی میں چین سے ہسپانیہ تک اور سائبیریا سے جنوبی افریقہ تک ان کی سلطنت پھیل چکی تھی تاریخ عالم میں اتنی بڑی سلطنت اور نظر نہیں آتی پھر روم و فارس اور یمن کے خزانے جو ٹنوں سونے اور جواہرات پر مشتمل تھے سب اکابر صحابہ میں تقسیم ہوتے تھے ان اموال نے انہیں ارب پتی بنا دیا مگر کیا مجال جو عشقِ الٰہی میں سرد مہری ہو یا اطاعتِ الٰہی اور اطاعتِ رسولِ مقبول ﷺ میں کمی آئی ہو اور یہی فرد کا کمال ہے کہ اللہ کریم کے ساتھ اس کے حبیب ﷺ کے ساتھ دل کا تعلق ہو اور اتنا مضبوط کہ نہ مال اور نہ اقتدار اس کی جگہ لے سکے سو مال کمانا جائز ذرائع سے اور اس کی حفاظت کرنا پسندیدہ بات ہے ایک حدیثِ پاک کا مفہوم ہے کہ بچوں یا اہل خانہ کو تنگ دستی میں چھوڑ کر مرنے سے انہیں خوشحال چھوڑ کر مرنا بہت پسندیدہ ہے اور آجکل تو رواج ہے کہ لوگ مال کی مذمت کہتے ہیں اور اسی ذریعہ سے دولت کماتے بھی ہیں فقر و فاقہ کے فضائل بیان کر کے فیس وصول کرتے ہیں جہاں مال کمانا اچھی بات وہاں دوسروں کے مال پہ نگاہ رکھنا سخت ناپسندیدہ ہے بلکہ دینی اور مُلکی امور پر مقرر حضرات کے لیے جو ایسی خدمات پر مقرر ہیں جن کا انجام دینا فرض کفایہ ہے مثلاً اوقاف، مساجد، مدارس یا ایسے ہی دوسرے ادارے۔ تو افضل یہ ہے کہ ان اداروں سے رقوم لے کر نہ کھائیں اور ذریعہ معاش کوئی دوسرا ہونا چاہیئے ہاں اگر مجبور ہوں اور اس طرف سے وقت نہ بچے تو بقدر ضرورت حلال ہو گا یعنی جس سے اپنے اور اپنے گھر والوں کے ضروری اخراجات پورے کر سکیں فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ پیش نظر رہنا

چاہیے اور اس بات پر بھی نظر ہو کہ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا اللہ کریم کے روبرو حساب دینا ہوگا جن حضرات نے مساجد و مدارس اور دینی تقاریر وغیرہ کو عیش کوشی کا سبب بنا رکھا ہے ان کے لیے لمحہ فکریہ ہے کتنی حسرت کی بات ہوگی کہ جن کی باتیں سن کر اور اپنا کر لوگ نجات پا جائیں گے وہ خود مال کے ناجائز طور پہ کھانے کی سزا بھگت رہے ہوں اللہ کریم آخرت کی رسوائی سے پناہ دے اور دو عالم میں اپنی رضا اور لطف و کرم نصیب فرمائے آمین ۔

لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ تا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ۷ تا ۱۰

قانونِ وراثت

مال اگرچہ بے وقعت ہرگز نہیں مگر اس قدر قیمتی بھی نہیں کہ آدمی صرف مال کے حصول پہ نگاہ رکھے اور اس میں دوسروں کے حقوق تک کی پرواہ نہ کرے جیسا کہ قبل اسلام ہوتا تھا کہ عورت سرے سے وارث ہی نہ تھی اور نابالغ بچے بھی وارث نہ تھے سوا اگر بالغ اور مذکر اولاد ہوتی تو کچھ پا لیتی ورنہ مرنے والے کے ورثا سب مال لے اُڑتے تھے پھر اس میں بھی بعض چیزیں مثلاً گھوڑا تلوار زرہ یا اس قسم کی دوسری اشیاء مستثنےٰ قرار دی گئی تھیں اسلام نے اس سارے معاملے کو نہایت حسن و خوبی سے سلجھا دیا۔ فرمایا والدین یا قرابت دار جو ترکہ چھوڑ کریں اس میں مردوں کا بھی حصہ ہے اور عورتوں کا بھی چھوٹے ہوں یا بڑے اور یہ حصہ اللہ کریم کی طرف سے مقرر ہے نیز ہر چیز میں حصہ داری ہوگی وہ چیز چھوٹی ہے یا بڑی۔

مرد اگر وراثت پائے گا تو عورت بھی پائے گی نیز کوئی شے تقسیم سے مستثنےٰ نہیں کی جائے گی اور یہ حصہ اللہ کریم کی طرف سے مقرر ہے اس میں لینے والے کی رضامندی بھی شرط نہیں بلکہ وہ شرعی طور پہ مالک ہو جائے گا ہاں اپنا حصہ لیکر کسی کو دے دے یا شرعی طور پہ مالک بن کر اپنا حصہ کسی کو ہبہ کر دے یا تقسیم کر دے تو الگ بات ہے۔

وراثت کا سبب دو چیزوں کو قرار دیا الولدان والاقربون رشتۂ ولادت جو اولاد اور والدین کے درمیان ہے دوسرے قرابت جس میں تمام رشتے خواہ وہ ازدواجی ہوں یا خاندانی سب شامل ہیں۔ اور یہ قانون بن گیا کہ وراثت کے لیے صرف رشتہ داری کافی نہ ہوگی بلکہ اقرب یعنی قریب تر ہونا مستحق ثابت کرے گا۔ اور قریبی رشتہ دار کے ہوتے ہوئے دور کا رشتہ دار وارث نہیں ہوگا۔ ہاں جو لوگ قرابت میں برابر درجہ رکھتے ہوں گے سب وارث قرار پائیں گے اس حصے کے مطابق جو اللہ کریم نے مقرر فرما دیا ہے اگر ایسا نہ ہو اور سب رشتہ دار وارث قرار دیئے جائیں تو روئے زمین کے سب انسان ایک دوسرے کے وارث ہوں گے کہ سب ایک والد کی اولاد ہیں۔ یعنی آدم علیہ السلام کی

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک آدمی نے پیغام بھجوایا کہ آپ کا بھائی باہر موجود ہے اور اتنی بڑی ریاست میں سے اپنے حصے کا طالب ہے انہوں نے طلب فرمایا اور پوچھا تم میرے کس طرح بھائی ہو۔ کہنے لگا آپ بھی آدم علیہ السلام کے بیٹے ہیں اور میں بھی۔ انہوں نے نصف درہم دے دیا بڑا حیران ہوا کہ اتنی بڑی سلطنت میں بھائی کا صرف یہ حصہ فرمایا بھاگ جاؤ اگر دوسرے بھائیوں نے سُن لیا تو یہ بھی نہیں ملے گا۔ سو یہی حال ہوتا اس لیے قانون بن گیا کہ قریبی رشتہ دار ہو تو رشتہ بعید وراثت نہ ہوگا اس ضمن میں پوتا بھی آگیا کہ بیٹے کے ہوتے ہوئے پوتا وارث نہ ہوگا خواہ اس کا باپ زندہ ہو یا نہ۔ نیز کسی کا ضرورت مند ہونا بھی وارث نہیں بناتا کہ اس کا بھی کیا ثبوت کون زیادہ ضرورت مند ہے نیز آج کا ضرورت مند کل کا غنی اور آج کا غنی کل کا ضرورت مند ہوسکتا ہے۔ ہاں اگلی آیہ کریمہ میں اس کمی کا ازالہ فرما دیا کہ جب میراث تقسیم ہو رہی ہو تو رشتہ دار جو وارث تو نہیں بن سکے مگر رشتہ داری تو ہے اور یتیم و مسکین لوگ اگر وہاں حاضر ہوں تو انہیں کچھ نہ کچھ دے دیا جائے تاکہ وہ محروم نہ رہیں یہ بہت بڑی نیکی اور صلہ رحمی ہے نیز ان سے خوش اخلاقی سے پیش آیا جائے اور شیریں کلامی سے پیش آئیں تو اگر چچا ہوں یا پُھپھیاں یتیم بھتیجے کو اپنے اپنے حصے سے دے دیں تو دوہرا اجر و ثواب پائیں اور اس کی نہ صرف دلداری ہو بلکہ مال سے کسی قدر حصہ بھی پالے ہوسکتا ہے دوسروں سے زیادہ مال اسے مل جائے و نیز اللہ کریم خود رزاق ہے جن کو وراثت نہیں ملتی بلکہ والدین قرضہ چھوڑ کر مرتے ہیں۔ ان کی روزی کہاں سے آتی ہے یہ تو بڑا سیدھا سادا قانون تھا جسے جدید مجتہدوں نے الجھانے کا پروگرام بنا رکھا ہے اور ایک شور بپا کر رکھا ہے۔

وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ ..... سَعِيْرًا ۹/۱۰

قرآنی انداز تربیت

دین اسلام آدمی کو یاد دلاتا ہے کہ اسے بھی مرنا ہے اور ممکن ہے اسی طرح چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ کر مر جائے تو یہ کیا چاہے گا کہ ان کے ساتھ کیسا سلوک ہونا چاہیئے ویسا ہی سلوک ان بچوں سے کرے جو آج اس کے سامنے یتیم ہو کر بے کسی کی تصویر بنے کھڑے ہیں۔ اور اللہ سے ڈرتا رہے کہ وہ ہر چیز پہ قادر ہے ایسا ہی سلوک اس کے ساتھ بھی کر سکتا ہے سو چاہیئے کہ نہایت ہی موزوں بات کرے۔

اور یہ یاد رکھو کہ مالِ یتیم جو شخص بھی ناروا طور پہ کھائے گا وہ یقیناً اپنے پیٹ میں آگ بھر رہا ہے اور عنقریب اسے بھڑکتی آگ یعنی دوزخ میں ڈالا جائے گا۔

بعض علما نے لکھا کہ یہ خبر بطور استعارہ کے ہے مگر ایسا نہیں ہے بلکہ اعمال انسانی پہ دونوں اجر بیک وقت دیئے جاتے ہیں دنیا کا اجر بھی اور آخرت کا بھی دنیا کا اثر یہ ہے کہ پیٹ بھر گیا مگر اخروی اجر یہ ہے کہ پیٹ میں آگ ڈالی جا رہی ہے حدیث شریف میں وارد ہے کہ بعض لوگ اس حال میں اٹھیں گے کہ مُنہ ناک کان وغیرہ سے دھواں اور شعلے نکل رہے ہوں گے اور یہ آگ اگرچہ ظاہر کی آنکھوں سے نظر نہیں آتی مگر اپنا اثر دکھاتی ہے اور دنیا میں بھی چین نصیب نہیں ہوتا ایسے لوگ زندگی بھر تڑپتے رہتے ہیں اور بعد مرگ تو عذاب ہے ہی۔

اللہ کریم اپنے عذابوں سے اپنی ہی پناہ میں رکھے اور ایسے امور سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے جو اس کی ناراضگی کا سبب ہوں ۔ آمین

رکوع نمبر ۲ آیات ۱۱ تا ۱۴ لَنْ تَنَالُوا ۴ ۱۴

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ۚ وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ⑪ وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ

خدا تمہاری اولاد کے بارے میں تم کو ارشاد فرماتا ہے کہ ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے حصے کے برابر ہے اور اگر اولادِ میت صرف لڑکیاں ہی ہوں (یعنی دو یا) دو سے زیادہ تو کل ترکے میں اُن کا دو تہائی۔ اور اگر صرف ایک لڑکی ہو تو اُس کا حصہ نصف۔ اور میت کے ماں باپ کا یعنی دونوں میں سے ہر ایک کا ترکے میں چھٹا حصہ بشرطیکہ میت کے اولاد ہو اور اگر اولاد نہ ہو اور صرف ماں باپ ہی اسکے وارث ہوں تو ایک تہائی ماں کا حصہ۔ اور اگر میت کے بھائی بھی ہوں تو ماں کا چھٹا حصہ اور تقسیم ترکہ میت کی وصیت کی تعمیل کے بعد جو اُس نے کی ہو یا قرض کے ادا ہونیکے بعد جو اسکے ذمے ہو عمل میں آئیگی۔ تمکو معلوم نہیں کہ تمہارے باپ دادوں اور بیٹوں پوتوں میں سے کون فائدے کے لحاظ سے تم سے زیادہ قریب ہے یہ حصے خدا کے مقرر کئے ہوئے ہیں اور خدا سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے ⑪

اور جو مال تمہاری عورتیں چھوڑ مریں۔ اگر اُن کے اولاد نہ ہو تو اس میں نصف حصہ تمہارا۔ اور اگر اولاد ہو

11. Allah chargeth you concerning (the provisions for) your children: to the male the equivalent of the portion of two females, and if there be women more than two, then theirs is two-thirds of the inheritance, and if there be one (only), then the half And to his[1] parents a sixth of the inheritance, if he have a son; and if he have no son **and his parents are his heirs, then to his mother appertaineth the third; and if he have brethren, then to his mother appertaineth the sixth, after any legacy he may have bequeathed, or debt (hath been paid). Your parents or your children: Ye know not which of them is nearer unto you in usefulness. It is an injunction from Allah Lo! Allah is Knower, Wise.**

12. And unto you belongeth a half of that which your wives leave, if they have no child; but if they have a child then unto you the fourth of that which they leave, after any legacy they may have be-

لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا
تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِينَ
بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۚ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا
تَرَكْتُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَلَدٌ ۚ
فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ
الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِنْ بَعْدِ
وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۗ
وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَالَةً
أَوِ امْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ
فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ ۚ
فَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذَٰلِكَ
فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ
وَصِيَّةٍ يُوصَىٰ بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ
مُضَارٍّ ۚ وَصِيَّةً مِنَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ
عَلِيمٌ حَلِيمٌ ⑫

تو ترکے میں تمہارا حصہ چوتھائی۔ (لیکن یہ تقسیم وصیت (کی تعمیل) کے بعد جو انہوں نے کی ہو یا قرض کے (ادا ہونے کے بعد جو انکے ذمے ہو۔ کی جائیگی) اور جو مال تم (مرد) چھوڑ مرو۔ اگر تمہارے اولاد نہ ہو تو تمہاری عورتوں کا اس میں چوتھا حصہ۔ اور اگر اولاد ہو تو اُنکا آٹھواں حصہ (یہ حصے) تمہاری وصیت (کی تعمیل) کے بعد جو تم نے کی ہو۔ اور (ادائے) قرض کے (بعد تقسیم کئے جائیں گے) اور اگر ایسے مرد یا عورت کی میراث ہو جس کے نہ باپ ہو نہ بیٹا مگر اسکے بھائی یا بہن ہو تو اُن میں سے ہر ایک کا چھٹا حصہ اور اگر ایک سے زیادہ ہوں تو سب ایک تہائی میں شریک ہونگے (یہ حصے بھی) بعد ادائے وصیت و قرض بشرطیکہ ان سے میت نے کسی کا نقصان نہ کیا ہو (تقسیم کئے جائینگے) یہ خدا کا فرمان ہے۔ اور خدا نہایت علم والا (اور) نہایت حلم والا ہے ⑫

queathed, or debt (they may have contracted, hath been paid). And unto them belongeth the fourth of that which ye leave if ye have no child, but if ye have a child then the eighth of that which ye leave, after any legacy ye may have bequeathed, or debt (ye may have contracted, hath been paid). And if a man or a woman have a distant heir (having left neither parent nor child), and he (or she) have a brother or a sister (only on the mother's side then to each of them twain the brother and the sister) the sixth, and if they be more than two, then they shall be sharers in the third, after any legacy that may have been bequeathed or debt (contracted) not injuring (the heirs by willing away more than a third of the heritage) hath been paid. A commandment from Allah. Allah is Knower, Indulgent.

تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ ۚ وَمَنْ يُطِعِ
اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ
تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ
فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ⑬

(تمام احکام) خدا کی حدیں ہیں۔ اور جو شخص خدا اور اُس کے پیغمبر کی فرمانبرداری کرے گا۔ خدا اس کو بہشتوں میں داخل کرے گا جن میں نہریں بہ رہی ہیں۔ وہ اُن میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے ⑬

13. These are the limits (imposed by) Allah. Whoso obeyeth Allah and His messenger, He will make him enter Gardens underneath which rivers flow, where such will dwell for ever. That will be the great success.

وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَ
يَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَارًا
خَالِدًا فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ
مُهِينٌ ⑭ ع

اور جو خدا اور اُس کے رسُول کی نافرمانی کرے گا اور اُس کی حدوں سے نکل جائے گا اُس کو خدا دوزخ میں ڈالے گا جہاں وہ ہمیشہ رہے گا اور اسکو ذلت کا عذاب ہو گا ⑭

14. And whoso disobeyeth Allah and His messenger and transgresseth His limits, He will make him enter Fire, where such will dwell for ever; his will be a shameful doom.

اسرار و معارف

رکوع ۲ یُوصِیکُمُ اللّٰہُ فِی اَولَادِکُم ۔ وَلَہٗ عَذَابٌ مُّہِینٌ ۰ ۱۱/۱۲

میراث کی تقسیم اللہ کریم نے مرنے والے کے مال میں سب حقداروں کا حصہ مقرر فرما دیا جس کا قاعدہ یہ ہے کہ پہلے اس کے کفن دفن کا اہتمام کیا جائے جو نہ کنجوسی سے ہو نہ اس میں فضول خرچی کی جائے اور پھر اس کے

قرض کو ادا کیا جائے جو سب سے ضروری ہے اگر مال نہ بچے تو کوئی وراثت نہیں اگر بچ جائے تو ایک تہائی مال میں وصیت نافذ ہوگی اگر اس کے نافذ کرنے میں کوئی گناہ نہ ہو ورنہ خلافِ شریعت کسی امر کی وصیت نافذ نہ ہوگی اور نہ ایک تہائی سے زیادہ میں نافذ ہوگی اگرچہ مرنے والے نے سب مال میں کر دی ہو۔ جیسے یورپ میں مرنے والے انسانوں کو تو محروم رکھتے ہیں اور کتوں بلیوں وغیرہ کے لیے سب مال کی وصیت چھوڑ کر مرتے ہیں اسلام ایسی کسی وصیت کو سرے سے قبول نہیں فرماتا نیز ورثا کو محروم کرنے کے ارادے سے ایسی وصیت کرنے کو سخت گناہ قرار دیتا ہے یہ دنیا یا اس کا مال حقیقتاً اللہ کریم کی ملکیت ہے اس نے عطا فرمایا ہم نے استعمال کیا جو بچ رہا وہ کس کس کا ہے یہ مالک کی مرضی سو اس نے اس کی تقسیم فرما دی زیادہ تفصیل تو کتب فقہ میں دیکھی جا سکتی ہے یہاں عام فہم مفہوم ہی پیش کیا جا سکتا ہے۔ جو یہ ہے کہ اداءِ قرض کے بعد اگر وصیت ہو تو پہلے وہ پوری کی جائے جو ایک تہائی میں نافذ ہوگی اور اگر نہ ہو تو باقی سارا مال یوں تقسیم ہوگا کہ قریبی رشتہ پہلے پائیگا اور اس کے سامنے دور والے کی کوئی حیثیت نہ ہوگی سب سے قریب اولاد یا والدین ہوتے ہیں سو ارشاد ہے کہ ہر لڑکے کو لڑکی کے مقابلہ میں دوگنا حصہ دیا جائے مثلاً اگر ایک لڑکا اور دو لڑکیاں رہ گئیں تو مال کے ۴ حصے ہوں گے دو حصے لڑکا پائے گا جبکہ ایک ایک حصہ دونوں لڑکیوں کو دیا جائے گا وعلیٰ ھذا۔

قرآن حکیم نے لڑکیوں کا حصہ بطورِ اصل ذکر فرمایا اور اس پر دوگنا حصہ لڑکے کا مقرر فرمایا یعنی بنیاد ہی لڑکی کا حصہ قرار دیا عورت جس قدر محرومی کا شکار تھی اسی شدت سے اس کے حصے کا تذکرہ فرما کر یہ تاکید فرما دی کہ بچیوں کو بہر حال حصہ دیا جائے اور جائز نہیں کہ انہیں یہ کہہ دیا جائے کہ آپ تو جہیز لے چکی ہیں جہیز ایک تحفہ ہے جو والدین اپنی مرضی سے اور اکثر اظہارِ شوکت کے لیے دیتے ہیں مگر وراثت میں بچی کا حق ہے جو اسے اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اکثر لوگ کسی حد تک شرعی بھرم رکھنے کے لیے معاف کرا لیتے ہیں اور بہنوں کو حصہ نہیں دیتے وہ بھی بادلِ ناخواستہ معاف کر دیتی ہیں یہ ہرگز درست نہیں بعض اوقات بچیاں نابالغ ہوتی ہیں جن کا مال کھانا نہ صرف شرعی حصہ دبانا ہے بلکہ مالِ یتیم کا کھانا بھی ہے جو سخت گناہ ہے یہ امر متروک ہو چکا ہے لہٰذا ضروری ہے کہ لڑکیوں کو حصہ دیا جائے خصوصاً زمیندار اس ظلم میں بہت زیادہ ملوث ہیں کہ زمین سے حصہ دینا گوارا نہیں کرتے اگر بعض صورتوں میں جیسے صرف لڑکیاں ہی وارث ہوں تو پھر زمین کی وجہ سے ان کی شادی ایسے لڑکوں سے کی جاتی ہے جن کی وجہ سے زمین قبضہ سے نہ نکلے خواہ وہ لڑکے شادی کے اہل ہی نہ ہوں یا بعض اوقات پاگل لڑکوں سے

کر دی جاتی ہے۔ اسلام اس ظلم کی ہرگز اجازت نہیں دیتا۔

اسی طرح اگر اولادِ نرینہ نہ ہو اور لڑکیاں دو یا دو سے زیادہ ہوں تو انہیں مالِ موروث سے دو تہائی مال ملے گا اور ایک تہائی دوسرے ورثا کو جیسے میت کی بیوی یا شوہر یا والدین وغیرہ جو وراثت کے حق دار ہوں گے اور اگر مرنے والے نے صرف ایک لڑکی ہی چھوڑی ہو تو اس کو نصف مال مل جائے گا باقی نصف دوسرے ورثا کا حصہ ہو گا۔

اگر مرنے والے نے والدین بھی زندہ چھوڑے ہوں اور اولاد بھی تو ماں باپ کو چھٹا چھٹا حصہ ملے گا باقی کا حصہ اولاد یا بیوی شوہر وغیرہ لیں گے یا پھر مرنے والے کی اولاد نہ ہو نہ بہن بھائی ہوں تو والدہ کو ایک تہائی حصہ ملے گا باقی دو تہائی والد کو جائے گا اگر مرنے والے کی بیوی یا شوہر ہوں تو اس کا حصہ الگ کر کے باقی کا $\frac{۱}{۳}$ والدہ اور $\frac{۲}{۳}$ والد کو ملے گا اور تیسری حالت یہ ارشاد فرمائی کہ مرنے والے کی اولاد تو نہ ہو مگر بہن بھائی ہوں اور والدین بھی ہوں تو اس صورت میں ماں کو چھٹا حصہ ملے گا اور اگر کوئی دوسرا وارث شریک نہ ہوا تو $\frac{۵}{۶}$ والد کو مل جائے گا یعنی بہن بھائیوں کی وجہ سے ماں کا حصہ تو کم ہو جائے گا مگر باپ کے ہوتے ہوئے بہن بھائیوں کو کوئی حصہ نہیں ملے گا کہ باپ ان کی نسبت اقرب ہے شرط یہ ہے کہ یہ ایک سے زیادہ ہوں خواہ حقیقی ہوں یا ماں شریک یا باپ شریک ہر صورت میں ان کی وجہ سے ماں کا حصہ کم ہو جائے گا اور یہ تقسیم اللہ کریم کی طرف سے ہے کہ تم نہیں جانتے اولاد یا والدین میں سے تمہارے لیے کون زیادہ مفید ہے یا کس سے تمہیں زیادہ نفع مل سکے گا اسمیں تمہاری رائے یا پسند کو دخل اس لیے نہیں کہ اول تو مال کا حقیقی مالک اللہ کریم ہے دوسرے وہ تم سے زیادہ جانتا ہے کہ کس کو مال پہنچنا چاہیے جو تمہارے لیے بھی مفید ہو اور نظامِ معیشت میں خلل واقع نہ ہو انسان کہ فائدہ تو اللہ کریم کی اطاعت میں ہے اور نظامِ معیشت کسی ایک آدمی کے اٹھ جانے سے معطل نہیں ہو سکتا اس میں جہاں بھی شرعی تقسیم کو روکا جائے گا وہاں خرابی پیدا ہو گی۔ جیسے دل کا خون کہ جسم کے ہر حصے میں پہنچتا ہے اگر بازو روک لے کہ یہ زیادہ اہم ہے اور انگلیوں تک ان کا حصہ نہ جائے تو وہ ناکارہ ہو کر بازو پر بوجھ بن جائیں گی یہی حال عورتوں کو حصہ نہ دینے سے عورت کا ہو گا کہ معاشرہ میں اس کی معیشت مجروح ہو گی جو بالاخر مرد کو بھی متاثر کرے گی اللہ کریم کے احکام کبھی حکمت سے خالی نہیں ہوتے اس لیے پورے

خلوص کے ساتھ ان پر عمل کرنے میں سلامتی ہے اور اپنی رائے سے تبدیلی کرنا ہرگز درست نہیں۔ جہاں تک تمہارے منافع کا تعلق ہے تو وہ علیم ہے تمہارے منافع کو تم سے بہتر جانتا ہے جو دوسروں کو تم سے نفع پہنچانا چاہتا ہے وہ تمہارے نفع سے ہرگز غافل نہیں ہے یہ بھی تمہارا ہی نفع ہے کہ تقسیم میراث کا فیصلہ اس نے اپنے ذمے لیا ورنہ تم ہرگز انصاف نہ کر سکتے اور دوسروں کے ساتھ اپنا بھی نقصان کر لیتے۔ یہ ذکر ان لوگوں کا تھا جن کا رشتہ مرنے والے کے ساتھ نسب کا ہے اب میت کے ازدواجی رشتے کے بارے ارشاد ہوتا ہے کہ اگر بیوی مال چھوڑ کر مرے تو ادائے قرض اور نفاذِ وصیت کے بعد شوہر کو نصف مال ملے گا باقی دوسرے ورثا کو مثلاً اس کے والدین یا بہن بھائی وغیرہ لیکن اگر مرنے والی نے اولاد بھی چھوڑی ہو تو ایک ہو یا زیادہ لڑکا ہو یا لڑکی اسی شوہر سے ہو یا پہلے کسی سے ہر حال میں شوہر کو ایک چوتھائی ملے گا اور باقی دوسرے ورثاء کو ان کے حق کے مطابق اگر مرنے والا شوہر ہو اور اس نے کوئی اولاد نہ چھوڑی ہو تو ادائے قرض اور نفاذِ وصیت کے بعد عورت کو کل مال کا چوتھائی ملے گا لیکن اگر اولاد چھوڑی ہو خواہ اسی بیوی سے یا کسی دوسری سے تو بیوی کو آٹھواں حصہ ملے گا اگر بیویاں ایک سے زیادہ ہوں تو سب اسی میں شریک ہوں گی یعنی ہر ایک کو چوتھائی یا آٹھواں حصہ نہیں ملے گا بلکہ اسی ایک چوتھائی یا آٹھویں حصے میں سب شریک ہوں گی جو بچے گا وہ باقی ورثا میں تقسیم ہو جائے گا ہاں اگر عورت کا مہر ادا نہ ہوا ہو تو یہ بھی مرد پر قرض شمار ہو گا اور پہلے ادا کیا جائے گا نیز اس کے لینے سے عورت کا حصہ کم نہیں ہو گا یہ اس کا علیحدہ حق ہے جو بہر حال ادا کیا جائے گا۔

کلالہ کے متعلق احکام

اب کلالہ کی میراث کا کیا ہو گا کلالہ سے مراد وہ وراثت ہے جس میں مرنے والے کے نہ اصول ہوں نہ فروع یعنی نہ ماں باپ ہوں اور نہ اولاد بلکہ صرف دور کے رشتہ دار ہی وارث ہوں تو مرنے والا اگرچہ مرد ہو یا عورت اس کا اگر ایک بھائی یا ایک بہن جو مفسرین کے نزدیک ماں شریک ہوں کیونکہ دوسروں کے حصے تو پہلے ذکر کیے جا چکے ہیں اور بالاجماع اس آیت کا معنیٰ بھی کیا گیا ہے کہ اگر بہن یا بھائی ماں شریک چھوڑے ہوں تو اگر بھائی ہے چھٹا حصہ پائے گا یا بہن ہے تو بھی چھٹا حصہ لے گی اگر ایک سے زیادہ ہوں تو سب مرنے والے کے اس مال میں سے جو ادائے قرض اور نفاذِ وصیت سے بچ رہے گا تہائی حصہ کے حق دار ہوں گے اور وہ سب پر برابر تقسیم ہو گا یہ حصہ مرد کو عورت

سے دوگنا نہیں بلکہ سب کو برابر ملے گا جیسے علامہ قرطبی کی عبارت کا مفہوم ہے کہ وراثت میں مرد عورت کہیں بھی برابر نہیں سوائے ان بہن بھائیوں کے جو ماں شریک ہوں اور یہ سب اللہ کریم کا حکم ہے کہ ادائے قرض بھی ضروری ہے اور نفاذِ وصیت بھی مگر شرط یہ ہے کہ وصیت کسی وارث کا نقصان کرنے کے لیے نہ ہو جیسے مرنے والے کے جب نہ والدین ہوں اور نہ اولاد تو وہ یہ سمجھ کر کہ دور کے وارثوں کے بجائے کسی ایسی جگہ خرچ کر دوں جہاں سے انہیں کچھ نہ ملے تو یہ درست نہ ہوگا کہ گناہ کے کام پہ یا جو کام شرعاً درست ہی نہیں وصیت باطل ہوگی رہی نیکی کی بات تو اس میں بھی ادائے قرض مقدم ہے پھر ایک تہائی مال میں وصیت نافذ ہوگی اور باقی مال ورثا کو ملے گا نیز وارث کے حق میں وصیت نافذ نہ ہوگی وہ صرف اپنا حق پا سکے گا۔ ہاں اگر دوسرے وارث اپنی مرضی سے دے دیں تو انہیں اختیار ہوگا اور مرنے والے کو یہ ہرگز زیب نہیں دیتا کہ ایسے مشکل وقت میں بھی کسی کی حق تلفی کرے نہ باقی رہ جانے والوں کو یہ زیب دیتا ہے کہ جس نے کمایا تھا جب وہ ہی چھوڑ کر چلا گیا تو دوسرے اس میں کمی بیشی کر کے کیا لیں گے کہ مال تو بہرحال اللہ کا ہے اور وہ سب کچھ جاننے والا ہے اگرچہ حلیم ہے فوراً گرفت نہ بھی کرے تو ایک روز تو سب کچھ اس کے سامنے آجائے گا نیز وارث کے لیے صرف نسب کافی نہیں بلکہ ایک دین پہ ہونا بھی شرط ہے جیسے حدیث شریف میں ارشاد ہے۔

۱۔ لَا يَرِثَ الْمُسْلِمَ الْكَافِرِ وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمُ۔ مسلمان کافر کا اور کافر مسلمان کا وارث نہیں بن سکتا لیکن اگر کوئی شخص مسلمان تھا پھر کافر ہوگیا یعنی مرتد کا مال جو حالتِ اسلام میں کمایا تھا وارثوں کو ملے گا اور ارتداد کے بعد کا بیت المال میں آجائے گا۔ اور اگر عورت مرتد ہوگئی تو اس کا کل مال مسلمان ورثا کو ملے گا۔ لیکن خود مرتد مرد ہو یا عورت کسی مسلمان سے میراث پائے گا نہ کسی مرتد سے (معارف)

۲۔ قاتل وراثت سے محروم رہے گا یعنی باپ کو یا کسی ایسے فرد کو قتل کر دیا جس سے اسے وراثت پہنچتی تھی تو وراثت کا حقدار نہیں رہے گا اور یہ حکم قتل عمد کا ہے۔

۳۔ اگر مرنے والے کی بیوی کے پیٹ میں بچہ ہو تو وہ وارث ہوگا اور لڑکا یا لڑکی فرض کر کے جس صورت میں ورثا کو کم ملتا ہو اس پر عمل کر کے باقی اس کے لیے رکھا جائے یا پھر ولادت تک تقسیم میراث موخر

کی جائے گی۔

۴۔ ایسے ہی کسی نے مرض الوفات میں طلاق دی اور عدت ختم ہونے سے پہلے مرگیا تو عورت وارث ہو گی ہاں حالت صحت میں طلاق دی تو اگر رجعی تھی اور عدت باقی ہے تو وارث ہو گی ورنہ نہیں ہو گی۔

۵۔ اگر کسی عورت نے مرض الموت میں بھی از خود خلع کر لیا تو وارث نہ ہو گی۔

اصحاب الفروض سے اگر مال بچ جائے تو عصبات میں تقسیم ہو جاتا ہے۔ جیسے چچا وغیرہ یا پھر اگر عصبات نہ ہوں تو ذوی الارحام کو جائے گا۔ جیسے نواسے نواسیاں یا پھوپھیاں یا ماموں خالہ وغیرہ ان مسائل میں بہت تفصیل ہے جو کتب فقہ میں دیکھی جا سکتی ہے یہاں صرف مفہومِ کتاب عرض کرنا مقصود ہے۔

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ..... وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ ۱۳/۱۴

حدود اللہ کی اہمیت

یہ اللہ کریم کے احکام ہیں اور اس کی مقرر کردہ حدود ہیں اور اللہ کریم اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت ہی جنت کی ضمانت ہے جس کی نعمتوں کو کبھی زوال نہیں اور جس میں داخلے کے بعد کسی کو بھی کبھی وہاں سے نکالا نہ جائے گا لیکن خیال ضرور رہے کہ صرف نماز روزہ ہی اطاعت نہیں جیسے لوگ یہ تو کر لیتے ہیں مگر مال یا میراث تقسیم کرنا پڑے تو حیلے بہانے سے مال کھا لیا جاتا ہے یاد رہے کہ یہ تقسیم میراث اور مختلف رشتوں کے حصے اللہ کے مقرر کردہ ہیں اور ان پر عمل ہی نجات کا راستہ ہے جو ایک بہت بڑی کامیابی ہے اس کے خلاف جن لوگوں نے احکام الٰہی کی پرواہ نہ کی اور اللہ کی مقرر کردہ حدود کو پامال کیا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی وہ نہ صرف عذاب میں مبتلا ہوں گے نہ صرف ہمیشہ کی آگ میں رہنا ہو گا بلکہ ذلت و رسوائی کا عذاب ہو گا اور دو عالم کی رسوائی ان کا مقدر بن جائے گی۔ اعاذنا اللہ منھا۔ نیز یہ سب قانون وراثت انبیاء علیہم السلام پر لاگو نہیں ہو گا کہ انبیاء کی وراثت ان کی مادی جائداد نہیں ہوتی بلکہ روحانی کمالات ہوتے ہیں اور ان کا علم ہوتا ہے جیسے نبی کریم ﷺ کی کوئی مادی میراث تقسیم نہیں ہوئی بلکہ آپ ﷺ کی میراث آپ کا علم اور کمالات روحانی ہیں جو ابدالآباد تک مستحقین میں تقسیم ہوتے رہیں گے اور شرطِ استحقاق روحانی تعلق ہے جس کی بنیاد ایمان اور جس کی قوت اطاعت ہے اور وہ نسبت جو آپ ﷺ سے منتقل ہو کر دلوں کو روشن اور سینوں کو منور کرتی ہے۔ کرامتِ ولی ہی وراثتِ پیغمبر ہوتی

ہے جو دراصل نبی کا معجزہ ہوتا ہے اور اس کے کامل متبع کے ہاتھ پر ظاہر ہو کر کرامت کہلاتا ہے مادی وراثت لمحاتی اور دار دنیا کے لیے ہوتی ہے مگر روحانی وراثت ابدی اور دائمی ہوتی ہے اور جس قدر کوئی روحانی اور قلبی طور پر قربِ نبوت کو پاتا ہے اسی قدر کمالاتِ نبوت و رسالت سے اپنے حصے کی نورانیت حاصل کرتا ہے جس کی ظاہر دلیل یہ ہوتی ہے کہ اطاعتِ پیغمبر محبوب تر ہوتی چلی جاتی ہے اور نافرمانی کرنے کو جی نہیں چاہتا۔ اسی حال کو صوفیہ فنافی الرسول کے نام سے یاد کرتے ہیں یہ نعمت سینہ بسینہ منتقل ہوتی ہے اور اہل اللہ کی صحبت سے حاصل کی جا سکتی ہے اللہ کریم جسے چاہیں حظ وافر عطا فرمائیں یہ ان کی اپنی دین ہے۔

رکوع نمبر ۳ آیات ۱۵ تا ۲۲ لَنْ تَنَالُوا ۴ ۱۴

وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰىهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا ⑮	مسلمانو! تمہاری عورتوں میں جو بدکاری کا ارتکاب کر بیٹھیں اُن پر اپنے لوگوں میں سے چار شخصوں کی شہادت لو اگر وہ (اُنکی بدکاری کی) گواہی دیں تو اُن عورتوں کو گھروں میں بند رکھو یہاں تک کہ موت اُنکا کام تمام کردے یا خدا اُن کیلئے کوئی اور سبیل (پیدا) کرے ⑮	15. As for those of your women who are guilty of lewdness, call to witness four of you against them. And if they testify (to the truth of the allegation) then confine them to the houses until death take them or (until) Allah appoint for them a way (through new legislation).[2]
وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ۚ فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ⑯	اور جو دو مرد تم میں سے بدکاری کریں تو اُن کو ایذا دو پھر اگر وہ توبہ کرلیں اور نیکوکار ہو جائیں تو اُنکا پیچھا چھوڑ دو۔ بیشک خدا توبہ قبول کرنیوالا اور مہربان ہے ⑯	16. And as for the two of you who are guilty thereof, punish them both. And if they repent and improve, then let them be. Lo! Allah is Relenting, Merciful.
اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ⑰	خدا اُنہیں لوگوں کی توبہ قبول فرماتا ہے جو نادانی سے بُری حرکت کر بیٹھتے ہیں پھر جلد توبہ کر لیتے ہیں پس ایسے لوگوں پر خدا مہربانی کرتا ہے۔ اور وہ سب کچھ جانتا (اور) حکمت والا ہے ⑰	17. Forgiveness is only incumbent on Allah toward those who do evil in ignorance (and) then turn quickly (in repentance) to Allah. These are they toward whom Allah relenteth. Allah is ever Knower, Wise.
وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ۭ اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ⑱	اور ایسے لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی جو (ساری عمر) بُرے کام کرتے رہیں یہاں تک کہ جب اُن میں سے کسی کی موت آ موجود ہو تو اس وقت کہنے لگے کہ اب میں توبہ کرتا ہوں اور نہ اُنکی (توبہ قبول ہوتی ہے) جو کفر کی حالت میں مریں ایسے لوگوں کیلئے ہم نے عذاب الیم تیار کر رکھا ہے ⑱	18. The forgiveness is not for those who do ill deeds until, when death attendeth upon one of them, he saith: Lo! I repent now; nor yet for those who die while they are disbelievers. For such We have prepared a painful doom.

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ
لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ؕ
وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ
مَاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّاۤ اَنْ يَّاْتِيْنَ
بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوْهُنَّ
بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى
اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ
خَيْرًا كَثِيْرًا ⑲
وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ
زَوْجٍ ۙ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا
تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔا ؕ اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا
وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ⑳
وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ
اِلٰى بَعْضٍ وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ㉑
وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ
اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً
وَّمَقْتًا ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ㉒ ع ۱۴

مومنو! تم کو جائز نہیں کہ زبردستی عورتوں کے
وارث بن جاؤ۔ اور (دیکھنا) اس نیت سے کہ
جو کچھ تم نے ان کو دیا ہے اس میں سے کچھ لے لو
انہیں (گھروں میں) مت روک رکھنا۔ ہاں اگر وہ
کھلے طور پر بدکاری کی مرتکب ہوں (تو روکنا نامناسب
نہیں) اور ان کے ساتھ اچھی طرح سے رہو سہو۔ اگر وہ
تم کو ناپسند ہوں تو عجب نہیں کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور
خدا اس میں بہت سی بھلائی پیدا کر دے ⑲
اور اگر تم ایک عورت کو چھوڑ کر دوسری عورت کرنی چاہو
اور پہلی عورت کو بہت سا مال دے چکے ہو تو اس میں سے
کچھ مت لینا۔ بھلا تم ناجائز طور پر اور صریح ظلم سے
اپنا مال اس سے واپس لو گے؟ ⑳
اور تم دیا ہوا مال کیونکر واپس لے سکتے ہو جبکہ تم ایک دوسرے کے ساتھ
صحبت کر چکے ہو اور وہ تم سے عہدِ واثق بھی لے چکی ہیں ㉑
اور جن عورتوں سے تمہارے باپ نے نکاح کیا ہو ان سے
نکاح نہ کرنا مگر (جاہلیت میں) جو ہو چکا (سو ہو چکا) یہ نہایت
بےحیائی اور (خدا کی) ناخوشی کی بات تھی۔ اور بہت برا دستور تھا ㉒

19. O ye who believe! It is not lawful for you forcibly to inherit the women (of your deceased kinsmen), nor (that) ye should put constraint upon them that ye may take away a part of that which ye have given them, unless they be guilty of flagrant lewdness. But consort with them in kindness, for if ye hate them it may happen that ye hate a thing wherein Allah hath placed much good.

20. And if ye wish to exchange one wife for another and ye have given unto one of them a sum of money (however great), take nothing from it. Would ye take it by the way of calumny and open wrong?

21. How can ye take it (back) after one of you hath gone in unto the other, and they have taken a strong pledge from you?

22. And marry not those women whom your fathers married, except what hath already happened (of that nature) in the past. Lo! it was ever lewdness and abomination, and an evil way.

اسرار و معارف

رکوع نمبر ۳   وَالّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ   اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۱۵/۱۶

زنا کی قباحت

یہاں تک ان امور میں بات چل رہی تھی جو تقسیمِ وراثت میں جہالت اور ظلم کی وجہ سے رواج پا چکے تھے ان کی اصلاح کے ساتھ ہی جہاں عورت کو ایک مستقل مالک اور حصہ دار کی حیثیت عطا فرمائی وہاں اس کی ذمہ داری کا احساس بھی دلایا جانا مقصود ہے یعنی جن سے حصہ پاتی ہے والدین ہوں یا خاوند یا دوسرے رشتہ داران کی عزت و ناموس بھی بہت حد تک عورت ہی کے تعاون کی

محتاج ہوتی ہے اس لیے اس بارے میں عورت کو شدت سے تاکید بھی فرمائی اور یہ اہتمام بھی پیش نظر رکھا کہ شوہر کے خاندان کی عورتیں حسد وغیرہ کی وجہ سے اس پر تہمت نہ لگا سکیں فرمایا اگر تمہاری عورتوں میں سے کسی سے فاحشہ کا صدور ہو جس سے مراد زنا ہے تو ان پر اپنوں میں سے (یعنی مسلمان، عاقل، بالغ، آزاد اور مذکر) چار گواہ طلب کرو حاکم یا عدالت جس کے روبرو یہ معاملہ پیش ہو کو چاہیئے کہ اس پر چار گواہ جو شہادت کی اہلیت رکھتے ہیں طلب کرے اور اس بارہ میں عورت کی گواہی معتبر نہیں۔ صاحب روح المعانی نے علامہ زہری سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک کی یہ سنت کہ لا تقبل الشہادہ النساءِ فی الحدود۔ حدود میں عورتوں کی شہادت قابل قبول نہیں شیخین کے عہد خلافت میں بھی جاری تھی یہ آج کل جو مرد اور عورت کی برابری اور مساوات کا شور ہے یہ ایک دھوکا ہے کہ عورت ہر وہ کام کرے جو مرد کرتا ہے یہ برابری نہیں ہے بلکہ مساوات کا اسلامی تصور اور نظریہ یہ ہے کہ عورت ہو یا مرد ہر ایک کو اس کا حق ایک جیسی آسانی سے مل جاتے یعنی محض عورت ہونے کی وجہ سے اسے اپنا حق حاصل کرنے میں کوئی دشواری پیش نہ آئے اب کس کا حق کیا ہے یہ اس نے مقرر فرما دیا جس نے مرد کو مرد اور عورت کو عورت پیدا فرمایا اس میں کسی کی رائے یا پسند کو دخل نہیں یہاں اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرما دیا کہ عورت کی شہادت حدود میں (جن جرائم میں سزا اللہ تعالیٰ نے مقرر فرما دی حاکم یا عدالت صرف شہادت لیں گے) قابل قبول نہ ہو گی اور اس کی سب سے بڑی دلیل رسول اللہ ﷺ کا اس پر عمل ہے اگر چار گواہ شہادت دیں تو انہیں عدالت کے حکم سے گھروں میں مقید رکھو یہاں تک کہ اللہ کریم ان کے لیے کوئی راہ متعین فرما دیں۔ یا اس سے پہلے ہی ان کی زندگی پوری ہو جائے اور تم میں سے کوئی بھی دو شخص بدکاری کریں یعنی منکوحہ عورت کی تخصیص نہیں بلکہ کوئی بھی عورت اور مرد یا دونوں مرد یعنی زنا کی کوئی بھی صورت ہو یا لواطت کریں اور ان پر شہادت کا تقاضا پورا ہو تو ان کو اذیت دی جائے اب اس کا کوئی طریقہ بیان نہیں ہوا بلکہ اولاً اسے حکام کی رائے پر چھوڑ دیا گیا کہ وہ جیسی مناسب جانیں سزا دیں اور عورتوں کو اس کے ساتھ گھروں میں قید بھی رکھا جائے تا آنکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا مقرر ہو جائے یا وہ مر جائیں سو وہ اللہ کریم نے اس کی سزا کا حکم نازل فرما دیا جیسا کہ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں الرجم شیب والجلد لِلبکر کہ شادی شدہ کے لیے رجم یعنی سنگسار اور غیر شادی شدہ کے لیے کوڑوں کی سزا۔ احادیث میں رسول اللہ ﷺ سے

اس پر عمل ثابت ہے جو معروف ہے یہاں نقل کرنے کی ضرورت نہیں اسی طرح خلفاء راشدین سے بھی ثابت ہے ایسے ہی قضائے شہوت اگر غیر فطری طریقے سے ہو تو بھی مستوجب سزا ہوگا اور اس پہ حد جاری ہوگی اکثر مفسرین نے وَالَّذَان سے مراد ہی لواطت کو لیا ہے حدیث شریف میں اس پر بہت سخت وعید ہے کسی حدیث میں متعدد بار لعنت آئی ہے کہیں غضب الٰہی سے ڈرایا گیا ہے بلکہ حضرت ابوہریرہؓ سے ایک روایت میں تو یہ تک موجود ہے کہ چار آدمی ایسے ہیں جن پہ اللہ کریم کبھی خوش نہیں ہوتے یعنی ہر وقت غضب الٰہی کی زد میں رہتے ہیں پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کون ہیں تو ارشاد ہوا وہ مرد جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں اور وہ عورتیں جو مردوں کی طرح بنتی ہیں ایسا شخص جو چوپایہ سے غیر فطری حرکت کرتا ہے اور وہ مرد جو مرد سے قضائے شہوت کرتا ہے ایسے ہی حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جس کو لواطت کرتا دیکھو فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کر دو عورت کے ساتھ غیر فطری حرکت بھی سخت قبیح حرکت ہے اور حضرت خزیمہ بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے تین بار فرمایا اللہ حق بات کہنے سے نہیں شرماتے پھر فرمایا لا تأتوا النساء فی ادبارھن کہ عورتوں کے پاس غیر فطری طریقے سے مت آیا کرو حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ جو بیوی سے غیر فطری حرکت کرے وہ ملعون ہے سو ان تمام جرائم پر سخت ترین سزا مقرر فرمائی گئی بشرطیکہ جرم ثابت ہو جائے ورنہ محض الزام لگانے والے پر حد قذف جاری ہوگی ان افعال قبیحہ میں حد کی تعیین میں علما کی رائے میں اختلاف ہے مگر سب کے نزدیک سخت ترین سزا ہی مقرر ہے جیسے آگ میں جلا دینا دیوار گرا کر کچل دینا اونچی جگہ سے گرا دینا سنگسار کرنا یا تلوار سے قتل کر دینا اور غالباً یہ بھی نوعیت کے اعتبار سے حاکم کو معین کرنا چاہیئے کہ دوسروں کے لیے باعث عبرت بھی ہو ہاں اگر کسی پر سزا جاری کر دی جائے اور وہ آئندہ کے لیے توبہ بھی کر لے تو اسے پھر شرمندہ نہ کیا جائے اور اس کی تذلیل نہ کی جائے مگر یاد رہے ثابت ہو جانے پہ حد جاری ہوگی توبہ سزا سے نہیں بچا سکے گی ہاں اخروی مواخذہ کے لیے مفید ہوگی یا اگر ایسی سزا ملی کہ وہ زندہ رہا مثلاً کچھ کوڑے وغیرہ لگ گئے تو پھر اسے شرمندہ نہ کیا جائے لیکن اگر توبہ نہ کرے تو معاشرے میں مناسب جگہ نہیں پا سکے گا یہی حال اس مرنے والے کا ہے کہ اس کا تذکرہ کسی حقارت سے نہ کیا جائے جس نے توبہ کر لی ہو کیونکہ اللہ کریم توبہ قبول کرنے والے اور رحمت والے ہیں جب اللہ نے توبہ قبول فرمائی اور اپنی رحمت سے خطا معاف کر دی تو پھر لوگوں کو بھی ان کے

درپے آزار نہ ہونا چاہیے۔

توبہ اور اس کی حقیقت

اِنَّمَا التَّوبَۃُ ..... اُولٰٓئِکَ اَعتَدنَا لَھُم عَذَابًا اَلِیمًا ۱۸،۱۷ چونکہ توبہ کا ذکر آگیا تو اللہ کریم نے توبہ کی صورت ارشاد فرمادی کہ اگر کوئی نادانی سے بُرائی کر بیٹھے اور پھر اس حرکت پر شرمندہ ہو اور فوراً توبہ کرے تو اللہ کریم ایسے لوگوں کی توبہ قبول فرماتے ہیں۔ یہاں بُرائی کا تعلق جہالت سے ارشاد ہوا ہے تو مراد یہ نہ ہوگا کہ گناہ سے واقف نہ تھا ورنہ عمداً ایسا نہ کرتا بلکہ مراد یہ ہے کہ وہ فعل جو اللہ کریم اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے خلاف ہو وہ جہالت ہے خواہ کتنے بڑے دانشور سے صادر ہو حضرت قتادہؓ کی روایت ہے اجمع اصحابُ رسول اللہ ﷺ علیٰ ان کل معصیۃ جہالۃ عمداً کان اولم یکن وکل من عصی اللہ فھو جاھل۔ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اس بات پر اجماع ہے کہ ہر گناہ جہالت ہے خواہ ارادے سے کیا جائے یا غیر ارادی طور پر صادر ہو اور ہر وہ شخص جو اللہ کی نافرمانی کرے جاہل ہے پھر جلدی سے توبہ کرے اب اس جلدی کی حد کیا ہوگی تو اس سے اگلی آیہ کریمہ بتا رہی ہے کہ ایسے لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی جو عمر بھر بُرائی پر ہی کاربند رہیں اور جب موت آجائے یعنی فرشتہ وغیرہ یا آخرت نظر آنے لگے تو اس وقت توبہ کا خیال آئے اور نہ ایسے لوگوں کی توبہ قبول ہوتی ہے جن کی موت کفر پر واقع ہو یعنی عمر بھر کفر ہی پہ کاربند رہیں جیسے فرعون کہ وقتِ غرق پکارا کہ موسٰی و ہارون کے رب پر ایمان لاتا ہوں تو ارشاد ہوا کہ اب ایمان لائے جب وقت گذر چکا اب کیا فائدہ تو اس سے مراد نزع روح یا جسے غرغرہ وغیرہ کہا جاتا ہے اس کے شروع ہونے سے پہلے کی توبہ شرفِ قبولیت کو پالے گی بشرطیکہ خلوصِ دل سے ہو یہاں صاحب مظہریؒ نے اور لطیف بات نقل فرمائی ہے کہ قریب سے مراد دل کی حالت ہے کہ وہ مکمل طور پر تباہ نہ ہو چکا ہو اور اس پر ظلمت نہ چھا گئی ہو۔

القریب قبل ان یحیط السوءَ بحسناتہ فیحبطھا۔ قریب سے مراد کہ برائیاں نیکیوں پر چھا نہ جائیں اور اعمال ضائع نہ ہو جائیں۔ ورنہ یہ ایک ایسی حالت ہے کہ توبہ کی توفیق ہی نصیب نہیں ہوتی اور دل پر کسی بات کا اثر نہیں ہوتا۔ توبہ کا پہلا رکن یہ ہے کہ گناہ سے ندامت ہو اور دل میں خجالت کو محسوس کرے دوسری بات کہ گناہ کو فوراً چھوڑ دے اور آئندہ نہ کرنے کا عہد کرے اور تیسری چیز یہ ہے کہ جس قدر ممکن ہو تلافی مافات کرے یعنی اگر نماز روزہ چھوٹا ہے تو قضا کرنا شروع کرے جو بھی یاد ہے کسی کا مال ناجائز طریقے سے لیا ہے تو واپس کرے کسی

سے زیادتی ہوئی ہے معافی مانگے یعنی ممکن حد تک تلافی کی کوشش ضروری ہے صرف زبان سے توبہ توبہ کہنا اور عملی طور پر گناہ میں ملوث رہنا توبہ نہیں بلکہ ایک عام سی بات ہے کہ اس دور کا مرد عورت جیسی شکل بنانا فخر کی بات سمجھنے لگا ہے اور عجیب بات ہے کہ عورت لباس وغیرہ میں بھی اور بالوں کی تراش خراش میں بھی مرد کی شباہت کو بہتر سمجھنے لگی ہے حالانکہ دونوں صورتیں عنداللہ ملعون ہیں اور زبان سے شاید توبہ بھی کہتے ہوں گے توبہ طلبِ رحمت ہے اور وہ اتنا بڑا رحیم ہے کہ توبہ پر نہ صرف گناہ معاف فرماتا ہے بلکہ خطاؤں کو نیکیوں سے بدل دیتا ہے اور اپنے محبوب بندوں میں داخل فرمالیتا ہے مگر اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ مرد ہو یا عورت کم از کم اپنا حلیہ تو ٹھیک کرے اور ایسے عمل سے رُک جائے جس پر لعنت یعنی رحمت سے دوری کی سزا مرتب ہوتی ہے اگر یہ صورت نصیب ہو تو نبی رحمت ﷺ کا ارشاد ہے۔

اَلتَّائِبُ حَبِیْبُ اللّٰہِ وَالتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَا ذَنْبَ لَہٗ گناہ سے توبہ کرنے والا اللہ کا محبوب ہے اور توبہ کرنے والا ایسا ہو گیا جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہ تھا۔

سچی توبہ کا مقام

اور یہ تو اللہ کریم کی صفت ہے کہ وہ سب کچھ جانتا ہے خواہشوں اور آرزوؤں تک سے آگاہ ہے۔

اور اگر کسی نے غرغرہ موت تک توبہ نہیں کی تو یہ شیطان کے اوصاف میں سے ہے پھر جب موت سر پر آگئی آخرت ظاہر ہوگئی تو قبولیت توبہ کا وقت نکل گیا امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ کبھی گناہ کا ارتکاب نہ ہونا یا فرشتوں کا مقام ہے اور یا پھر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کہ معصوم ہوتے ہیں اور مسلسل گناہ کرنا اور کبھی ندامت نہ ہونا یا ترک گناہ کی طرف نہ آنا یہ شیطان کی صفت ہے اور تیسرا درجہ بنی آدم کا ہے کہ گناہ کا ہو جانا اور اس پر فوراً ندامت کا ہونا آئندہ اسے چھوڑنے کا پختہ عزم اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت کا طلب کرنا ہے اگر مسلسل برائی میں ہی موت نے آ لیا تو نہ صرف عذاب ہوگا بلکہ ایسے لوگوں کے لیے دردناک عذاب ہے جو ان کے لیے خاص طور پر تیار کیا گیا ہے اعاذنا اللہ منہا اور گناہِ مسلسل پر احساس ندامت کا نہ ہونا شقاوت قلبی کا پتہ دیتا ہے جو دنیا کی زندگی میں ایک بہت بڑا عذاب ہے اور مفضی الی الکفر ہے کہ ایمان کا سلب ہو جانا آخری سزا ہے پھر کبھی نجات کی اُمید نہیں رہتی اور موت کا وقت انسان کے علوم کی رسائی سے باہر ہے اس لیے زندگی میں مسلسل توبہ کی ضرورت ہے کیا خبر کونسی پل آخری پل ثابت ہو۔

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَحِلُّ لَکُمْ … اِنَّهٗ کَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا وَّسَآءَ سَبِیْلًا ۱۹-۲۲

معاشرہ میں عورت کا مقام

عورت ہی کے حقوق و فرائض کی بحث میں توبہ کی بات تو ضمناً آگئی تھی چنانچہ عورت کا مال میں اور وراثت میں حق پھر عورت کا فرض کہ جس خاندان سے وراثت پاتی ہے اس کی آبرو کی حفاظت کرے اب عورت کا مقام بیان ہو رہا ہے کہ بیوی بن کر وہ کسی کی غلام نہیں بن جاتی بلکہ اس کے حقوق اور زیادہ محفوظ ہو جاتے ہیں یہاں ان مظالم کا رد فرمایا جو قبل اسلام عورت پر روا رکھے جاتے تھے یا بعض جو ابھی تک غیر مسلم اقوام میں پائے جاتے ہیں مثلاً اگر کوئی عورت بیوہ ہو جاتی تو اس کی کوئی حیثیت نہ رہتی اور شوہر کے وارث اپنی مرضی سے چاہتے تو اس سے نکاح کر لیتے یا کسی بھی دوسرے سے کرا دیتے یا پھر کہیں نکاح کرنے نہ دیتے اور قیدی بنا کر رکھتے جیسے ہندو عورتوں کا اب بھی یہی حال ہے بلکہ ان کو تو مال سمیٹنے کے لیے مرد خاوند کے ساتھ جلا بھی دیا جاتا ہے عہد جہالت میں بھی لوگ کبھی ذریعہ آمدن بنا لیتے یا بعض اوقات مال دار عورتیں اپنے مال سے دستبردار ہو کر جان چھڑا لیتی تھیں اکثر شوہر بھی بیویوں سے ظلم کرتے اور مال کا مطالبہ منوا لیتے پھر طلاق دے دیتے ان سب امور میں عورت کو جو تحفظ اسلام نے عطا فرمایا ہے اس دور میں تو ان کے بارے سوچا بھی نہیں جا سکتا تھا اور آج بھی تہذیب مغرب نے آزادی اور مساوات کا خوشنما نام دے کر عورت کو ایک خوبصورت دھوکا دیا ہے جس میں اس کی آبرو بھی گئی اور کسی قسم کا کوئی تحفظ بھی حاصل نہ کر سکی۔

بیوی سے حسن سلوک

یہاں رب کریم نے مومنین کو خطاب فرما کر یہ ظاہر کر دیا کہ ایمان کے ساتھ یہ کام زیب ہی نہیں دیتا اور پھر لا یحل فرما کر اس کا سخت ترین گناہ ہونا بیان فرمایا کہ کسی بھی انسان کو یہ حق نہیں کہ دوسرے انسان کو اپنا غلام یا اپنی ملکیت بنا لے سوائے اس کے کہ اللہ کسی کی آزادی سلب فرما کر بطور سزا اسے غلام کر دے اور پھر زبردستی کسی کو مملوک بنا لینا جیسا کہ عورتوں کو بنا لیا جاتا تھا حتیٰ کہ مرنے والے کے مال کے ساتھ اس کی بیویاں بھی تقسیم ہوتی تھیں اور دوسری بیوی سے جو لڑکا ہوتا اگر چاہتا تو اپنی بیوی بنا لیتا تھا تو جب عورت کی ذات ہی ملکیت شمار ہوتی تھی تو اس کے مال کی کیا حیثیت رہ جاتی ہوگی چنانچہ اللہ کریم نے اس سے سختی سے منع فرما دیا یہاں سے یہ بھی ثابت ہے کہ عاقل و بالغ عورت کا نکاح اس

کی رضا اور اجازت کے بغیر درست نہ ہوگا نہ شرعاً منکوحہ بیوی قرار پائے گی اور نہ نسب یا وراثت کے احکام جاری ہوں گے اور نہ انہیں روکو کہ تمہیں اس سے کچھ مال مل جائے یعنی آباد نہ رکھو اور نہ طلاق دو یا مرضی کا نکاح نہ کرنے دو کہ کچھ مال دے کر کریں یا کوئی ایسا طریقہ اپنایا جائے کہ جو مال تم نے انہیں مہر میں دیا ہے وہ واپس کرو تو اس طرح کے تمام حربے جائز نہیں ہوں گے ہاں اگر شرعی اعتبار سے جُرم کریں تو ثبوت جُرم پہ شرعی سزا کی مستحق ہوں گی ورنہ حق یہ ہے کہ ان سے حسن سلوک کرو بلکہ بعض صورتوں میں اگر بیوی طبعاً پسند نہ بھی ہو تو یہ سمجھ لو کہ ممکن ہے اللہ کریم نے اس میں تمہارے لیے کوئی بہت بڑا فائدہ رکھ دیا ہو اس سے اچھا سلوک کرو ممکن ہے تمہاری اچھی خدمت کرے یا کوئی نیک بخت اولاد حاصل ہو جائے ورنہ کم از کم اخروی اجر کا سبب تو بن ہی جائے گی کہ جب تم اللہ کے لیے اس سے حسن سلوک کرو گے تو یہ اجر سے خالی نہ رہے گا اگر تم کسی ضرورت کے تحت کوئی دوسری عورت نکاح میں لانا چاہتے ہو اور پہلی بیوی کو چھوڑ ہی دینا چاہتے ہو کہ شاید تم اس کے حقوق ادا نہ کر سکو تو تم جس قدر بھی مال و دولت اسے دے چکے ہو خواہ وہ بہت زیادہ بھی ہو اس میں کچھ مت لو کہ اسے تنگ کر کے یا طلاق وغیرہ کے عوض مال لیا جائے یہ سب ظلم ہے کہ اس طرح مال حاصل کرنے کے لیے اس پر خواہ مخواہ کوئی بہتان لگا کر ہی بہانہ کر سکو گے یہ دوہرا ظلم ہوگا اور پھر جب اس نے تم سے اللہ کے نام پہ عہد لیا تھا اور تم دونوں ایک دوسرے پر بے حجاب بھی ہو چکے تو اب تمہیں مال واپس لینے کا کیا حق رہ جاتا ہے کیا انسان کی ذات اور اس کے احترام سے بھی کوئی چیز قیمتی ہے ہرگز نہیں اور جب خلوت صحیحہ ہو جائے تو مہر عورت کی ملکیت ہو جاتا ہے پھر سب سے بڑی بات احترامِ آدمیت ہے جس میں اسلام نے عورت کو ایک خاص مقام سے سرفراز فرمایا ہے۔ نیز ان عورتوں سے نکاح مت کرو جن سے تمہارے باپ (دادا، نانا) نے کبھی نکاح کیا ہو ہاں عہدِ جاہلیت میں جو گذر چکا سو گذر چکا مگر آئندہ ایسا کبھی نہ ہونے پائے کہ یہ بہت بڑی بے حیائی ہے کہ ایک عرصہ تک جسے ماں کہتے رہے اسے بیوی بنا لیا جائے اور شرعاً بھی بہت بڑا گناہ اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب ہے۔

رکوع نمبر ۴ آیات ۲۳ تا ۲۵ وَالْمُحْصَنٰتُ -۵/۱-

23. Forbidden unto you are your mothers, and your daughters, and your sisters, and your father's sisters, and your mother's sisters, and your brother's daughters and your sister's daughters, and your foster-mothers, and your foster-sisters, and your mothers-in-law, and your step-daughters who are under your protection (born) of your women unto whom ye have gone in—but if ye have not gone in unto them, then it is no sin for you (to marry their daughters)—and the wives of your sons who (spring) from your own loins. And (it is forbidden unto you) that ye should have two sisters together, except what hath already happened (of that nature) in the past. Lo! Allah is ever Forgiving, Merciful.

تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور
پھوپھیاں اور خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں
اور وہ مائیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا ہو، اور
رضاعی بہنیں اور ساسیں حرام کر دی گئی ہیں
اور جن عورتوں سے تم مباشرت کر چکے ہو ان کی
لڑکیاں جنہیں تم پرورش کرتے ہو (وہ بھی تم پر
حرام ہیں) ہاں اگر اُن کے ساتھ تم نے مباشرت
نہ کی ہو تو اُن کی لڑکیوں کیساتھ نکاح کر لینے میں، تم پر کچھ گناہ
نہیں۔ اور تمہارے صُلبی بیٹوں کی عورتیں بھی۔ اور دو بہنوں کا
اکٹھا کرنا بھی (حرام ہے) مگر جو ہو چکا (سو ہو چکا)، بے شک
خدا بخشنے والا (اور) رحم والا ہے ﴿۲۳﴾

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ
وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ
الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْۤ اَرْضَعْنَكُمْ وَ
اَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ
وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ
الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا
دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ ز
وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ
اَصْلَابِكُمْ ۙ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ
الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّ
اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۲۳﴾

24. And all married women (are forbidden) unto you save those (captives) whom your right hands possess. It is a decree of Allah for you. Lawful unto you are all beyond those mentioned, so that ye seek them with your wealth in honest wedlock, not debauchery. And those of whom ye seek content (by marrying them), give unto them their portions as a duty. And there is no sin for you in what ye do by mutual agreemeht after the duty (hath been done). Lo! Allah is ever Knower, Wise.

اور شوہر والی عورتیں بھی (تم پر حرام ہیں) مگر وہ جو (اسیر
ہو کر لونڈیوں کے طور پر) تمہارے قبضے میں آجائیں (یہ حکم)
خدا نے تم کو لکھ دیا ہے۔ اور ان (محرمات) کے سوا اور عورتیں
تم کو حلال ہیں اس طرح سے کہ مال خرچ کر کے ان سے
نکاح کر لو بشرطیکہ (نکاح سے) مقصود عفت قائم رکھنا ہو
نہ شہوت رانی۔ تو جن عورتوں سے تم فائدہ حاصل کرو ان کا
مہر جو مقرر کیا ہو ادا کر دو اور اگر مقرر کرنے کے بعد آپس کی
رضامندی سے مہر میں کمی بیشی کر لو تو تم پر کچھ گناہ نہیں۔
بے شک خدا سب کچھ جاننے والا (اور) حکمت والا ہے ﴿۲۴﴾

وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا
مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ
وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ
تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ
مُسٰفِحِيْنَ ؕ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ
مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ؕ
وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ
بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۲۴﴾

25. And whoso is not able to afford to marry free, believing women, let them marry from the believing maids whom your right hands possess. Allah knoweth best (concerning) your faith. Ye (proceed) one from another;[a] so wed them by permission of their folk, and give unto them their portions in kindness, they being honest, not debauched

اور جو شخص تم میں سے مومن آزاد عورتوں (یعنی بیبیوں)
سے نکاح کرنے کا مقدور نہ رکھے تو مومن لونڈیوں ہی سے جو تمہارے
قبضے میں آگئی ہوں (نکاح کر لے) اور خدا تمہارے ایمان کو
اچھی طرح جانتا ہے تم آپس میں ایک دوسرے کے ہم جنس ہو تو ان
لونڈیوں کیساتھ انکے مالکوں سے اجازت حاصل کر کے نکاح کر لو اور دستور کے
مطابق انکا مہر بھی ادا کر دو بشرطیکہ عفیفہ ہوں نہ ایسی کہ کھلم کھلا

وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ
يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ
مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ
الْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ؕ
بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَانْكِحُوْهُنَّ
بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ

بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ
وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ فَاِذَآ اُحْصِنَّ
فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ
مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ؕ
ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ؕ وَاَنْ
تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۲۵ ع

بدکاری کریں اور نہ درپردہ دوستی کرنا چاہیں۔ پھر اگر نکاح میں آکر بدکاری کا ارتکاب کر بیٹھیں تو جو سزا آزاد عورتوں (یعنی بیویوں) کیلئے ہے اسکی آدھی انکو دی جائے، یہ (لونڈی کے ساتھ نکاح کرنے کی) اجازت اس شخص کو ہے جسے گناہ کر بیٹھنے کا اندیشہ ہو۔ اور اگر صبر کرو تو یہ تمہارے لئے بہت اچھا ہے اور خدا بخشنے والا مہربان ہے ۲۵

nor of loose conduct. And if when they are honourably married they commit lewdness they shall incur the half of the punishment (prescribed) for free women (in that case). This is for him among you who feareth to commit sin. But to have patience would be better for you. Allah is Forgiving, Merciful.

اسرار و معارف

رکوع نمبر۴ :- حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ ..... غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ ۲۳

محرمات کا بیان

جب باپ کی وفات پر اس کی زندہ رہ جانے والی بیوی کا ذکر چلا تو رب کریم نے تمام محرمات کی تفصیل ارشاد فرما دی اور یہ اسلام کا عورت پہ ایک عظیم احسان تھا کہ انتہائی بے راہ روی کے دور میں انتہائی مضبوط اخلاقی بنیاد فراہم کی اور عورت کے سب سے محترم مقام یعنی ماں اور اس کی ہر حیثیت یعنی بہن، بیوی اور بیٹی کی حفاظت کا انتظام فرما دیا جبکہ یورپ نے آج کے بزعم خود مہذب دور میں داماد کو ساس سے اور سسر کو بہو سے شادی رچانے کی اجازت دے کر رشتوں کی حرمت کو تباہ کرنے کا کارنامہ سرانجام دیا ہے اور اس سے بھی بڑھ کر مرد کو مرد سے شادی کرنے کی قانونی اجازت فراہم کی ہے جس پر ایڈز جیسی مہلک بیماری کا عذاب مرتب ہو رہا ہے۔ چونکہ زمانہ جاہلیت میں بھی حال ایسا ہی تھا جس طرف یہ تہذیب جدید بڑھ رہی ہے تو رب کریم نے حدود متعین فرما کر امت مسلمہ پہ احسان فرمایا سو کچھ محرمات تو ایسی ہیں جن سے کبھی نکاح نہیں ہو سکتا جو محرماتِ ابدیہ کہلاتی ہیں اور بعض وہ ہیں جن سے خاص حالتوں میں نکاح درست نہیں اگر وہ حال بدل جائے تو جائز ہو جاتا ہے جیسے دوسرے کی منکوحہ کہ اگر اسے طلاق ہو جائے یا شوہر مر جائے تو عدت گذارنے کے بعد نکاح ہو سکتا ہے۔

محرماتِ نسبی

محرمات ابدیہ تین قسم ہیں اول نسبیہ دوم رضاعیہ اور سوم بالمصاہرۃ سو اول تو باپ کی منکوحہ ہے جس میں یہ قید نہیں کہ اس سے خلوت صحیحہ ہوئی یا نہ بلکہ مطلق باپ کے نکاح میں آجانے سے بیٹے کے لیے حرام ہو جائے گی ایسے ہی اگر بیٹے نے کسی عورت سے نکاح کر لیا تو باپ کے لیے حرام ہو جائے گی جیسے

علامہ شامی نے لکھا ہے کہ وتحرم زوجۃ الاصل والفرع لمجرد العقد دخل بها اولا باپ یا بیٹے کا صرف نکاح ایک دوسرے کے لیے عورت کو حرام کر دیتا ہے وطی ہو یا نہ۔

۱۔ باپ نے کسی عورت سے زنا کر لیا تو بھی بیٹے کے لیے حرام ہو جائے گی اور امھاتکم میں مائیں دادیاں نانیاں سب داخل ہیں وبنٰتکم لڑکی یا اس کی لڑکی یا بیٹے کی لڑکی یعنی بیٹی پوتی پڑپوتی یا پڑنواسی وغیرہ ہاں لڑکا لڑکی صلبی نہ ہوں بلکہ گود لے کر پالے ہوں تو ان پر یہ حکم لاگو نہیں ہوگا بشرطیکہ کسی اور طرح سے حرمت نہ آئی ہو ایسے ہی زنا سے پیدا ہو جانے والی اولاد کا حکم بھی ہوگا کہ ان سے نکاح جائز نہیں ہوگا واخواتکم یعنی بہن سے نکاح درست نہ ہوگا سگی ہو یا باپ شریک ہو یا ماں شریک اور عمّٰتکم باپ کی بہن یعنی پھوپھی سے باپ کی سگی بہن ہو یا ماں شریک یا باپ شریک وخٰلٰتکم ماں کی سگی بہن یا باپ شریک ہو یا ماں شریک وبنٰت الاخ بھائی کی لڑکیوں سے سگے بھائی کی ہوں یا ماں شریک یا باپ شریک بھائی کی نکاح جائز نہیں وبنٰت الاخت اور بھانجیوں سے نکاح جائز نہیں بہن سگی ہو یا علاتی یا اخیافی یہ سب محرمات نسبی اور دائمی ہیں۔

حرمت رضاعت

اب حرمت رضاعت کے بارے ارشاد ہے وامھتکم الّٰتی ارضعنکم یعنی جن عورتوں کا دودھ پیا ہے خواہ ایک بار پیا یا زیادہ وہ والدہ کے حکم میں داخل ہے البتہ یہ حرمت تب ثابت ہوگی جب اس زمانے میں دودھ پیا جس میں بچے کی پرورش دودھ پر ہوتی ہے جو علی الاختلاف ائمہ پیدائش سے لے کر دو یا اڑھائی سال کا عرصہ ہے اس کے بعد اگر کسی نے کسی عورت کا دودھ پیا تو حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی وَاَخوٰتکُمْ من الرَّضَاعة۔ یعنی رضاعی بہنوں سے نکاح درست نہیں اور اس کی تفصیل یوں ہے کہ کسی لڑکے یا لڑکی نے ایامِ رضاعت میں کسی عورت کا دودھ پیا تو وہ اس کی رضاعی ماں بن گئی اس کا شوہر رضاعی باپ اور اس کی اولاد رضاعی بہن بھائی مگر صرف اس کے لیے جس نے دودھ پیا اس کے دوسرے بہن بھائیوں کے لیے نہیں ہاں اس کے حق میں سب وہی حکم نافذ ہوگا جو نسبی رشتے ں وجہ سے ہوتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے یُحرّمُ مِنَ الرَّضَاعةِ مَا یحرّمُ مِنَ الوَلادة یعنی جو نسب سے حرام ہے وہی حرمت رضاعت سے ثابت ہوگی اور ایک روایت ہے ان اللہ حرّم من الرّضاعة ما حرم من النسب اس باب میں تفصیلی بات تو کتب فقہ سے دیکھی جا سکتی ہے چند مسائل صاحب معارف القرآن نے بھی نقل فرمائے

ہیں ضرورت ہو تو دیکھ لیے جائیں۔

حرمتِ مصاہرت

وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ یعنی بیویوں کی مائیں بھی شوہروں کے نکاح میں نہیں آسکتیں اس میں ان کی نسبی یعنی نانیاں دادیاں اور رضاعی سب داخل ہیں اسی طرح جس عورت سے ہمبستری کی ہو جائز یا ناجائز اس کی ماں بھی حرام ہو گی اور اگر نکاح کیا تو مجرد نکاح کرنے سے حرمت وارد ہو جائے گی ہمبستری ہو یا نہ۔ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ جس عورت سے نکاح کیا اس کی وہ لڑکی جو دوسرے شوہر سے ہے تب حرام ہو گی جب اس سے ہمبستری کی صرف نکاح سے حرام نہ ہو گی اور بعد نکاح خلوت صحیحہ یا شہوت سے چھونا بھی ہمبستری کے حکم میں ہے ایسے اگر کسی عورت سے زنا بھی کیا ہو تو اس کی لڑکی سے نکاح جائز نہیں ہو گا بلکہ اس کی پوتی نواسی سب اسی حکم میں داخل ہوں گی۔ وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمْ بیٹے کی بیوی سے بھی نکاح کبھی جائز نہ ہو گا اس میں رضاعی بیٹا یا پوتا نواسا وغیرہ سب داخل ہیں ہاں لے پالک بیٹا اس میں داخل نہ ہو گا۔ جس کا نسب یا رضاعت کچھ نہ ہو وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ۔ اور دو بہنوں کو بیک وقت ایک نکاح میں جمع کرنا حرام ہے خواہ نسب کے اعتبار سے ہوں یا رضاعی ہاں ایک کے بعد دوسری بعد از عدت حلال ہو گی اگر ایک بہن کو طلاق دے دی تو اس کی عدت کے دوران بھی دوسری بہن سے نکاح درست نہیں اسی طرح عورت کی پھوپھی خالہ وغیرہ بھی بلکہ فقہا نے ایک قانون لکھا ہے کہ کوئی عورتیں جن میں اگر ایک کو مرد فرض کیا جائے تو ان کا نکاح آپس میں درست نہیں دو بہنیں بھی بیک وقت ایک نکاح میں جمع نہ ہوں گی ہاں قبل اسلام جو گذر چکا اس کا مواخذہ نہ ہو گا مگر اسلام لانے کے بعد ایسی کوئی بھی صورت باقی نہ رکھی جائے گی اور متعدد روایات میں ہے کہ حضور ﷺ نے ایسی صورتوں میں تفریق کرا دی تھی۔

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ ۲۴۔ اور شوہروں والی عورتیں یعنی جب تک کوئی عورت کسی دوسرے کے نکاح میں ہے کسی کے لیے حلال نہ ہو گی سوائے اس کے کہ جو جنگی اسیر ہو کر تمہاری ملکیت میں آجائیں کہ جو عورت جنگ میں قید ہو کر آتی ہے اگر اس کا شوہر دار الحرب میں رہ گیا ہو تو نکاح خود بخود ٹوٹ جائے گا اگرچہ کتابیہ یا مسلمہ بھی ہو اس صورت میں دار الاسلام کا کوئی بھی مسلمان اس سے نکاح کر سکتا ہے باندیوں

یا مملوکہ عورتوں کے معاملہ میں مستشرقین نے بھی بہت اعتراضات کرنے کی کوشش کی ہے اور جدید تہذیب کے شیدائی مسلمانوں نے بھی مستشرقین ذرا اس کی اصل پر نظر ہو جائے تو رائے قائم کرنے میں آسانی رہے گی۔

اسلام میں غلامی کی حیثیت

جنگ انسانی معاشرے کا ایک لازمی عمل ہے اور یہ بات بھی یقینی ہے کہ بغیر اس کے امن قائم نہیں ہوتا مگر اقوامِ عالم قیامِ امن کے نام پر بہت تباہی اور بربادی کے سامان کرتی ہیں مقصد دراصل دوسروں کو غلام بنانا اور ان کے حقوق غصب کرنا ہوتا ہے سو جب کوئی قوم کسی دوسری قوم پر فتح پاتی ہے تو تاریخِ عالم کے وہ صفحات جن پر یہ داستانیں رقم تھیں آج بھی خونچکاں ہیں مگر اسلام نے سرے سے جنگ کرنے کی اجازت ہی نہیں بلکہ جنگ کو جہاد سے بدل دیا ہے جہاد جُہد سے مشتق ہے جس کا معنی کوشش اور محنت کے ہیں یعنی کسی کے حقوق غصب کرنے کے لیے نہیں بلکہ مظلوم کی مدد ظالم کیخلاف یا دنیا کے جھوٹے خدائی کے دعویداروں کا ظلم مٹا کر اللہ تعالیٰ کا قانون جاری کرنے کی کوشش یا کسی ظالم کے بڑھتے ہوئے ظلم کو روکنے کی سعی، ظاہر ہے جب فلسفہ بدلے گا تو نتائج یقیناً تبدیل ہوں گے جنگ میں مغلوب اور مفتوح کی جان، مال اور آبرو فاتح کے رحم و کرم پر ہوتی تھی اور ہوتی ہے مگر اسلام نے یہاں انقلابی تبدیلی فرمائی کہ مسلمان فوج کسی ایسے شہری سے تعرض نہ کرے جو مقابلے میں تلوار نہ اٹھائے کسی کھیت کو نہ اجاڑے کوئی درخت نہ کاٹے عورت بچہ بوڑھا اور عبادت خانوں میں مصروف عبادت لوگ فوج کی کارروائی سے محفوظ ہوں گے کوئی مسلمان سپاہی کسی مفتوح عورت پر دست درازی نہیں کرے گا خواہ مفتوح کافرہ ہی کیوں نہ ہو اب رہ گئے وہ لوگ جو میدانِ جنگ میں ہیں اور عملی طور پر شریک جنگ ہوتے ہیں جب انہیں شکست ہو گی تو مرد قیدی غلام بنا لیے جائیں گے بجائے اس کے کہ ان پر مظالم ڈھائے جائیں ان کے انسانی حقوق محفوظ ہونگے وہ اپنی پسند کا مذہب اختیار کر سکیں گے ان سے کوئی ایسا کام نہیں لیا جائے گا جو وہ کر نہ سکیں جو مسلمان خود کھائینگے انہیں کھلائیں گے ہاں ان کی آزادی سلب کر لی جائے گی اس میں بھی فدیہ لے کر چھوڑے جا سکتے ہیں اور اللہ کی راہ میں آزاد کرنے پر بہت زیادہ ثواب کی اُمید دلائی گئی پھر گناہوں کی بخشش کے لیے بطور کفارہ بھی اور بطور احسان بھی غلام آزاد کرنے کی ترغیب دی گئی اور صرف آزادی سلب کرنا ان کے جرم کے مقابلہ میں بھی اور اس سلوک کے مقابلے میں بھی جو اقوامِ عالم مفتوح سے کرتی ہیں بہت کم سزا ہے یہی حال ان عورتوں کا ہے جو میدانِ کارزار میں زیرِ حراست آتی ہیں کہ اگر انہیں آزاد

کر دیا جائے تو اچھی بات ہے اگر کسی کا خاوند ساتھ قیدی بن کر آئے تو اسی کی بیوی ہو گی ہاں تقسیم میں جس کے حصہ میں آئے اگر وہ ان دونوں میں سے عورت کو بیچ دے تو اس کا نکاح ختم ہو جائے گا یا ایسی عورتیں جن کے خاوند ساتھ قید نہیں ہوئے ان کے نہ صرف نکاح ختم ہو جائیں گے بلکہ مالِ غنیمت میں تقسیم ہو کر جس کے حصہ میں آئیں گی اس پر بغیر نکاح کے حلال ہوں گی مگر صرف مالک پر یا اگر اس نے کسی دوسرے کو دے دیا بیچ کر یا بخش دیا تو پہلے پر حرام ہو جائے گی یعنی ایک وقت میں ایک آدمی کے لیے حلال ہوں گی اور ان کے بھی تمام انسانی حقوق سوائے آزادی کے بحال رکھے جائیں گے جیسا کہ پہلے ذکر ہوا ہے نیز اس صورت میں بھی فوراً حلال نہ ہو گی بلکہ ایک طہر کے بعد اور اگر حاملہ ہوئی تو وضع حمل کے بعد مالک پر حلال ہو گی کہ نسب کا پورا خیال رکھا گیا ہے پھر اگر مالک سے حاملہ ہو گئی یا صاحب اولاد تو اُم ولد کہلائے گی جسے مالک نہ بیچ سکے گا اور نہ کسی کو دے سکے گا اور اس کی موت پر از خود آزاد ہو جائے گی اور اسلام میں حربی عورت پر یہ سب سے بڑی سزا ہے جو اقوامِ عالم کے ظالمانہ سلوک کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں پھر اس کے آزاد کر کے نکاح میں لانے اور بات بات پر آزاد کرنے میں بے شمار ثواب کا وعدہ کیا گیا ہے اس کے علاوہ جو عورتوں کی خرید و فروخت ہوتی ہے سب غیر اسلامی حرکات ہیں جو سخت گناہ ہیں بلکہ بالغ عورت کی مرضی کے بغیر اس کا نکاح بھی جائز نہیں چہ جائیکہ اسے بیچ کھایا جائے، ہمارے جدید مہذب اور دانشور حضرات کو ذرا برابر جھجکنے کی ضرورت نہیں بلکہ اقوامِ عالم کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر یہ کہنا بالکل درست ہے کہ اسلام نے جنگ میں بھی کسی پر ظلم روا نہیں رکھا نہ کسی کی آبرو لوٹی ہے نہ مال۔ ذرا اقوامِ عالم اپنے اپنے گریبانوں میں بھی جھانک کر دیکھیں کتٰب اللہ علیکم یہ سب اللہ کے عطا کردہ قانون ہیں جن میں کسی مومن کو سرتابی کی مجال نہیں ہاں علاوہ ازیں سب عورتوں سے نکاح حلال ہے حق مہر کے ساتھ اور حفاظت عفت و عصمت کے لیے شہوت رانی کے لیے نہیں۔ اُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ۔ یعنی ایک بات تو یہ ہے کہ نکاح کے لیے مہر ضروری ہے اگر کسی مرد و عورت نے باہمی رضامندی سے نکاح کر لیا تو بھی مہر مثل یعنی جو ان کے خاندان میں پہلے سے ہے واجب ہو جائے گا ہاں یہ الگ بات ہے کہ تھوڑے سے تھوڑا بھی مقرر کیا جا سکتا ہے جسے بعد میں شوہر چاہے تو بڑھا بھی سکتا ہے کم نہیں کر سکتا اور اگر بیوی چاہے تو بخش سکتی ہے یعنی کم کر سکتی ہے بہرحال یہ نکاح کے ساتھ اللہ کریم نے ضروری قرار دیا ہے جس کی ایک اور بڑی حکمت یہ ہے کہ خاندان

میں نئی داخل ہونے والی عورت بھی اس خاندان میں اپنی ملکیت رکھتی جو اور افرادِ خاندان میں برابری کے رشتہ سے داخل ہوا سے حقیر نہ سمجھا جائے اسی لیے مہر خاندان کے حالات کے مطابق مقرر کیا جانا چاہیے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اُمّ کلثوم رضؓ بنت علی و فاطمہ رضی اللہ عنہما کا رشتہ طلب فرمایا تو انہوں نے فرمایا کہ امیہ آپ کی اور اس کی عمر میں فرق بہت ہے تو فرمایا" انی سمعت رسول اللہ ﷺ یقول! ان کل نسب و صِہرٍ ینقطعُ یوم القیمۃ الا نسبی و صِہری. فلذالك رغبت فی ھذ - کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ میرے نسب اور مصاہرت کے سوا تمام نسب اور مصاہرت کے رشتے قیامت کے روز ٹوٹ جائیں گے اس لیے میں چاہتا ہوں کہ یہ رشتے کرلوں تو انہوں نے نکاح کر دیا فاصد قہا عمر اربعین الف درھم یعنی حضرت عمرؓ نے چالیس ہزار درہم مہر دیا حالانکہ خود منع فرمایا کرتے تھے کہ مہر مقرر کرنے میں زیادتی نہ کیا کرو۔ تفسیر کشف الاسرار وعدۃ الابرار جلد ۲ صفحہ ۴۶۰ زیادتی جس سے منع کیا گیا ہے سے مراد اپنی حیثیت سے بڑھ کر مقرر کرنا ہے۔

نکاح کی غرض

دوسری شرط نکاح ہے کہ وہ حفاظت نسب اور عفت و پاکیزگی کے لیے ہو محض شہوت رانی کے لیے ہرگز جائز نہ ہوگا محصنین غیر مسافحین یعنی مقصد مل کر انسانی معاشرے کی تعمیر ہو ایک خاندان کی بنیاد رکھی جائے اور پوری محنت سے اسے بنایا جائے نہ یہ کہ چند روز کے لیے محض شہوت کی آگ سرد کرنے کو کسی سے اُجرت پہ معاملہ کر لیا جائے جسے اہلِ تشیع آج بھی حلال کہتے ہیں نہیں بلکہ اعلیٰ درجے کی عبادت قرار دیتے ہیں اسلام میں اس کی کوئی گنجائش نہیں بلکہ سرے سے جو نکاح محدود وقت کے لیے کیا جائے منعقد ہی نہیں ہوتا یہ قبل اسلام کا رواج تھا کہ عرب تجارتی اغراض سے سفر کرتے تو جہاں کچھ روز قیام ہوتا وہاں اُجرت دے کر اتنے عرصے کے لیے نکاح کر لیتے جسے اسلام نے باطل قرار دیا جیسے شراب پینا لوگوں کی عادت تھی اب اس کی حرمت مدینہ منورہ میں نازل ہوئی تو یہ کہنا درست نہ ہوگا کہ پہلے اسلام میں جائز تھی بلکہ حق بات یہ ہے کہ پہلے عہد جاہلیت کی رسم تھی۔

متعہ جاہلیت کی رسم تھی

ایسے ہی متعۃ النساء رسم جاہلیت تھی جس کی حرمت یوم خیبر فرمائی گئی ورنہ اس کا اسلام سے کوئی رشتہ نہیں اسلام نے جب لونڈی اور مملوکہ تک میں نسب کو اہمیت دی ہے تو متعہ کی اجازت کب دے گا کہ جس سے کبھی نسب ثابت ہی نہیں ہو سکتا کہ ایک عورت

ایک ماہ میں متعدد مردوں سے تھوڑے تھوڑے دنوں یا وقت کا متعہ کر سکتی ہے نہ اس میں میراث ہے نہ عدت یعنی خود شیعہ اس میں میراث عدت اور نسب کے قائل نہیں تو محض اشتراک لفظی سے اس کی مدت ثابت کرنے کی کوشش جہاں جہالت ہے وہاں تحریف قرآن کا بہت بڑا جرم بھی ہے۔ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً یعنی جن عورتوں سے بعدِ نکاح استمتاع کرو ان کے مہر دیدو یہ تم پر فرض کیا گیا ہے اسی لیے اگر نکاح کے بعد رخصتی نہ ہو اور مرد کو استمتاع کا موقع نہ ملے تو مہر آدھا رہ جائے گا یعنی طلاق کی صورت میں پورا مہر ادا نہیں کیا جائے گا بلکہ نصف مہر دیا جائے گا اگر خلوت صحیحہ ہو جائے تو پورا مہر واجب ہو گا۔ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ کہ مہر مقرر ہو چکنے کے بعد بھی میاں بیوی باہمی رضامندی سے کمی بیشی کر لیں تو کچھ حرج نہیں کہ اللہ کریم جاننے والے اور حکمت والے ہیں نکاح سے مراد نسل انسانی کی بقا کا شریفانہ مہذب اور ایک شائستہ طریقہ جاری کرنا ہے جس میں بیوی اور میاں کی محبت ایک دوسرے پر اعتماد اور ایک دوسرے کی دلجوئی ہی بنیادی پتھر ہے سو اگر کوئی میاں بیوی آپس میں محبت اور مشورہ سے گھٹا بڑھا لیتے ہیں تو اللہ کریم کی طرف سے اجازت ہے وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ ..... وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۲۵ جس کو آزاد عورتوں سے نکاح کرنے کی قدرت نہ ہو یا اتنی استطاعت نہ رکھتا ہو تو مومن باندی سے نکاح کرے کہ اس کا مہر وغیرہ اور دیگر اخراجات آزاد عورت کی نسبت کم ہوں گے مگر اس صورت میں بھی مومن مملوکہ سے نکاح کرے کتابیہ وغیرہ سے نہ کرے اس لیے کہ کتابیہ عورت سے جو اولاد ہو گی اگر وہ کتابی نہ ہو گئی تو مسلمان بھی مشکل ہی سے رہ سکے گی اور یہی مصیبت آجکل مسلمانوں کو درپیش ہے کہ یورپی عیسائی اور یہودی لڑکیاں بڑے بڑے گھروں پہ قابض ہیں جو ان کی نسلیں بھی خراب کر رہی ہیں اور راز بھی فروخت کرتی ہیں۔ نیز یہ آجکل کی کتابیہ تو محض برائے نام ہیں حقیقت میں یہ سب ملحدانہ عقاید رکھتی ہیں یورپ میں اب ایمان اپنی کتاب پر بھی بہت کم ہے سو باندی سے نکاح اس کے مالک کی اجازت سے ہو گا کہ ولایت اسی کی ہے بلکہ باندی کی اولاد بھی اس کی غلام ہو گی سو یہ اسی صورت میں ہے کہ کسی کو گناہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو اور آزاد عورت سے نکاح کی سکت نہ ہو تو باندی سے نکاح کر لے کہ زنا سے بہت بہتر ہے اور اس میں عار نہ جانے کہ آزاد غلام سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں ور عند اللہ کون بہتر ہے یہ اللہ ہی کو علم ہے اس لیے صرف اس وجہ سے کوئی عار محسوس

نہ کرے کہ یہ مملوکہ ہے ہاں ان باندیوں کا بھی مہر ادا کرو جو آزاد عورت کی نسبت نصف ہو گا اور سوائے امام مالکؒ کے دوسرے ائمہ کے نزدیک وہ بھی مالک کا حق ہو گا نیز اس حالت میں مومن باندی سے نکاح کرو کہ وہ پاکدامن ہو نہ زنا کرنے والی ہو علانیہ اور نہ خفیہ دوستیاں پالنے والی ہو یعنی پاکیزگی اور بقائے نسل ہر حال میں مقدم ہے اگر متعہ حلال ہوتا تو ضرور اس کی اجازت ہوتی مگر متعہ کرنے والی باندی اگر ہو تو وہ نکاح کے قابل نہیں متعہ ایک بدکاری ہی کا تو نام ہے کہ اُجرت لے کر کوئی عورت اپنا نفس کچھ وقت کے لیے کسی مرد کے سپرد کر دیتی ہے علانیہ کرے یا خفیہ نہ اس سے وراثت ثابت نہ نسب اور نہ اس پہ عدت سو یہ کبھی بھی حلال نہ تھا اور نہ ہے ورنہ تو جنسی تسکین کی آسان ترین صورت تھی مگر یہاں بھی فرما دیا مُحصَنٰتٍ غیرَ مُسَافِحٰتٍ کہ پاکدامن ہوں اور محض سفاح یعنی شہوت رانی نہ ہو حالانکہ متعہ میں بجز سفاح کے اور کچھ ہے ہی نہیں سو بعد نکاح اگر ان سے زنا صادر ہو جائے تو ان کو آزاد عورتوں کی نسبت آدھی سزا ملے گی یعنی وہ سزا جو آزاد عورت غیر شادی شدہ ہونے کی صورت میں پاتی ہے جو سو کوڑے ہے ورنہ شادی شدہ آزاد عورت تو سنگسار کی جائے گی جس کا نصف ممکن نہیں تو نصف سزا پچاس کوڑے ہوگی فقہا کے نزدیک یہی حکم غلام مرد پہ بھی نافذ ہوگا اور یہ باندیوں سے نکاح بھی ایسے لوگ کریں جن کو زنا میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو لیکن اگر قدرتِ نکاح نہ ہو تو آدمی صبر کرے جو اللہ کریم کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ بات ہے اور تمہارے حق میں بھی سب سے بہتر ہے اللہ کریم بخشنے والے اور بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں کہ کس قدر آسانیاں یہاں فرما دی ہیں۔ یاد رہے غلام یا باندی وہی ہوں گے جن کا طریقہ اوپر ذکر کر دیا گیا اس کے علاوہ کسی عورت یا بچے کو پکڑ کر بیچ دینا ظلم ہے اور خرید کر کبھی غلام یا کنیز نہیں بنایا جا سکتا یہ قطعاً حرام ہے جو لوگ بچیوں کے رشتہ کے عوض پیسہ لے لیتے ہیں وہ بچیاں بھی اگر رضامندی کا اظہار نہ کریں تو نکاح منعقد نہیں ہوگا اور اگر شرما شرمی کر دیں مگر دل سے راضی نہ ہوں تو اللہ کریم کے نزدیک بہت بڑا ظلم ہے یہ سب جاہلیت کی رسوم ہیں جنہیں اسلام سے دوری کے باعث لوگ پھر سے اپنا رہے ہیں۔

رکوع نمبر ۵ آیات ۲۶ تا ۳۳ وَالْمُحْصَنٰتُ ۵/۲

يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ
سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوْبَ
عَلَيْكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۲۶

خدا چاہتا ہے کہ اپنی آیتیں تم سے کھول کھول کر بیان
فرمائے اور تم کو اگلے لوگوں کے طریقے بتائے۔ اور تم پر
مہربانی کرے۔ اور خدا جاننے والا اور حکمت والا ہے ۲۶

26. Allah would explain to you and guide you by the examples of those who were before you, and would turn to you in mercy. Allah is Knower, Wise.

وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۟ وَ
يُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ
اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا ۲۷

اور خدا تو چاہتا ہے کہ تم پر مہربانی کرے۔ اور جو لوگ اپنی
خواہشوں کے پیچھے چلتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تم سیدھے
رستے سے بھٹک کر دُور جا پڑو ۲۷

27. And Allah would turn to you in mercy; but those who follow vain desires would have you go tremendously astray.

يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَ
خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ۲۸

خدا چاہتا ہے کہ تم پر سے بوجھ ہلکا کرے اور انسان
(طبعاً) کمزور پیدا ہوا ہے ۲۸

28. Allah would make the burden light for you, for man was created weak.

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ
بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ
تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۟ وَلَا
تَقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ
بِكُمْ رَحِيْمًا ۲۹

مومنو! ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ ہاں اگر
آپس کی رضامندی سے تجارت کا لین دین ہو (اور
اس سے مالی فائدہ حاصل ہو جائے تو وہ جائز ہے)
اور اپنے آپ کو ہلاک نہ کرو۔ کچھ شک نہیں کہ خدا تم پر
مہربان ہے ۲۹

29. O ye who believe! Squander not your wealth among yourselves in vanity, except it be a trade by mutual consent, and kill not your selves. Lo! Allah is ever Merciful unto you:

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا
فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ
عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۳۰

اور جو تعدی اور ظلم سے ایسا کرے گا ہم اُس کو
عنقریب جہنم میں داخل کریں گے۔ اور یہ خدا کو
آسان ہے ۳۰

30. And whoso doeth that through aggression and injustice, We shall cast him into Fire, and that is ever easy for Allah.

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ
نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ
مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ۳۱

اگر تم بڑے بڑے گناہوں سے جن سے تم کو منع کیا
جاتا ہے اجتناب رکھو گے تو ہم تمہارے (چھوٹے چھوٹے) گناہ
معاف کر دینگے۔ اور تمہیں عزت کے مکانوں میں داخل کرینگے ۳۱

31. If ye avoid the great (things) which ye are forbidden, We will remit from you your evil deeds and make you enter at a noble gate.

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ
عَلٰى بَعْضٍ ؕ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا
اكْتَسَبُوْا ؕ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا
اكْتَسَبْنَ ؕ وَسْـَٔلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۳۲

اور جس چیز میں خدا نے تم میں سے بعض کو بعض پر
فضیلت دی ہے اس کی ہوس مت کرو۔ مردوں کو ان کاموں کا
ثواب ہے جو انہوں نے کئے۔ اور عورتوں کو ان کاموں کا ثواب ہے
جو انہوں نے کئے۔ اور خدا سے اس کا فضل (و کرم) مانگتے رہو
کچھ شک نہیں کہ خدا ہر چیز سے واقف ہے ۳۲

32. And covet not the thing in which Allah hath made some of you excel others. Unto men a fortune from that which they have earned, and unto women a fortune from that which they have earned. (Envy not one another) but ask Allah of His bounty. Lo! Allah is ever Knower of all things.

وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ
الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ؕ وَالَّذِيْنَ
عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ۳۳ ع

اور جو مال ماں باپ اور رشتہ دار چھوڑ مریں تو (حقداروں
میں تقسیم کر دو کہ) ہم نے ہر ایک کے حقدار مقرر کر دیئے ہیں۔ اور
جن لوگوں سے تم عہد کر چکے ہو اُن کو بھی اُن کا حصہ دو۔ ۸۴
بے شک خدا ہر چیز کے سامنے ہے ۳۳

33. And unto each We have appointed heirs of that which parents and near kindred leave; and as for those with whom your right hands have made a covenant, give them their due. Lo! Allah is ever Witness over all things.

اسرار و معارف

رکوع نمبر ۵ یرید اللہ لیبین لکم ..... وخلق الانسان ضعیفاً ○ ۲۶ تا ۲۸۔

اللہ کریم تم پر کوئی بوجھ نہیں ڈالنا چاہتا بلکہ بہت بڑا احسان فرما کر تمہیں سلامتی کی راہ دکھانا چاہتا ہے واضح اور صاف الفاظ میں وہ راہ جو انبیا۔ اور صالحین کی ہے جس راہ سے گذرنے والے سلامتی کے گھر کو پہنچے بلکہ تم سے پہلی اُمتیں گمراہ ہو کر ہلاک ہوئیں مگر تمہارے لیے توبہ کا دروازہ کھلا رکھا ہے یعنی جو محرمات تمہیں بتائی گئی ہیں یہ پہلے بھی حلال نہ تھیں اور دینِ ابراہیمی میں بھی حرام تھیں اسی طرح حلال وحرام کا حکم بھی صرف تمہارے لیے نہیں ہے بلکہ تمام امتوں پر اسی طرح کے احکام نازل ہوئے جن پر عمل کر کے یہی لوگ اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے اور پہلوں کی نسبت تم پر بہت آسانی فرمائی کہ وہ سب کچھ جاننے والا اور بڑی حکمت والا ہے اللہ کریم کی پسند تو یہ ہے کہ وہ تم پر مہربانی فرمائے اور تمہاری خطائیں معاف کر دے اور سیدھا راستہ بیان فرمایا کہ تم اس پر چل کر دنیا و آخرت کی کامیابی حاصل کر سکو مگر جو لوگ اور جو اقوام خواہشاتِ نفس کے ہاتھوں تباہ ہو چکے ہیں وہ نہیں چاہتے بلکہ ان کی خواہش تو یہ ہے کہ تمہیں بھی راہ راست سے بھٹکا کر بہت دور پھینک دیں آج کے دور میں تہذیبِ مغرب کو دیکھیں کہ کن کن اداؤں سے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے درپے ہے اور مسلمان جو پیدا تو مسلمانوں کے گھروں میں ہُوئے مگر دین کا علم حاصل نہ کر سکے وہ اس تہذیب سے کتنے متاثر ہیں کہ ان اسلامی قوانین کو پُرانی بات سمجھ کر ماڈرن یعنی نئی تہذیب میں اپنے آپ کو رنگنا چاہتے ہیں مگر اس کے نتائج و اثرات کو یورپ میں جا کر کیوں نہیں دیکھتے جہاں انسانی سکون لٹ چکا ہے خاندانی نظام تباہ ہو چکا ہے عزت و آبرو اور ننگ و ناموس کا جنازہ نکل چکا ہے اور یہ صرف الفاظ نہیں بلکہ کیفیات ہیں جو انسانی زندگی کو ایک توازن ایک ٹھہراؤ عطا کرتی ہیں جس سے دل کو سکون نصیب ہوتا ہے ان میں پاکیزگی اور طہارت ہے ورنہ آزادانہ شہوت رانی تو جانوروں کی صفت ہے تہذیب مغرب کی ترقی یہ ہے کہ انسانوں کو انسانیت کی بلندی سے جانوروں کی پستی میں پٹک دیا یاد رکھو اللہ کریم تمہارے لیے آسانیاں چاہتا ہے اسی لیے نکاح کی نہ صرف اجازت

دی بلکہ اس کی ترغیب دی اس کی حدود مقرر فرمائیں اور اولاد کی تربیت پہ آخرت کے اجر کا وعدہ فرمایا پھر بیک وقت چار تک شادیوں کی اجازت بخشی صرف اس شرط پر کہ عدل کرو اور کسی بیوی پہ ظلم نہ ہو محبت اور نرمی سے برتاؤ کی تاکید فرمائی باندیاں حلال کر دیں آزاد عورت سے شادی کی استطاعت نہ ہو تو باندی سے نکاح کی اجازت عطا فرمائی نیز اس امت پر بہت کم مجاہدہ کے عوض بہت بھاری انعامات کا وعدہ فرمایا۔ صاحب کشف الاسرار لکھتے ہیں یخفف عنکم مقاساۃ المجاھدات بمایلیح لقلوبکم من نوارات المشاھدات۔ یہ اس امت کی خصوصیت ہے کہ مصروف زندگی بھی گزارے اور شیخ کامل کی ایک توجہ سے سینہ منور کر لے بلکہ تجلیاتِ باری کے مشاہدات نصیب ہوں ورنہ قبل ازیں تو ایسے لوگوں کی عمریں تنہائیوں میں اور مجاہدات میں کٹ جاتی تھیں وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا کہ انسان تو تخلیقی طور پہ ہی کمزور ہے اس کی بنا مٹی سے ہے اور وہ اپنے اندر کثافت رکھتی ہے حالانکہ قوت لطافت میں رکھی گئی ہے سو تمہیں ایسا طریقہ تعلیم فرمایا کہ تم نہ صرف روح بلکہ اس کے ساتھ خاکی جسم کو بھی منور کر سکو اور روحانی ترقی اور قوت کے وہ مقامات حاصل کر سکو کہ مشتِ خاک بھی منور ہو کر فرشتوں جیسے اوصاف حاصل کر لے۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوْٓا ... وَنُدْخِلْکُمْ مُّدْخَلًا کَرِیْمًا ○ ۲۹-۳۱

مالِ حرام کا وبال کمالاتِ روحانی اور تجلیاتِ باری سے اس خاکی وجود کو منور کرنے کیلئے ضروری ہے کہ اس میں حرام کی آمیزش نہ کی جائے جس عمارت پر کیچڑ تھوپ دیا جائے اس میں تو وہ چمک دمک اور خوبصورتی پیدا نہیں ہو سکتی جس کی تم امید رکھتے ہو سو اموالکم فرما کر یہ اشارہ فرمایا کہ سب مسلمانوں کے مال تمہارے اپنے مال ہیں سو اپنے مال کی حفاظت کی جانی چاہیئے نہ کہ اسے ضائع کیا جائے پھر حرام کا لقمہ پیٹ میں حل ہو کر اعضاء و جوارح کی قوت بنتا ہے ہاتھ پاؤں آنکھ زبان دماغ اور دل تک سب اس سے متاثر ہوتے ہیں جب یہاں سب حرام جمع ہو جائے گا تو نیکی کرنے کی قوت ہی وجود سے ختم ہو جائے گی حق کا سننا سمجھنا اور اس پر عمل سب دشوار ہو جائے گا اور وہ عالی منازل جو تمہیں حاصل کرنا چاہئیں تھیں تمہاری پہنچ سے بہت دور چلے جائیں گے اس لیے کبھی بھی ناجائز طور پہ کوئی لقمہ حاصل نہ کرو کفر شرک یا عقیدے کا کوئی بھی گناہ طاری ہوتا ہے اور توبہ کرنے سے دھل جاتا ہے مگر اکل حرام کا گناہ وجود میں ساری ہوتا ہے خون بن کر رگوں میں دوڑتا ہے اس کی توبہ بھی بہت مشکل ہے کہ جس کا حق کھایا تھا اس کو لوٹا کر دے یا معاف کرائے اور اگر وہ شخص مر گیا یا لاپتہ ہے نہیں

مل سکتا تو رقم اللہ کے نام پر دے کر اس کو ثواب پہنچائے اور اللہ سے معافی چاہے ورنہ حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ جو حصہ بدن حرام سے بنے گا اس کے لیے آگ ہی سزاوار ہے یعنی ایسے افراد کی اگر بخشش بھی ہوگی تو وہ گوشت دوزخ میں جلا دیا جائے گا اس کے بعد وہاں سے نکل کر جنت میں داخل ہوں گے۔

مال حرام کی مختلف صورتیں

ہاں مال کی گردش ہی باعث حیات بھی ہے سو تمہیں تجارت کر کے ایک دوسرے سے نفع کمانے کی اجازت ہے اور تجارت اس لین دین کا نام ہے جو باہمی رضامندی سے مال کے بدلے مال یا محنت کے بدلے مال یعنی ملازمت، مزدوری یا بیع و شرا یا کرایہ وغیرہ سب تجارت میں داخل ہے اور اس میں رضامندی سے مراد یہ ہے کہ نہ کسی کو مجبور کیا جائے جیسے ذخیرہ اندوزی کر کے کیا جاتا ہے کہ مال صرف ایک آدمی کے پاس جمع ہو گیا وہ منہ مانگے داموں فروخت کرتا لوگ آکر خریدتے ہیں بظاہر تو کوئی انہیں پکڑ کر نہیں لاتا مگر یہ رضامندی مجبوری کا دوسرا نام ہے اس لیے یہ حرام ہے ایسے ہی جھوٹ بول کر یا وعدہ خلافی کر کے مثلاً جس مال کا وعدہ تھا اس میں ناقص ملا دیا تو درست نہ ہوگا یا پھر سرے سے مال ہی نہ ہو جیسے سٹہ یا جوا کہ جس میں مال ہوتا ہی نہیں محض ذہنی طور پر تصور کر کے سودا طے ہو گیا حرام ہے یعنی ایک طرف مال ہے اور دوسری طرف مال ہی نہیں یہی حال سود کا ہے کہ ادھار کی میعاد کا معاوضہ ہوتا ہے اور میعاد کوئی مال نہیں سو حرام ہے یہ تمام صورتیں جن میں ایک طرف مال موجود ہو اور دوسری طرف مال نہ ہو یا مشکوک ہو تو اسے فقہا نے بیع باطل قرار دیا ہے اور دوسری قسم جہاں دونوں طرف مال ہے مگر کسی ایک طرف رضامندی کے نام پر مجبوری ہے تو اسے بیع فاسد کہا جائے گا جیسے ذخیرہ اندوزی کی صورت اور یہی حال رشوت کا ہے کہ اگر کوئی رشوت دے کر وہ چیز حاصل کرنا چاہتا ہے جو اس کا حق نہیں تو دینے والا اور لینے والا دونوں جہنمی ہیں لیکن اگر کسی کو اس قدر مجبور کر دیا جائے کہ اپنا حق حاصل کرنے کے لیے کوئی دوسرا راستہ تلاش نہ کر سکے اور مجبور ہو کر رشوت دے اور اپنا حق حاصل کرے تو دینے والا گناہگار نہ ہوگا لینے والا ڈاکو شمار ہوگا بشرطیکہ جائز طریقہ تلاش نہ کیا جا سکتا ہو ورنہ محض سستی کی وجہ سے رشوت دینے والا بھی گناہ میں تعاون کرنے والا شمار ہوگا ایسے ہی کسی کی بیوی نے مجبوراً مہر معاف کر دیا یا بیٹیوں اور بہنوں سے حصہ معاف کرا لیا گیا جو اکثر بصورت مجبوری ہی ہوتا ہے تو یہ سب حرام ہے اور تجارت کی تمام صورتیں جو اسی آیہ کریمہ کی تفسیر میں رسول اللہ ﷺ سے

منقول ہیں فقہائے کتاب البیوع اور کتاب الاجارہ میں بیان کر دی ہیں یہاں مفہوم کتاب عرض کرنا مقصود ہے اور چونکہ عورتوں کے حقوق کا بیان ہو رہا ہے اس لیے بنیادی بات یہ ارشاد فرمائی گئی کہ ادائے حقوق ہی انسانی عظمت کا تقاضہ ہے اور انسانیت کا مقام فرشتوں سے بلند تر ہے مگر عالم بالا کی لطافتیں پانے کے لیے جہاں عبادات ضروری ہیں وہاں معاملات کو بہت زیادہ دخل ہے کہ تعمیر بدن میں حلال ذرائع سے رزق حاصل کرنا ضروری ہے اور فرمایا لَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ یعنی آپس میں خون نہ کرو یا اپنے آپ کو ہلاک نہ کرو یہ وہ الفاظ ہیں جو مترجمین حضرات نے لکھے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اندازِ بیان سے یہ ظاہر ہے کہ ناجائز ذرائع سے روزی حاصل کرنا یا دوسروں کے حقوق دبا لینا گویا اپنے آپ کو قتل کر دینا ہے کہ اس وجہ سے انسان روحانی کمالات حاصل کرنے سے محروم ہو جاتا ہے جو ایک طرح سے قتل نفس ہے کہ ایسے لوگ جن کے دل یاد الٰہی سے غافل ہوں اہل ذوق کے نزدیک مردہ شمار ہوتے ہیں اور ان کے جسم ان کی ارواح کی قبریں ہیں واجسامھم قبل القبور قبور کہ ان کے وجود قبر میں جانے سے پہلے خود ارواح کی قبریں بن گئیں اور قبروں پہ تو حسرت ہی رستی ہے ویرانی ہوتی ہے اسی لیے معاشرے میں ویرانی نظر آتی ہے مفسرین نے خودکشی کو بھی یہاں حرام لکھا ہے اور ناحق قتل بھی مگر ان کے احکام دوسری جگہ پر بھی موجود ہیں یہاں جو براہ راست اشارہ ملتا ہے وہ یہی ہے کہ حقوق العباد کو دبانے والا اپنے آپ کو منازل علیا کے حصول سے محروم کر دیتا ہے اور ہر قسم کی نیکی سے محروم ہو جاتا ہے جو گویا قتلِ نفس ہی کی ایک صورت ہے یہ سب احکام تمہیں تمہاری ہی بھلائی کے لیے دیئے گئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بہت بڑا رحم کرنے والا ہے اور تمہارے حق میں اس کی رحمت بہت وسیع ہے لیکن اگر کوئی جان بوجھ کر اور زیادتی کرتے ہوئے اللہ کریم کے احکام کے خلاف کرے گا تو عنقریب آگ میں داخل کیا جائے گا۔ درحقیقت وہ رحمت باری کا دامن جھٹک کر غضب الٰہی میں چھلانگ لگانے والا ہوگا اور یاد رکھو عذاب کرنا اللہ کے لیے کچھ مشکل نہیں ہے ہاں اگر خطاءً یا سہو و نسیان سے کسی سے ایسا ہو جائے تو وہ اس وعید میں داخل نہیں مگر ضروری ہے کہ اس کی تلافی کی کوشش کی جائے اور توبہ کی جائے۔

گناہ کے درجات

اور اگر تم ان کبیرہ گناہوں سے بچتے رہو جن سے تمہیں منع کیا گیا ہے یہاں گناہوں کی دو قسمیں ارشاد فرمائی ہیں کبیرہ اور صغیرہ علما نے بڑی لمبی اور بعض اوقات چھوٹی فہرستیں

ارشاد فرماتی ہیں جن میں کبھی سات یا تین یا کچھ زیادہ کبیرہ گناہ ارشاد فرمائے ہیں ان میں کوئی اختلاف اس لیے نہیں کہ جن لوگوں نے تفصیل جمع کی ان کی فہرست لمبی ہوگئی مگر قرآن حکیم نے ایک اصول دیا ہے کہ کبیرہ وہ ہیں جن سے تمہیں منع کیا گیا ما تنہون عنہ، علما کے مطابق جن گناہوں پہ دوزخ کی وعید آئی ہے وہ کبیرہ ہیں اور اس کے علاوہ صغیرہ ہیں یہ یاد رہے کہ ہر گناہ بنیادی طور پہ گناہ ہے صغیرہ صرف اس لیے کہا گیا کہ دوسرے گناہ کی نسبت چھوٹا ہے ورنہ گناہ تو ہے اور صغیرہ عبادات سے معاف ہوتے رہتے ہیں اس صورت میں کہ آدمی کبائر سے بچنے کی کوشش کرے جیسے حدیث شریف میں وارد ہے کہ وضو کرنے سے اعضا سے گناہ جھڑ جاتے ہیں لیکن اگر کوئی کبائر میں مبتلا ہو تو پھر اسے یہ نعمت بھی نصیب نہیں ہوتی بلکہ ہر گناہ کفر کا قاصد ہوتا ہے اور ہر گناہ سے دل پہ سیاہ نقطہ بنتا جاتا ہے اگر سارا دل سیاہ ہو جائے تو ایمان سلب ہو جاتا ہے جو بہت بڑی سزا ہے اور آج کے معاشرے میں یہ مصیبت عام نظروں کے سامنے ہے عموماً ترکِ فرائض و عبادات، کسی مخلوق میں وہ اوصاف یا کوئی ایک صفت ماننا جو ذات باری سے مختص ہیں یا افلاس کے ڈر سے قتلِ اولاد اس میں وہ اسقاطِ حمل بھی شامل ہے جو روح پڑنے کے بعد بغیر عذر شرعی کیا جائے۔ زنا۔ شراب خوری، قتلِ ناحق، یتیم کا مال کھانا ماں باپ کو گالی دینا یا کسی کو گالی دینا کہ جواب میں ماں باپ کو گالیاں پڑیں سود کی آمدنی رشوت میدانِ جہاد سے فرار پاکدامن عورتوں پہ تہمت لگانا ضروریات زندگی کی اشیا کو روکنا بے خوف ہو کر گناہ کیے جانا تکبر کرنا بادشاہ یا با اختیار ہونے کے باوجود جھوٹ بولنا جنات و شیاطین کے ذریعے خبریں حاصل کرنا یا لوگوں کو بتانا یا حصول دنیا کے لیے کسی امام کی بیعت کرنا یا قطع رحمی کا مرتکب ہونا غرض اس طرح کی فہرست فقہ کی کتابوں میں دیکھی جا سکتی ہے آخر میں عرض ہے کہ بیت اللہ شریف کی بے حرمتی اکبر الکبائر میں داخل ہے اور کسی مسلمان سے اس کی اُمید نہیں رکھی جا سکتی سو فرمایا کہ اگر تم کبائر سے بچنے کی کوشش کرتے رہو تو تمہارے چھوٹے چھوٹے گناہ یا بھول چوک جو انسانی مزاج کا خاصہ ہے معاف کر دیئے جائینگے اور تمہیں عزت کے مقام میں داخل کیا جائے گا یعنی تم عظمتِ انسانی کے ساتھ ابدی راحت کو پا لو گے۔

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ ..... اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ○ ۳۲/۳۲

حسد، قناعت اور رشک

اور جس چیز میں اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پہ فضیلت دی ہے اس کی خواہش ہی نہ کرو یعنی ان امور میں جن میں انسان کو اختیار نہیں خواہ مخواہ دخل نہ دو

مثلاً عورت مرد بننے کی خواہش لے بیٹھے جیسے مساوات کے نام پہ اچھالا جا رہا ہے یا کسی کا اعلیٰ خاندان میں ہونا یا حسین ہونا وغیرہ۔ اگر ایسی کوشش کی گئی تو سوائے حسد کے کچھ حاصل نہ ہوگا، دنیا کا آرام تو گیا ہی تھا آخرت بھی ضائع ہوگی اس لیے مردوں کو اپنے کیے کا اجر ملے گا جو فرائض بحیثیت مرد ان کے ذمے تھے انہوں نے کس درجے میں ادا کیے اور عورتوں کو اپنے اعمال کی جزا ملے گی حساب دونوں کا اللہ ہی کے روبرو ہوگا تو مساوات اسلامی یہ ہے کہ ہر حقدار کو وہ حق جو اللہ نے دیا ہے بغیر کسی رکاوٹ کے پہنچے اور ہر شخص بلاتمیز مرد و زن اپنا فرض حسن وخوبی سے ادا کرے یہ ان لوگوں کے لیے وجہ جواز نہیں جو کاہلی کی وجہ سے کچھ کر نہیں پاتے اور الزام تقدیر پہ دھرتے ہیں جیسے حصولِ علم محنت ومشقت کاروبار وغیرہ میں ترقی یعنی امور اختیاریہ مسابقت ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش مستحسن ہے مگر اس صورت میں کہ محنت کرکے آدمی اس جیسا یا اس سے بھی اچھا بن جانے نہ یہ کہ دوسرے کی نعمت کے زوال کی کوشش کرے یہ تو ظلم ہوگا ہاں اللہ نے جس حیثیت میں یعنی مرد یا عورت یا معاشرتی حیثیت میں پیدا فرمایا ہے اس میں فرائض ادا کرکے سبقت حاصل کرے ان امور میں جو انسان کے بس میں نہیں مداخلت کی کوشش خود اپنی اور اپنے ساتھ معاشرے کی خرابی کا سبب بنے گی اس لئے اپنی حدود کے اندر رہ کر اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم مانگتے رہو۔ اور جو والدین یا دوسرے چھوڑ کر مریں انہیں حقداروں میں تقسیم کردو بالکل اسی طرح جس طرح اللہ نے سب کے حصے مقرر کر دیئے ہیں یہ سب اللہ کریم کی طرف سے ہے جو تمہاری بہتری کو تم سے زیادہ جانتا بھی ہے اور تم پہ بہت زیادہ مہربان بھی ہے خود انسان کو اپنے اعمال اور ان کے نتائج کی کیا خبر سو اللہ نے ازراہ کرم تمہارے حقوق وفرائض اس حسن وخوبی سے مقرر فرما دیئے ہیں کہ مرد ہو یا عورت ان احکام پر عمل کرکے عظمتِ انسانی سے بہرہ ور ہو سکتا ہے جو مقصد حیات ہے۔

رکوع نمبر ۶ آیات ۳۴ تا ۴۲ وَالْمُحْصَنٰتُ ۵/۳

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا
فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّ
بِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ
قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ

مرد عورتوں پر مسلط وحاکم ہیں اسلئے کہ خدا نے بعض کو
بعض سے افضل بنایا ہے اور اسلئے بھی کہ مرد اپنا مال
خرچ کرتے ہیں۔ تو جو نیک بیبیاں ہیں وہ مردوں کے
حکم پر چلتی ہیں اور انکے پیچھے پیچھے خدا کی حفاظت میں

34. Men are in charge of women, because Allah hath made the one of them to excel the other, and because they spend of their property (for the support of women). So good women are the obedient, guarding in secret that which

اللّٰهُ ۚ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ
فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي
الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ
اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ
سَبِيْلًا ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا
كَبِيْرًا (٣٤)

مال و آبرو کی خبرداری کرتی ہیں (اور جن عورتوں کی نسبت
تمہیں معلوم ہو کہ سرکشی (اور بدخوئی) کرنے لگی ہیں تو (پہلے)
اُن کو (زبانی) سمجھاؤ (اگر نہ سمجھیں تو) پھر اُنکے ساتھ سونا ترک کر دو
اگر اس پر بھی باز نہ آئیں تو زدوکوب کرو اور اگر فرمانبردار ہو جائیں
تو پھر اُن کو ایذا دینے کا کوئی بہانہ مت ڈھونڈو بیشک خدا
سب سے اعلےٰ (اور) جلیل القدر ہے (٣٤)

Allah hath guarded. As for those from whom ye fear rebellion, admonish them and banish them to beds apart, and scourge them. Then if they obey you, seek not a way against them. Lo! Allah is ever High, Exalted, Great.

وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا
حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ
اَهْلِهَا ۚ اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا
يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ
عَلِيْمًا خَبِيْرًا (٣٥)

اور اگر تم کو معلوم ہو کہ میاں بیوی میں اَن بن ہے تو
ایک مُنصف مرد کے خاندان میں سے اور ایک مُنصف عورت
کے خاندان میں سے مقرر کرو۔ وہ اگر صلح کرا دینی چاہیں گے تو
خدا اُن میں موافقت پیدا کر دیگا۔ کچھ شک نہیں کہ خدا
سب کچھ جانتا اور سب باتوں سے خبردار ہے (٣٥)

35. And if ye fear a breach between them twain (the man and wife), appoint an arbiter from his folk and an arbiter from her folk. If they desire amendment Allah will make them of one mind. Lo! Allah is ever Knower, Aware.

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ
شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي
الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَ
الْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ
وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ
وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ
لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا (٣٦)

اور خدا ہی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو
شریک نہ بناؤ اور ماں باپ اور قرابت والوں اور یتیموں
اور محتاجوں اور رشتہ دار ہمسایوں اور اجنبی ہمسایوں
اور رفقائے پہلو (یعنی پاس بیٹھنے والوں) اور مسافروں
اور جو لوگ تمہارے قبضے میں ہوں سب کے ساتھ احسان کرو
کہ خدا احسان کرنیوالوں کو دوست رکھتا ہے اور تکبر کرنے
والے بڑائی مارنے والے کو دوست نہیں رکھتا (٣٦)

36. And serve Allah: and ascribe nothing as partner unto Him. (Show) kindness unto parents, and unto near kindred, and orphans, and the needy, and unto the neighbour who is of kin (unto you) and the neighbour who is not of kin, and the fellow-traveller and the wayfarer and (the slaves) whom your right hands possess. Lo! Allah loveth not such as are proud and boastful.

الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ
بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ
مِنْ فَضْلِهٖ ۗ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ
عَذَابًا مُّهِيْنًا (٣٧)

جو خود بھی بُخل کریں اور لوگوں کو بھی بُخل سکھائیں اور
جو (مال) خدا نے اُن کو اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے اُسے
چُھپا چُھپا کے رکھیں اور ہم نے ناشکروں کے لئے ذلت
کا عذاب تیار کر رکھا ہے (٣٧)

37. Who hoard their wealth and enjoin avarice on others, and hide that which Allah hath bestowed upon them of His bounty. For disbelievers We prepare a shameful doom;

وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ
رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ
بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۗ وَمَنْ يَّكُنِ
الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا (٣٨)

اور خرچ بھی کریں تو (خدا کے لئے نہیں بلکہ) لوگوں کے
دکھانے کو۔ اور ایمان نہ خدا پر لائیں نہ روز آخرت
پر (ایسے لوگوں کا ساتھی شیطان ہے) اور جس کا ساتھی
شیطان ہوا تو (کچھ شک نہیں کہ) وہ بُرا ساتھی ہے (٣٨)

38. And (also) those who spend their wealth in order to be seen of men, and believe not in Allah nor the Last Day. Whoso taketh Satan for a comrade, a bad comrade hath he.

وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ
الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ۗ
وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا (٣٩)

اور اگر یہ لوگ خدا پر اور روز قیامت پر ایمان لاتے اور جو کچھ
خدا نے اُن کو دیا تھا اُس میں سے خرچ کرتے تو اُنکا کیا
نقصان ہوتا اور خدا اُن کو خوب جانتا ہے (٣٩)

39. What have they (to fear) if they believe in Allah and the Last Day and spend (aright) of that which Allah hath bestowed upon them, when Allah is ever Aware of them (and all they do)?

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَ

خدا کسی کی ذرا بھی حق تلفی نہیں کرتا اور اگر نیکی ہ

40. Lo! Allah wrongeth not even of the weight of an ant; and if there is a good

إِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ
مِنْ لَّدُنْهُ أَجْرًا عَظِيْمًا ۝۴۰
فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ
وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ۝۴۱
يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ
عَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ
الْأَرْضُ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ۝۴۲

ہوگی تو اس کو دوچند کردے گا۔ اور اپنے ہاں سے
اجرِ عظیم بخشے گا ۝۴۰
بھلا اس دن کیا حال ہوگا جب ہم ہر اُمت میں سے احوال بتانے والے
کو بلائیں گے اور تم کو ان لوگوں کا حال بتانے کو گواہ طلب کریں گے ۝۴۱
اُس روز کافر اور پیغمبر کے نافرمان آرزو کریں گے کہ کاش
ان کو زمین میں مدفون کرکے مٹی برابر کر دی جاتی اور
خدا سے کوئی بات چھپا نہیں سکیں گے ۝۴۲

deed, He will double it and will give (the doer) from His presence an immense reward

41. But how (will it be with them) when We bring of every people a witness, and We bring thee (O Muhammad) a witness against these?

42. On that day those who disbelieved and disobeyed the messenger will wish that they were level with the ground, and they can hide no fact from Allah.

اسرار و معارف

الرِّجال قوامون علی النساء ...... ان اللہ کان علیاً کبیراً ۳۴

اب خانگی تعلقات اور اندرونِ خانہ معاملات کی صورت کیا ہو گی چونکہ ہر نظام یا جماعت و حکومت کا کوئی سربراہ ہوتا ہے جسے آپ حاکم کہیں یا کوئی اور نام دیں تو گھر میں مرد حاکم ہو گا اور عورت اس کی شریکِ سلطنت یا نائب وزیر کہ امورِ خانہ داری میں اسے مشورہ بھی دے اور اس کی ہدایات پر عمل بھی کرے قوام کا ترجمہ حاکم دیا گیا ہے جس میں کسی حد تک جبر و استبداد کا شبہ پڑتا ہے سو المنجد کا ترجمہ المتکفل بالامر۔ القوی علی القیام بالامر۔ الامیر۔ اس مفہوم کو بہت اچھی طرح واضح کر دیتا ہے کہ یہ کوئی جابرانہ تسلط نہیں جو مرد کو بخشا گیا ہے بلکہ وہ امور جو باہمی مشورے اور رضامندی سے طے پائیں جن میں خاندان کی بہتری بچوں کی پرورش و تربیت یا دوسرے جملہ امورِ خانگی شامل ہیں ان کو نافذ کرنے والی قیادت یا امارت مرد کی ہو گی جس میں عورت کا پورا تعاون شامل ہو کر خاندان کی بہتری اور بھلائی کے کام سرانجام دے گا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ ہر نظام کو چلانے کے لیے کسی ایک ایسے ذمہ دار فرد کی ضرورت ہوتی ہے جو آخری فیصلہ صادر کر سکے اور فیصلوں پر عمل درآمد کرا سکے چنانچہ ہر ملک کا سربراہ ہوتا ہے یا بادشاہ مگر اسمیں فرق یہ ہے کہ سربراہ یا امیر باہمی مشاورت سے سب کی بہتری کے فیصلے تک پہنچ کر اس کے نفاذ یا اس پر عمل درآمد کراتا ہے اور بادشاہ اپنی ہوس کی تسکین کے لیے اپنے اقتدار کو طول دینے کے لیے فیصلے کرتا اور لوگوں سے منواتا ہے یہاں مرد کو امیر کہا گیا ہے بادشاہ نہیں کہ عورتوں کی دل آزاری ہو چنانچہ عقلاً بھی یہی بات مناسب و معقول ہے کہ عورتوں اور بچوں کی نسبت مرد ہی گھر کا امیر ہونا چاہیئے اب اس کی حکمت بھی ساتھ

ارشاد فرمادی کہ بما فضل اللہ بعضھم علی بعض کہ اللہ کریم نے تخلیقی اور وہبی طور پر بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور ہر شے میں دی ہے پھلوں میں اجناس میں زمین کے حصوں میں حیوانات میں اسی طرح جنس میں بھی جیسے خود جسم میں کہ دل تمام اعضاء سے افضل ہے ایسے ہی مرد کو عورت پر تخلیقی طور پر ایک گونہ فضیلت ہے جسم کی ساخت اور کاروبارِ دنیا میں بھی مرد کی ذمہ داری حفاظت و پرورش کی ہے اور عورت کی ذمہ داری اندرونِ خانہ مال و آبرو اور اولاد کی حفاظت ہے دوسری وجہ یہ ارشاد فرمائی کہ بما انفقوا موالھم یعنی نان ونفقہ کی جملہ ذمہ داری بھی تو مرد کی ہے کہ اپنا مال اہل خانہ پر خرچ کرتا ہے تو گھر کی قدرتی صورت اور بہتر صورت یہ ہے کہ مرد رزق حلال کما کر لائے اور امورِ خانہ میں امیر کی حیثیت سے نگرانی کرے عورت عزت آبرو اور حلال کی حفاظت کے ساتھ اولاد کی تربیت کرے اس سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ محض زور اور غلبہ سے حکومت کرنا جائز نہیں بلکہ اس کے لیے کام کی صلاحیت اور اہلیت کا ہونا ضروری ہے نا اہل حکمرانوں کو جائز طریقے سے ہٹانا بھی عین دینی ذمہ داری ہے بشرطیکہ خلوص ہو خواہشِ نفس کی تکمیل کے حیلے نہ ہوں یہ بھی ضروری نہیں کہ تمام مرد تمام خواتین پر حاکم ہوں بلکہ یہ بات بحیثیت مجموعی ارشاد فرمائی گئی ہے جہاں تک افراد کا تعلق ہے تو ہوسکتا ہے کہ کوئی عورت اوصافِ حاکمیت میں یا علمی و عملی کمالات میں مرد سے بڑھ جائے تو ایسی صورت میں گھر کیا عورت ملک کی سربراہ بھی ہوسکتی ہے مگر عمومی قاعدہ یہ نہیں ہے کہ عورت مزاجاً کسی حصار ہی میں رہنا چاہتی ہے اور وہ حصار اسے مرد مہیا کرتا ہے اسلامی معاشرے میں بچپن سے شادی تک باپ اور پھر شوہر اس کی جملہ ضروریات کا کفیل ہوتا ہے کہ اس کی جسمانی ساخت اس کے گھریلو فرائض اور ذمہ داریاں پھر اس کا ایک خاص مزاج یہ اجازت نہیں دیتا کہ حصولِ رزق کے لیے دفتروں، بازاروں یا کسبِ معاش کے دُوسرے ذرائع کے پیچھے ماری ماری پھرے اس سے زیادہ اس کے ذمہ بقائے نسلِ انسانی کا بہت بڑا اہم فریضہ ہے جو اس کے مزاج اور جسمانی ساخت سے بھی مطابقت رکھتا ہے نیز مرد اپنی ذمہ داریوں کی وجہ سے بھی اور جسمانی ساخت و مزاج کی وجہ سے بھی یہ کام بحُسن خوبی نہیں کرسکتا تو اللہ کریم نے دونوں کی ذمہ داریاں تقسیم فرمادیں اب جو اپنا فرض خلوص و احتیاط سے ادا کرے گا اسی درجہ کا اجر پائیگا کہ مرد عورت کے فرائض جداگانہ ضرور ہیں مختلف مگر بحیثیت انسان ایک جیسے مکلف ہیں۔ عورت کی ذمہ داری یہ ہے فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰہُ صالح عورت یا صالح بیوی یا مثالی بیوی وہ ہے جو مرد کی اطاعت کرے اس کی حاکمیت جو جابرانہ اور ظالمانہ ہرگز نہیں

بند عورت اور گھر کے تحفظ کے لیے ضروری ہے اور اسے رب کریم کی طرف سے تفویض ہوتی ہے اسے خلوص دل سے قبول کرے اور غائبانہ بھی یعنی مرد کی غیر حاضری میں بھی اس کی آبرو اور مال کی حفاظت کرے عموماً جو خدمت یا خلوص کا اظہار مرد کے رُوبرُو ہوتا ہے وہ اس کی عدم موجودگی میں بھی ویسا ہی ہو اس قوت کے ساتھ جو رب کریم عورت کو عطا فرما دیتے ہیں بما حفظ اللہ یعنی اگر عورت صدق دل سے ارادہ کر لے تو بچوں کی پرورش اور عزت و ناموس کی حفاظت گھر اور مال کی نگہبانی خاندانی تعلقات اور اس طرح کے بہت ہی سخت کام اللہ کریم اس کے لیے آسان فرما دیتے ہیں اور اس کی مدد فرما دیتے ہیں۔ لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ بعض نادان خواتین یہ ذمہ داری اچھی طرح سے ادا نہ کر سکیں یا تمہیں ان کی طرف سے اس قسم کا اندیشہ ہو تو انہیں نرمی اور محبت سے سمجھاؤ کہ بیوی کا بھی خاوند پر حق ہے کہ اس کی حفاظت بھی کرے سو اس معاملہ میں بھی شوہر کا تعاون ضروری ہے کہ پیار سے نرمی سے نصیحت کرے اگر پھر بھی باز نہ آئے تو اس کا بستر جُدا کر دے یعنی جب تک اصلاح پذیر نہ ہو مرد اپنے بستر میں سونے کی اجازت نہ دے اس بارہ میں نبیِ رحمت ﷺ کا ارشاد ہے کہ علیحدہ کمرے میں بھیجا جائے یا سلایا جائے ہاں علیحدہ بستر پہ سلایا جائے کہ شاید خاوند سے یہ وقتی علیحدگی اسے ہمیشہ کی علیحدگی سے بچانے کا سبب بن جائے اگر پھر بھی بات بنتی نظر نہ آتی ہو تو انہیں مارو وَاضْرِبُوْهُنَّ کیا مارو کس قدر مارو اس کے بارے حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ جس سے بدن پر نشان یعنی نیل وغیرہ نہ پڑے نہ زخم لگے اور نہ ہڈی ٹوٹے اور خصوصاً چہرے پہ ہرگز نہ مارا جائے سُبحان اللہ پھر اس مار کو بھی محض اظہارِ ناراضگی ہی کہا جا سکتا ہے اس کے باوجود آپ ﷺ نے فرمایا وَلَنْ يَّضْرِبَ خِيَارُكُمْ کہ بھلے لوگ یہ بھی نہیں کریں گے یعنی کبھی مارنے کی سزا نہیں دیں گے اگر اسی طرح سے بیوی کی اصلاح ہو جائے تو انہیں بلاوجہ تنگ نہ کرو مہنے طعنے نہ دو خواہ مخواہ کی ناراضگی نہ رکھو بلکہ از راہ شفقت چشم پوشی اور درگذر سے کام لو کہ اللہ نے تمہیں عورتوں پہ بڑائی تو دی ہے مگر فی الحقیقت بڑائی اللہ ہی کو سزاوار ہے اور وہی ذات ہے کہ نہ اس کی بلندیوں کی انتہا ہے اور نہ عظمت ماپی جا سکتی ہے یہ تو امورِ دنیا چلانے کیلئے رب کریم نے ہر پرزے کو اپنے اپنے کام پہ لگا دیا ہے بڑا وہی ہے جس کے در سے سب بڑائیاں تقسیم ہوتی ہیں۔

وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا . . . عليماً خبيراً ۔ ۳۵

اب دوسری صورت یہ ہے کہ مرد کا قصور ہو یا عورت نافرمان و سرکش اور معاملہ گھر میں سدھرنے کی اُمید

نہ رہے تو ایک دوسرے کو الزام دینے کی بجائے حاکم یا خاندان کے بزرگ مسلمانوں کی مقتدر جماعت دونوں طرف سے ایک ایک حکم مقرر کر دیں یعنی دونوں خاندانوں میں سے ایک ایک فرد ایسا چنا جائے جس میں فیصلہ کرنے کی صلاحیت ہو حکم کے لفظ میں صلاحیت کا ہونا از خود ثابت ہے کہ قوتِ فیصلہ ہی نہ ہو تو حکم نہیں کہا جا سکتا اور ظاہر ہے کہ ایسے پر خلوص اور دیانتدار آدمی چنے جائیں جو ذی علم بھی ہوں بات سمجھ سکیں اور آپس میں مشورہ کر کے فیصلہ کر سکیں بنیادی طور پر ان کا تقرر محض صلح کرانے کے لیے ہے اگر وہ بھی صلح نہ کرا سکیں تو معاملہ عدالت میں جائے گا جس میں کئی خرابیاں ہوں گی اخراجات ہوں گے گھر کی بات بازار تک پہنچے گی اور ممکن ہے غصے میں غلط الزامات لگائے جائیں یا غلط گواہیاں دی جائیں جس کے باعث آخرت بھی خراب ہو اور دنیاوی نقصان کے ساتھ بدنامی کا ڈر بھی ہے تو اگر وہ دونوں یعنی حکم خلوص کے ساتھ یہ ارادہ کر لیں گے کہ ان کی صلح ہو جائے اور یہ خاندان ایسے ہی قائم رہے تو اللہ کریم ان کی مدد فرمائے گا کہ میاں بیوی کے دل میں اتفاق و محبت پیدا فرما دے گا اور اس طرح سے نہ صرف ایک خاندان بچ جائیگا بلکہ ان کا مال اور اخلاق و کردار بھی محفوظ رہے گا ہاں اگر فریقین ان دونوں کو اختیار دے دیں تو پھر وہ اس معاملہ کے کلی طور پر مختار بن کر کوئی بھی فیصلہ کر سکتے ہیں طلاق پہ متفق ہو جائیں یا خلع وغیرہ کی کوئی صورت مقرر کر دیں تو وہ فیصلہ نافذ ہو جائے گا۔ اس آیہ کریمہ سے فقہا نے یہ بات اخذ کی ہے کہ میاں بیوی کے علاوہ دوسرے جھگڑوں میں بھی حکم مقرر کیے جا سکتے ہیں بلکہ مناسب طریقہ ہی یہ ہے کہ عدالت جانے کی بجائے اس طرح سے فیصلہ کر لیا جائے۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا فرمان بھی ملتا ہے کہ عدالتی فیصلوں کی جگہ کوشش کی جائے کہ پنچائتی فیصلے ہوں ان سے دلوں میں کدورت پیدا نہیں ہوتی جبکہ عدالتی فیصلے اگرچہ معاملہ طے کر دیتے ہیں مگر ان سے دلوں میں کدورت پیدا ہوتی ہے سو اگر حکم خلوص سے کام لیں اور انہیں لینا چاہیئے کہ اللہ کریم علیم بھی ہیں اور خبیر بھی جس طرح معاملہ ان کے سامنے ہے اسی طرح حکم کا دل اور عمل بھی تو اللہ کریم کی مدد سے معاملات سلجھ جاتے ہیں۔

وَاعۡبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشۡرِکُوۡا بِہٖ شَیۡـًٔا …… نساءَ قرینًا ○ ۳۶، ۳۷، ۳۸

جہاں تک ادائے حقوق کا تعلق ہے اس کی اصل یہ ہے کہ سب سے پہلے اور سب سے ضروری اللہ کے حق کی حفاظت ہے کہ اس کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ نہ اس کی ذات میں اور نہ اس کی صفات میں

اسلام نے اصلاح احوال کی بنیاد ایمان کو قرار دیا ہے اور جب تک کسی بھی انسان کے دل میں اللہ کی عظمت جاگزین نہ ہو اور وہ اپنے ہر حال پہ اللہ کو حاضر موجود نہ سمجھتا ہو نیز جب تک وہ اپنی ساری امیدیں اللہ ہی سے وابستہ نہ کر دے تب تک محض حکومت کے قانون اور رعب و دبدبہ اس کی اصلاح نہیں کر سکتے نہ برادری کا شرم یا معاشرے کا دباؤ اسے مجبور کر سکتا ہے کیونکہ وہ ان سب سے فرار کی راہ تلاش کر لیتا ہے یہ صرف اللہ کی ذات ہے جس کے ساتھ ایمان کی بنیاد عقیدہ توحید پہ ہے کہ کسی بھی طرح اس کا کوئی شریک نہیں اور اس کے ساتھ ایمان میں پختگی اور ترقی کا سبب اس کی عبادات ہیں سو حکومت ہو یا آپ خود برادری کی سطح پہ کسی کا سمجھوتہ کرانا چاہیں یا حکم مقرر کریں تو ایسے ہی لوگوں کا معاملہ سلجھ سکے گا جو حقوق اللہ کا لحاظ رکھتے ہوں یہی وجہ ہے کہ آج کے خدا بیزار معاشرے میں بڑی بڑی حکومتیں بھی قیام امن کا فریضہ انجام دینے سے قاصر ہیں اور ہر طرف ظلم و بربریت کا دور دورہ ہے خواہ وہ یورپ ہو امریکہ ہو یا روس کہیں بھی امن کا نشان نہیں ملتا۔ اور جب تک خوف خدا اور تقوٰی کی دولت نصیب نہ ہو یہ سب ممکن بھی نہیں حقوق اللہ کے بعد روئے زمین پہ سب سے مقدم حق والدین کا ہے کہ اللہ نے والدین کو ہی اولاد کے وجود کا سبب بنایا ہے اور انہیں کے ذریعے سے انسان کی پرورش اور تربیت کا اہتمام کیا ہے اگر کوئی محروم القسمت اللہ ہی کے حق کی پرواہ نہیں کرتا تو دوسروں کو اس سے کیا امید ہو سکتی ہے لیکن اگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان نصیب ہے تو پھر والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرو یہاں والدین کے حقوق کی بات نہیں فرمائی بلکہ حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے۔ جس سے مراد ہے کہ ان کی ہر ضرورت کا خیال رکھا جائے اور خلوص دل سے حسب ہمت خدمت کی جائے اگرچہ انہوں نے اولاد کے حقوق پوری طرح سے ادا نہ بھی کئے ہوں اولاد کو ان کی دلجوئی کے لیے ان کے دوستوں تک کا خیال رکھنا ضروری ہے ہاں اگر اللہ کی نافرمانی کا حکم دیں تو اطاعت نہ کی جائے گی مگر احترام بدستور کرنا ہو گا اور کوئی ایسی بات منہ سے نکالنا جائز نہیں ہو گا جس سے والدین کی دل آزاری ہو اس پہ اجر و ثواب بھی بہت زیادہ مذکور ہے مگر اصل بات انسان کے مزاج اور اس کے درجہ کی ہے کہ شرف انسانیت اور کمال انسانیت یہ ہے کہ اللہ کے حقوق پھر والدین اقربا یتامٰی مساکین پڑوسی ہمسفر اور نوکر غلام تک کے حقوق درجہ بدرجہ پہچانے اور پورے خلوص سے ادا کرنے کی کوشش کرتا رہے۔ بلکہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک نہ کرنے والا شخص دنیا میں بھی پریشانیوں میں مبتلا کر دیا جاتا ہے جب والدین کی بات ہو گی تو ظاہر ہے ان کی وساطت

سے بہت سے دوسرے رشتے بھی سامنے آئیں گے سو قرابت داروں سے بھی حسن سلوک کا حکم فرمایا گیا ہے کہ حسب استطاعت جان و مال سے ان کی مدد کی جائے اور ان سے میل جول رکھا جائے اکثر خیال یہ ہوتا ہے کہ جب ہم رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہیں تو انہیں اس کے بدلے میں ہمیں اچھا سمجھنا چاہیئے یہاں اس خیال کی نفی ہوتی ہے بلکہ ارشاد یہ ہے کہ قرابت داروں سے حسن سلوک اطاعتِ الٰہی میں داخل ہے لہٰذا اجر کی امید بھی اسی سے کی جائے گی ہاں ان پر بھی اللہ کا حکم اسی طرح وارد ہے اگر وہ یا ان میں سے کوئی اس کی پرواہ نہیں کرتا تو وہ خود اللہ کے حضور جواب دہ ہوگا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، ایک غریب رشتہ دار کی مدد فرمایا کرتے تھے جب سیدہ عائشۃ الصدیقہ رضؓ پر بہتان لگایا گیا تو وہ بھی اس میں ملوث ہو گیا اللہ کریم نے ان کی برأت تو اپنے ذاتی کلام میں نازل فرما دی مگر صدیق اکبر نے خفا ہو کر امداد روک دی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ آپ اس کی امداد ناراض ہو کر بند نہ کریں جو کچھ اس نے کیا ہے وہ اللہ سے معافی چاہے مگر یہ اس کا فعل ہے اور آپ کا حق قرابت کی وجہ سے مدد کرنا بہ اللہ کریم کی خوشنودی کے لیے ہے۔

حسنِ سلوک سے ایسے لوگوں کو بھی محروم نہیں رکھا گیا جن کا کوئی قرابت دار نہ ہو یا اگر ہو تو ان کی مدد کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو جن میں یتیم اور مساکین داخل ہیں تو اللہ کریم نے صاحب استطاعت لوگوں کو یہ یاد دلایا ہے کہ ایسے لوگ بھی حسن سلوک کے مستحق ہیں پھر ایسے لوگوں سے بھی حسن سلوک کیا جائے جو قریب بستے ہوں خواہ پڑوسی ہوں یا محلہ دار جارِ ذی القربٰی وَالجَارِ الجُنُبِ ۔ کی تفسیر میں متعدد روایات ہیں بعض حضرات کے مطابق جار ذی القربٰی سے مراد ایسا پڑوسی ہے جو متصل رہتا ہو اور جارِ جنب سے مراد محلہ دار ہے بعض حضرات کے نزدیک اول سے مراد رشتہ دار پڑوسی ہے اور دوم سے وہ جس کا کوئی رشتہ نہ ہو اور بعض حضرات کے خیال کے مطابق اول سے مراد مسلمان پڑوسی ہے اور دوم سے مراد غیر مسلم ہے الفاظ قرآن میں یہ سب معانی سما سکتے ہیں مگر اتفاق اس بات پر ہے کہ پڑوسی مسلم ہو یا غیر مسلم رشتہ دار ہو یا نہ ہو قریبی ہو یا محلہ میں بسنے والا بقدرِ استطاعت اس کی خبر گیری اور امداد ضروری ہے البتہ درجہ میں فرق ضرور ہوگا جیسے ابن کثیر میں روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا بعض پڑوسی وہ ہیں جن کا صرف ایک حق ہے بعض کے دو حق اور بعض کے تین حق ہیں ایک حق والا پڑوسی غیر مسلم ہے جس کا حق صرف پڑوسی ہونے کا ہے دو حق مسلمان کے ہیں کہ پڑوسی بھی ہے اور مسلمان بھی اور تین اس پڑوسی کے ہیں جو پڑوسی بھی اور مسلمان بھی اور رشتہ دار بھی۔

اس کے بعد صاحب بالجنب کے بارے ارشاد ہوا یعنی شریک سفر یا ہم مجلس گاڑی جہاز وغیرہ میں ساتھ بیٹھا ہوا شخص یا کسی مجلس میں ہم نشیں بلکہ صاحبِ روح المعانی نے ہم پیشہ یا دفتر وغیرہ میں ساتھ ملازمت کرنے والے حضرات کو بھی اس میں داخل فرمایا ہے کہ ان سب کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے خواہ کتنی بھی کم مدت کے لیے کسی کو بھی آپ کے ساتھ بیٹھنا یا رہنا پڑے رشتہ دار ہو یا نہ ہو مسلم غیر مسلم سب اس میں برابر کے شریک ہیں اور ان کے ساتھ حسن سلوک یہ ہے کہ کسی حرکت یا بات سے ان کی دل آزاری نہ کی جائے گفتگو میں بھی یہ خیال رکھا جائے اور حرکات میں بھی مثلاً سگریٹ پھونک کر ہی ساتھ بیٹھنے والے کی سانس نہ روک دی جائے یا زیادہ جگہ نہ گھیری جائے وغیرہ ذالک

کوئی راہ گیر اگر پاس آجائے جس کا کوئی بھی ذاتی واقف نہ ہو تو محض راہ گیر ہونے کی وجہ سے وہ حسن سلوک کا مستحق ہے مومن ہو یا کافر کم از کم انسانی رشتہ کا لحاظ ضرور رکھا جائے گا اور بقدرِ ہمت و استطاعت اس کی خبرگیری کرنا اللہ کریم کا حکم ہے اس کے بعد وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ یعنی ملازم۔ نوکر غلام باندی وغیرہ بھی حسن سلوک کے مستحق ہیں کہ ان کی عزتِ نفس کا خیال رکھا جائے لباس کھانا وغیرہ حسبِ توفیق دیا جائے ان کی ہمت سے بڑھ کر کام نہ لیا جائے یا تنخواہ وغیرہ اگر طے ہو تو بروقت دی جائے اگرچہ لفظی طور پر تو غلام اور باندی ہی صریح مدلول ہیں مگر اشتراکِ علت اور ارشادات نبویؐ کی بنیاد پر یہ آیت نوکروں ملازموں وغیرہ سب کو اس حکم میں شامل فرماتی ہے تو گویا ایک مسلمان مجسم خیر اور حسن سلوک کا پیکر ہونا چاہیئے کہ نہ صرف مسلمان بلکہ غیر مسلم بھی اس کے جذبہ خیر سے مستفید ہوں اور مسلم سے انہیں کسی ایذا رسانی کا خطرہ نہ ہو مگر آج کی عملی زندگی میں اس کی اتنی ہی کمی نظر آتی ہے جس قدر اس کی ضرورت تھی آخر کیوں؟ تو ارشاد ہوا کہ اللہ کریم تکبر کرنے والوں اور دوسروں پر اپنی بڑائی جتانے والوں کو کبھی پسند نہیں فرماتے۔ یعنی ان جملہ امور میں کوتاہی والدین اور رشتہ دار یا غریب و بیکس لوگوں کے ساتھ بدسلوکی کرنا یا ایسے لوگوں کے لیے باعثِ تکلیف ثابت ہونا جن کا واسطہ ہمسفر یا ہمنشیں ہونے کی صورت میں پڑے یا نوکروں اور ملازموں کو تنگ کرنا یہ کام صرف وہ آدمی کرے گا جس میں تکبر ہو گا اور وہ دوسروں کو یہ احساس دلانا چاہ رہا ہو گا تم مجھ سے بہت کمتر درجہ کے لوگ ہو یاد رکھیے ایسے لوگ عنداللہ ناپسندیدہ لوگ ہوتے ہیں یہ جب دوسروں کو نیچا دکھانا چاہتے ہیں تو مال میں بھی بخل کرنے لگتے ہیں یعنی جو مال دوسروں تک پہنچنا چاہیے تھا ان کے حق کی صورت میں یہ اسے روکنے کی

کوشش کرتے ہیں اور اگر کوئی نعمت اللہ نے انہیں دے رکھی ہو تو اسے دوسروں سے چھپاتے ہیں بلکہ اپنے حلقہ اثر میں بھی یہ طریقہ ہی رائج کرنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ دوسرے لوگ بھی مال پاکر یا علم حاصل کرکے ان کے برابر نہ آجائیں اگرچہ اپنے نزول کے اعتبار سے یہ آیہ کریمہ یہود مدینہ کے بارے میں ہے مگر اس کے عموم میں ہر وہ آدمی داخل ہے جو ایسی حرکات کا مرتکب ہوتا ہے مثلاً یہود مدینہ جہاں انتہائی متکبر تھے وہاں یہ کوشش بھی کرتے تھے کہ غربا کبھی خوشحال نہ ہو پائیں یہی حال علم کے معاملہ میں تھا کہ الہامی کتاب کے علوم بھی دوسروں سے چھپاتے تھے کہ ہمارے برابر نہ آجائیں اور یہی حال اس حاکم یا سردار و جاگیردار یا عالم کا ہے جو مال میں کسی کی حق تلفی کرے یا کسی کو علم سے محروم رکھنے کا سبب بنے جیسے عرصہ دراز تک ہمارے ملک کے جاگیرداروں نے اپنے بچوں کو تو آکسفورڈ تک پڑھایا مگر غربا کے بچوں کے لیے کوئی پرائمری سکول بھی قائم نہیں ہونے دیا اس کی بنیادی وجہ تکبر اور خود ستائی کو ارشاد فرمایا گیا ہے اور یہ ایسی خطرناک صفت ہے جو آدمی کو قدم بہ قدم کفر کی طرف لے کر جاتی ہے اور کافروں کے لیے اللہ کریم نے ذلت کے عذاب پیدا فرما دیئے ہیں ایسے لوگوں کی زندگی کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ جب خرچ کرنے پہ آتے ہیں تو پھر سارا خرچ دکھاوے اور نام و نمود کے لیے کرتے ہیں اور اس میں بھی ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ لوگ مجھے بڑا جانیں دیکھا گیا ہے کہ والدین بیمار اور حاجت مند ہوں تو ان کی خبر گیری نہیں کی جاتی اگر مر جائیں تو خواہ قرض لینا پڑے بہت بڑی دعوتیں کی جاتی ہیں کہ لوگوں کو پتہ چل جائے یہ آدمی بہت کچھ کر سکتا ہے فرمایا جو خالص اللہ کے لیے نہیں بلکہ لوگوں کے دکھانے کے لیے عمل کرتا ہے یہ وہ شخص ہے جس کا دوست یا مشیر اور ہمنشیں شیطان ہو اور یہ بہت برا مصاحب ہے کہ ہمیشہ ایسے مشورے دیتا ہے جن سے دونوں عالم کی رسوائی اور عذاب الٰہی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

وماذا علیھم لو امنوا ...... ولا یکتمون اللہ حدیثا ○ ۳۹/۴۲

اگر یہ اللہ پہ اور آخرت پر ایمان ہی لے آتے تو ان کا کیا بگڑ جاتا اگر اللہ کے دیئے کو اسی کے حکم کے مطابق خرچ کرتے تو انہیں کوئی نقصان اٹھانا نہ پڑتا بلکہ ایمان باللہ ہی وہ نعمت ہے جو زندگی آسان کر دیتی ہے اور ایک ایسا سہارا نصیب ہو جاتا ہے جو مزید کسی سہارے کا محتاج نہیں رہنے دیتا ایمان بالآخرت ہی انسانی معاشرے کی اصلاح کا بنیادی پتھر ہے اگر اللہ اور آخرت پر ایمان نہ ہو تو زندگی جہنم کا نمونہ بن جاتی ہے جس پر غرب

کا خدا فراموش معاشرہ پکار پکار کر شہادت دے رہا ہے کہ حکومت اور اس کے وسائل سب کچھ ہے مگر جرائم پہ قابو نہیں پایا جا رہا کہ پس دیوار صرف ایمان کی قوت کام آتی ہے حکومت کی آنکھ نہیں دیکھ سکتی تو اگر لوگوں کو یہ نعمت نصیب ہوتی تو خود ان کیلئے آسانیاں پیدا ہو جاتیں نیز مال و دولت ہو یا علم قوت جسمانی ہو یا عہدہ اور مرتبہ یہ سب اللہ کریم ہی کی عطا ہے اگر انہیں اسی کی رضا کے لیے اور اسی کے حکم کے مطابق استعمال میں لاتے تو تھوڑی محنت سے زیادہ نتائج حاصل کرتے پھر حق بات یہ ہے کہ اللہ کریم سب لوگوں سے ان کی سوچ اور عمل سے خوب واقف بھی ہے یعنی کوئی خیال یا حرکت اس کی ذات سے چھپی ہوئی نہیں ہے اسلام نظریات اور اعمال کے مجموعہ کا نام ہے کہ نظریہ بغیر عمل کے بے کار ہوتا ہے اور عمل بغیر نظریے کے لاحاصل تو گویا ایمان کے بغیر یا اطاعتِ الٰہی کے باہر کوئی انسانی کوشش مثبت نتائج پیدا نہیں کر سکتی اور اسلام انسانیت کی ضرورت ہے اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ کسی بھی کام کو کرنے کا جو سلیقہ اللہ کریم کی طرف سے بتایا جائے گا وہ صحیح ترین طریقہ ہو گا اور جو طریقہ درست ہوتا ہے وہی آسان ترین ہوتا ہے اس کے علاوہ اگر کوئی راہ اپنائی جائے تو مشکل بھی ہوتی ہے اور اگر کام ہو بھی جائے تو مطلوبہ نتائج حاصل نہیں ہو سکتے گویا اسلام ایک بھرپور آرام دہ باعزت زندگی کا نام ہے جو موت اور مابعد الموت کو بھی آسان بنا دے پھر نہ ماننے والے لوگ کتنے ہی بیوقوف اور نادان ہیں کہ وہ اللہ کریم کے روبرو کچھ چھپا بھی نہ سکیں گے اب رہی بات عذاب کی تو اللہ کریم کی شان اس سے بہت بلند ہے کہ وہ کسی کے ساتھ ناانصافی کرے بات صرف اتنی ہے کہ انسان کو ایسا باشعور پیدا فرمایا کہ وہ بھلے بُرے میں تمیز کر سکتا ہے پھر اسے بھلا اور بُرا سمجھا بھی دیا۔ اور جب بھی جہاں بھی ضرورت پیدا ہوئی نبی بھیج کر اس کو پورا کر دیا اور انسان کو راہ اپنانے کا اختیا بھی عطا فرمایا اب اگر کوئی گرفتار بلا ہوتا ہے یا عذابِ الٰہی میں خود کو گراتا ہے تو یہ اس کی اپنی رائے اور پسند کا قصور ہے ورنہ اللہ تو ایسا کریم ہے کہ خطا پہ سزا تو بقدر خطا ہو گی مگر اطاعت کے اجر کو کئی گنا بڑھا دیتا ہے جس کے بارے ارشاد ہے کہ کم از کم دس گنا ثواب عطا فرماتا ہے اور زیادہ کی حد نہیں بعض اعمال پر بیس لاکھ گنا اجر عطا فرمایا جاتا ہے اور بعض کو اس قدر بڑھا دیتا ہے کہ شمار میں نہیں آسکتا کہ یوت من لدنہٗ اجراً عظیماً بہت بڑا اجر حد و حساب سے باہر اجر عطا فرماتا ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ محض اپنے ذاتی علم پہ ہی سزا نہ دے گا بلکہ ہر امت پر اس کے نبی

سے شہادت لی جائے گی جس کی دو صورتیں مذکور ہیں اول یہ کہ ہر اُمت پر اس کا نبی اس بات کی گواہی دے گا کہ ان تک دعوت الٰہیہ پہنچی تھی اور کس کس نے قبول کی اور کن لوگوں نے انکار کیا۔ چنانچہ کفار وہاں پھر انکار کریں گے جس پر انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام سے سوال ہوگا کہ آپ کی بات پر کون تصدیق کرتا ہے تو عرض کریں گے بار الٰہ امتِ محمد ﷺ سے گواہی لی جائے چنانچہ حضور اکرم ﷺ کی اُمت گواہی دے گی تو کفار کہیں گے کہ انہوں نے ہمارا زمانہ نہیں پایا تو عرض کریں گے کہ اے اللہ ہم نے تیرے نازل کردہ قرآن میں یہ سب حالات پڑھے تھے حضور اکرم ﷺ اپنی امت پر اسی امر کی شہادت دیں گے کہ انہوں نے میری دعوت قبول کر کے میری اطاعت کی تھی اور مجھ سے ہی ان تک آپ کا کلام پہنچا تھا جس میں خود آپ نے انہیں امت وسط اور خیر امت فرمایا تھا چنانچہ تمام کفار کا جھوٹ ظاہر ہو جائے گا اس کے بعد کفار خود بھی اقرار کر کے عذر خواہ ہوں گے اور دوسری قسم شہادت کی یہ بھی ہوگی کہ دعوٰی اسلام کے ساتھ جو عمل ہم کرتے ہیں کیا وہ نبی کے فرمودہ امور ہیں یا لوگوں نے اپنی طرف سے گھڑ لیے ہیں جیسے عیسٰی علیہ السلام سے سوال ہوگا ءَانتَ قُلتَ للناسِ . . . کیا آپ نے لوگوں کو حکم دیا تھا کہ مجھے اور میری والدہ کو معبود بنا لو تو وہ عرض کریں گے اے اللہ میں نے تو وہی کچھ کہا جس کا آپ نے حکم دیا تھا یہ تو ان بدنصیبوں کی اپنی ایجادات ہیں ایسے ہی جملہ اعمال جن پر ہمیں ثواب کی امید ہوتی ہے ہر امت کے نبی کی شہادت سے ہی قبول ہوں گے کہ وہ نبی کے حکم کے مطابق تھے اس لیے رسومات کو دین سمجھ لینا سخت نادانی ہے جن پر دنیا میں وقت محنت اور دولت صرف کی اور آخرت میں بجائے ثواب کے الٹا رسوائی کا اور عذاب کا سبب بن جائیں تو کس قدر حسرت ہوگی اس امر پر بھی روایات موجود ہیں کہ آپ ﷺ پر امت کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں جن کی حضور اکرم ﷺ تصدیق یا تردید فرماتے ہیں وہی شہادت میدان حشر میں بھی پیش ہوگی تو کفار اور نافرمان یہ خواہش کریں گے کہ کاش انہیں مٹی میں ملا دیا جائے اور ان کا نام ونشان نہ رہے کہ پوچھ گچھ سے اور عذابِ الٰہی سے بچ سکیں مگر خود ان کا چھپنا تو کجا اپنے کسی چھوٹے سے چھوٹے عمل کو بھی نہ چھپا سکیں گے کفر تو بجائے خود بہت بڑی مصیبت ہے مگر ایسے لوگوں کا حال بھی کچھ کم بُرا نہ ہوگا جو رسمات کو دین سمجھ بیٹھے ہیں اس لیے کسی بھی کام کو کرنے سے پہلے خوب سمجھ لینا چاہیے کہ آیا واقعی یہ حضور ﷺ کا حکم ہے اور سُنتِ خیر الانام کی خلاف ورزی تو نہیں اور ایسے امور جو آپ ﷺ سے ثابت

نہ ہوں کو ہرگز دین نہ سمجھا جائے۔ یہاں ختم نبوت کی دلیل بھی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ کوئی امت کو آخری امت بطور گواہ اور آخری نبیؐ بطورِ شہادت آپ ﷺ کی امت اور آپ ﷺ ہی کی ذاتِ عالی ہو گی لہٰذا آپ ﷺ کی بعثت کے بعد کسی بھی نئے نبی کا دعویٰ باطل ہے۔

رکوع نمبر ۷ آیات ۴۳ تا ۵۰ وَالْمُحْصَنٰتُ ۵/۴

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ
وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا
تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِىْ
سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ
مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ
مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ
فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا
طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ㊸
اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ
الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَيُرِيْدُوْنَ
اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ ؕ ㊹
وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ
وَلِيًّا ؗ وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ㊺
مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ
عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا
وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا
لَـيًّۢا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِى الدِّيْنِ ؕ وَلَوْ
اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ
وَانْظُرْنَا لَـكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ ۙ
وَلٰـكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا
يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ㊻
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا

مومنو! جب تم نشے کی حالت میں ہو تو جب تک (ان) الفاظ کو، جو منہ سے کہو سمجھنے (نہ) لگو۔ نماز کے پاس نہ جاؤ۔ اور جنابت کی حالت میں بھی (نماز کے پاس نہ جاؤ) جب تک کہ غسل (نہ) کرلو۔ ہاں اگر بحالت سفر رستے چلے جارہے ہو اور پانی نہ ملنے کے سبب غسل نہ کرسکو تو تیمم کرکے نماز پڑھ لو) اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی بیت الخلاء سے ہو کر آیا ہو یا تم عورتوں سے ہم بستر ہوئے ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی لو اور منہ اور ہاتھوں کا مسح (کرکے تیمم) کرلو۔ بیشک خدا معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے ㊸

بھلا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب سے حصہ دیا گیا تھا کہ وہ گمراہی کو خریدتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تم بھی رستے سے بھٹک جاؤ ㊹

اور خدا تمہارے دشمنوں سے خوب واقف ہے۔ اور خدا ہی کافی کارساز اور کافی مددگار ہے ㊺

اور یہ جو یہودی ہیں ان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ کلمات کو اُن کے مقامات سے بدل دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے سن لیا اور نہیں مانا اور سنیئے نہ سنوائے جاؤ اور زبان کو مروڑ کر اور دین میں طعن کی راہ سے (تم سے گفتگو کے وقت) راعنا کہتے ہیں اور اگر (یوں) کہتے کہ ہم نے سن لیا اور مان لیا اور (صرف) اسمع اور (راعنا کی جگہ) انظرنا (کہتے) تو ان کے حق میں بہتر ہوتا اور بات بھی بہت درست ہوتی لیکن خدا نے ان کے کفر کے سبب ان پر لعنت کر رکھی ہے تو یہ کچھ تھوڑے ہی ایمان لاتے ہیں ㊻

اے کتاب والو! قبل اس کے کہ ہم لوگوں کے مونہوں کو بگاڑ کر

43. O ye who believe! Draw not near unto prayer when ye are drunken, till ye know that which ye utter, nor when ye are polluted, save when journeying upon the road till ye have bathed. And if ye be ill, or on a journey, or one of you cometh from the closet, or ye have touched women, and ye find not water, then go to high clean soil and rub your faces and your hands (therewith). Lo! Allah is Benign, Forgiving.

44. Seest thou not those unto whom a portion of the Scripture hath been given, how they purchase error, and seek to make you (Muslims) err from the right way?

45. Allah knoweth best (who are) your enemies. Allah is sufficient as a Friend, and Allah is sufficient as a Helper.

46. Some of those who are Jews change words from their context and say: "We hear and disobey; hear thou as one who heareth not" and "Listen to us!"[4] distorting with their tongues and slandering religion. If they had said: "We hear and we obey; hear thou, and look at us" it had been better for them, and more upright. But Allah hath cursed them for their disbelief, so they believe not save a few.

47. O ye unto whom the Scripture hath been given! Believe in what We have revealed confirming that which

نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُم مِّن قَبْلِ
أَن نَّطْمِسَ وُجُوهًا فَنَرُدَّهَا عَلَىٰ
أَدْبَارِهَا أَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّا أَصْحَابَ
السَّبْتِ ۚ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا ﴿٤٧﴾
إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ
مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ ۚ وَمَن
يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدِ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا ﴿٤٨﴾
أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يُزَكُّونَ أَنفُسَهُم ۚ
بَلِ اللَّهُ يُزَكِّي مَن يَشَاءُ وَلَا
يُظْلَمُونَ فَتِيلًا ﴿٤٩﴾
انظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ ۖ
ع وَكَفَىٰ بِهِ إِثْمًا مُّبِينًا ﴿٥٠﴾

اُن کی پیٹھ کی طرف پھیر دیں یا اُن پر اس طرح لعنت
کریں جس طرح ہفتے والوں پر کی تھی۔ ہماری نازل فرمائی
ہوئی کتاب پر جو تمہاری کتاب کی بھی تصدیق کرتی ہے ایمان
لے آؤ۔ اور خدا نے جو حکم فرمایا سو (سمجھو کہ) ہو چکا ﴿۴۷﴾
خدا اس گناہ کو نہیں بخشے گا کہ کسی کو اس کا شریک بنایا
جائے اور اُس کے سوا اور گناہ جس کو چاہے معاف کر دے
اور جس نے خدا کا شریک مقرر کیا اُس نے بڑا بہتان باندھا ﴿۴۸﴾
کیا تم نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جو اپنے تئیں پاکیزہ کہتے
ہیں (نہیں)، بلکہ خدا ہی جس کو چاہتا ہے پاکیزہ کرتا ہے۔ اور
اُن پر دھاگے برابر بھی ظلم نہیں ہوگا ﴿۴۹﴾
دیکھو یہ خدا پر کیسا جھوٹ (طوفان) باندھتے ہیں۔
اور یہی گناہ صریح کافی ہے ﴿۵۰﴾

ye possess, before We destroy countenances so as to confound them, or curse them as We cursed the Sabbathbreakers (of old time). The commandment of Allah is always executed.

48. Lo! Allah forgiveth not that a partner should be ascribed unto Him. He forgiveth (all) save that to whom He will. Whoso ascribeth partners to Allah, he hath indeed invented a tremendous sin.

49. Hast thou not seen those who praise themselves for purity? Nay, Allah purifieth whom He will, and they will not be wronged even the hair upon a date-stone.

50. See, how they invent lies about Allah! That of itself is flagrant sin.

اسرار و معارف

يا ايها الذين امنوا لا تقربوا الصلوٰة وانتم سكارىٰ.... كان عفواً غفوراً ○ ۴۳

نزولِ اسلام میں تدریج ہے اور مسلسل تیئس ۲۳ برسوں میں ایک مکمل ضابطہ حیات امتِ مرحومہ کو عطا فرمایا گیا ہے عرب میں شراب نوشی عام تھی سوائے چند سلیم الفطرت لوگوں کے ہر کوئی نشہ کرتا تھا اور یہ نشہ کرنا بھی اللہ اور رسولؐ کی نافرمانی کا ایک بہت بڑا سبب تھا جس سے اللہ کریم امت کو محفوظ فرمانا چاہتا تھا کہ نشے میں نفع و نقصان کی پرواہ نہیں رہتی تو ابتداءً یہ حکم دیا گیا کہ نشے کی حالت میں نماز ادا نہ کی جائے حتیٰ کہ جب حواس درست ہوں اور جو لفظ منہ سے نکلے اور اسے سمجھ بھی رہا ہو تب نماز ادا کرے چنانچہ اکثر حضرات نے اسی آیت کے نزول پر شراب چھوڑ دی تھی بعد میں سورہ مائدہ کی آیت میں اس کی قطعی حرمت کا حکم آ گیا تو شراب وغیرہ نشہ آور اشیا کا استعمال حرام قرار پایا بالکل اسی طرح متعہ بھی عربوں کا عہد جہالت کا رواج تھا جو بعد میں حرام کیا گیا بعض مفسرین نے ایسی نیند کی حالت میں بھی نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے جس میں بہکنے کا خدشہ ہو تو بہتر ہے کہ کچھ دیر نیند کر لے اور پھر بیدار ہو کر نماز ادا کرے اور اسی طرح جنابت کی حالت میں بھی پہلے غسل کرے کہ فرض ہے پھر نماز ادا کرے ہاں اگر حالت

سفر میں ہو یا پانی نہ مل سکے تو تیمم کر لو یا ویسے بھی کسی نے ۔ رفع حاجت کی اب اسے وضو کی ضرورت ہے یا بیوی سے جماع کیا اور پاک ہونے کے لیے پانی نہیں ملتا یا پانی ہے مگر بیماری ایسی ہے کہ پانی استعمال نہیں کر سکتا یا اگر کرے تو مرض کے بڑھنے کا اندیشہ ہے تو ایسی صورتوں میں تیمم کرے کہ پاک مٹی پہ ہاتھ مار کر چہرے اور ہاتھوں پہ پھیرے تو غسل اور وضو سب کو کافی ہوگا یہ بھی امت مرحومہ کی خصوصیات میں سے ہے کہ ارشاد ہوا تین چیزیں اس امت کی خصوصیات میں سے ہیں اول ساری زمین کو مسجد قرار دیا گیا دوم مٹی سے تیمم کرنے کی اجازت بخشی گئی اور تیسرے اس کی صفیں فرشتوں کی صفوں کی طرح بنائی گئی ہیں تیمم کے احکام تو عام رسالوں میں مل جاتے ہیں تفصیل ضرور دیکھ لینا چاہیے کہ اکثر لوگوں کو اس کا علم نہیں ہوتا یہ اللہ کریم کا بہت بڑا انعام ہے جو آل ابوبکرؓ کے طفیل پوری امت کو نصیب ہوا حضور اکرم ﷺ کسی سفر میں تھے سیدہ عائشہ الصدیقہؓ ہمراہ تھیں کہ ان کا ہار گر گیا تو آپؐ نے رکنے کا حکم دیا اور ہار کی تلاش شروع ہوئی جگہ ایسی تھی جہاں پانی نایاب تھا لوگوں نے سیدنا ابوبکرؓ سے عرض کی کہ نماز کا وقت ہو رہا ہے اور پانی ملنا محال ہے وہ بہت غصے کی حالت میں سیدہ عائشہ الصدیقہ کے پاس تشریف لائے تو نبی اکرم ﷺ انکی گود میں سر مبارک رکھے سو رہے تھے آپ بہت ناراض ہوئے کہ بیٹا تم نے حضور اکرم ﷺ کو اور مسلمانوں کو ایسی جگہ ٹھہرا دیا جہاں پانی کی بوند نہیں ملتی حضرت صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں خاموش تھی اور حرکت بھی نہ کرتی تھی کہ آپؐ کی نیند میں خلل نہ آئے، صدیق اکبرؓ سرگوشیوں کے انداز میں خفا ہو رہے تھے کہ آپؐ پر وحی کی حالت وارد ہو گئی آنکھ مبارک کھولی تو تیمم کا حکم اور اجازت نازل ہو چکی تھی جس پر صحابہؓ نے کہا اے آل ابوبکر یہ تمہاری برکات میں سے ہے کہ پوری امت کو آسانی عطا فرما دی گئی

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ ... فلا یومنون الا قلیلا ○ ۴۴/۴۶

اے مخاطب ان لوگوں کا حال دیکھیے جن کو پہلے کتاب اللہ میں سے حصہ نصیب ہوا یعنی یہود و نصاریٰ تو انہوں نے اس پر عمل کرنے میں کوتاہی کی اپنی خواہشات کے تابع ہو گئے یعنی کتاب کے ساتھ ایمان کا دعویٰ تو قائم رکھا مگر عملی زندگی میں کتاب سے نہ صرف بیگانہ رہے بلکہ اپنی رائے کو جواز مہیا کرنے کے لیے کتاب اللہ کے کلمات تبدیل کر دیئے تو نتیجہ الٹ گیا وہ کتاب جو سراسر ہدایت تھی اس کو بدل کر اور اس کی اطاعت سے نکل کر گمراہ ہو گئے یعنی انہوں نے گمراہی خرید لی کہ ان پر مسلط نہیں کی گئی بلکہ انہوں نے اپنی رائے اور پسند سے اختیار کی تو اب ان کی خواہش یہ ہے کہ دوسرے لوگ بھی ان کے ساتھ مل جائیں یعنی مسلمانوں کو بھی گمراہ کرنے کے درپے ہیں۔ مگر اللہ کریم تمہارے

دشمنوں سے آگاہ ہے اور بہترین کارساز اور مدد کرنے والا ہے یہ قاعدہ ارشاد ہوا کہ جو لوگ عملی زندگی میں گمراہی اختیار کرتے ہیں ان کی کوشش تو یہی ہوتی ہے کہ سب کو ساتھ ملالیں مگر جنہیں اطاعتِ الٰہی نصیب ہو اور خلوصِ دل سے اس کے لیے کوشش کرتے رہیں انہیں حفاظتِ الٰہیہ نصیب ہوتی ہے اور بُرا ماحول یا معاشرہ ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا بداعمالی کا اثر بد خود ان لوگوں پہ زیادہ پڑتا ہے جو اسے اختیار کرتے ہیں جس کی وجہ سے وہ کلام الٰہی میں تحریف کے مرتکب ہوتے ہیں تاکہ اپنی رائے کو جواز مہیا کریں تو اس طرح انہیں اس تفسیر سے ٹکرانا پڑتا ہے جو اللہ کے نبی ؑ کی ارشاد کردہ ہو جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ خود نبی ؑ کی شان میں گستاخی کے مرتکب ہوتے ہیں جیسے یہود کہ حضور اکرم ﷺ کے سامنے ذومعنی الفاظ استعمال کرتے تھے جن سے اچھے اور بُرے دونوں معنی نکل سکتے تھے چنانچہ انہیں اللہ کی رحمت سے محروم کردیا گیا اور ان قلیل افراد کو ایمان نصیب ہوا جو اس گناہ سے بچتے تھے خود ان کے حق میں بہتر تھا کہ ذومعنی الفاظ کی بجائے ایسے الفاظ استعمال کرتے جو صاف معنی پہ دلالت کرنے والے تھے اور اطاعت اختیار کرتے یہ سب بدعملی کے نتائج تھے جو انہیں پیش آئے مراد یہ ہے کہ جو ارشادات ورع و تقویٰ حلال و حرام یا اخلاقیات اور آپس کے تعلقات کے متعلق ارشاد ہوئے ہیں ان کا اپنانا خود انسانی بہتری کے لیے ضروری ہے ورنہ محض عقیدت اور عملی اعتبار سے بے رخی آخر اس مقام پہ لے جائے گی جہاں خود نبی کی ذات بھی تنقید کی زد سے محفوظ نہ رہ سکے گی جیسے آج کل کے بےعمل افراد احکام الٰہی اور سنتِ خیرالانام ﷺ کے بارے بغیر جھجک کے کہہ دیتے ہیں یہ بات جاہلانہ ہے یا پڑھے لکھے لوگوں کا انداز ذرا مختلف ہوتا ہے وہ قدامیت پسندی کی اصطلاح استعمال کرتے یا کہتے ہیں کہ آج کل کے زمانے میں ناقابلِ عمل ہے حالانکہ اسلام کا اعجاز یہی ہے کہ یہ ایک ایسا طرزِ حیات ہے جو ہر قوم کے لیے ہر ملک اور ہر زمانے میں قابلِ عمل ہے شرط یہ ہے کہ قرآن حکیم کی وہ تفسیر اختیار کی جائے جو خود نبی اکرم ﷺ نے فرمائی اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس پر عمل کیا جو تشریح ہم اس سے ہٹ کر اور اپنی رائے سے کریں گے یقیناً وہ دشوار بھی ہوگی اور ناقابل عمل بھی۔ اگر اسی پہ اصرار کیا تو نتیجہ یہ ہوگا کہ ارشاداتِ نبوی پہ صحابہ کرام رضؓ پر تنقید ہوگی جو رحمتِ الٰہی سے دور اور سزاوارِ لعنت بنادے گی ادب نبوی یہ ہے کہ کوئی ایسا لفظ بھی استعمال نہ کیا جائے جس کے اچھے اور بُرے دونوں معنے لیے جاسکتے ہوں ورنہ ایمان سلب ہونے کا اندیشہ ہے چہ جائیکہ ارشاداتِ عالی پہ تنقید کی جائے۔

یا ایھا الذین اوتوا الکتٰب وکان امر اللہ مفعولا ۴۷

اے اہل کتاب تمہیں تو ماننے میں کوئی دشواری نہیں ہونی چاہیئے کہ نبی کریم ﷺ پر جو کچھ نازل ہوا وہ انہیں عقائد کی تصدیق و تائید فرماتا ہے جن سے تم پہلے آشنا ہو اور جو تم پہ نازل ہونے والی کتاب میں موجود ہیں توحید آخرت عذاب و ثواب فرشتہ وغیرہ عقائد تو سب وہی ہیں صرف رسالت نئی ہے سو اس کا ذکر بھی تمہاری کتاب میں موجود ہے اب اس کے باوجود روگردانی ایسا جرم ہے کہ اگر اللہ چاہے تو چہرے مسخ کر دے یا الٹ دے جس طرح تم نے اپنا رویہ الٹا رکھا ہے یا ایسی لعنت میں گرفتار کرے جس میں ہفتہ کے دن والوں کو کیا تھا انہوں نے بھی اپنی رائے کو جواز مہیا کرنے کے لیے ایک طریقہ ایجاد کیا تھا مگر اللہ کو تو دھوکہ نہ دے سکتے تھے چنانچہ گرفتار بلا ہو کر تباہ ہوئے اور آج پھر اگر وہی جرم دہرایا جائے گا تو ایسی ہی سزا بھی مسلط کی جا سکتی ہے کہ اللہ کے حکم کو تو کوئی بھی روک نہیں سکتا جو وہ چاہے ہو کر رہتا ہے اور یہ مردوں کو عورتوں کی شکل اور عورتوں کو مردانہ حلیہ بھی ایک مسخ ہی کی صورت نظر آتی ہے جو ہماری بداعمالی کے نتائج میں سے ہے کہ آج کا مسلمان بھی اسی گناہ کی دلدل میں پھنسا ہوا ہے اپنی خواہش کی اصلاح کرنے کی بجائے اس کو جواز مہیا کرنے کی فکر زیادہ کی جا رہی ہے۔ اللہ کریم اس سے پناہ دے آمین۔

ان اللہ لا یغفر ۔ وَکَفٰی بِہٖ اِثْمًا مُّبِیْنًا ۵۰،۴۹،۴۸

اللہ کریم اپنی ذات و صفات میں کسی کو شریک کرنے والے کو کبھی نہیں بخشتے اس کے لیے سزا پا کر بھی کبھی عذاب ختم نہ ہوگا کہ یہ بہت بڑا ظلم اور انتہائی بڑا جرم ہے علم میں کسی کو اللہ کی طرح غیب دان جاننا یا نفع و نقصان پہنچانے والا گمان کرنا یا اللہ کی طرح کسی اور کی عبادت کرنا یہ ایسے جرائم ہیں کہ اللہ کی بخشش سے ہمیشہ کیلئے محروم کر دیتے ہیں بعض اوقات کیا اکثر اوقات ہم اللہ کی اطاعت چھوڑ کر بعض انسانوں کی اطاعت کرتے ہیں اس کے پیچھے یا ان کا خوف ہوتا ہے یا ان سے کسی نفع کی اُمید یہی شرک کی اصل ہے ہاں انبیاء اور صلحاء کی اطاعت اس لیے شرک نہیں کہ وہ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے اللہ تعالیٰ ہی کے احکام پہنچاتے ہیں سو وہ اطاعت بھی اللہ ہی کی ہے اگر کسی نے شرک سے توبہ نہ کی اور اسی حال میں موت نے آلیا تو ہمیشہ کے لیے عذاب میں گرفتار ہو گیا ہاں کسی کو توبہ نصیب ہو گئی ایمان لے آیا تو مشرک نہ رہا اور حیرت ہے ایسے لوگوں پہ جو اپنے آپ کو

بہت اچھا اور نیک و پاک باز جانتے ہیں اور اس کو بیان بھی کرتے ہیں حالانکہ نیکی کا بنیادی تصور یہ ہے کہ اللہ کریم نے اسے نیکی قرار دیا ہو جس کی بنیاد ہی ایمان ہے اگر کسی کا عقیدہ ہی درست نہیں تو اسے نیکی کی توفیق نصیب نہیں ہوتی بظاہر بعض لوگوں کے کردار میں ہمیں نیکی نظر آتی ہے مگر اس کے پیچھے ان کا جو جذبہ بھی ہوتا ہے وہ کبھی اللہ کی رضا کے لیے نہیں ہوتا بلکہ ان کا کوئی نہ کوئی ذاتی مقصد ضرور ہوتا ہے تو وہ عمل نیکی نہیں بن سکتا۔ بالکل اسی طرح جب دعوئ ایمان کے ساتھ ہم عملی زندگی میں اطاعت اختیار نہیں کرتے تو یہ ہمارے دعوے کو کمزور کر دیتا ہے اس کے باوجود بھی اپنی بڑائی بیان کرنے سے کبر پیدا ہوتا ہے یا لوگوں کو ایک تقدس کا گمان ہونے لگتا ہے جیسے ہندو مت میں دیوتا کا تصور حالانکہ انسان بہرحال انسان ہی ہوتا ہے اور نبی کے علاوہ کوئی بھی انسان معصوم نہیں ہوتا احتمالِ خطا موجود ہے سو اللہ سے مغفرت ہی طلب کرنا چاہیئے اور اپنی کمزوریوں پہ نگاہ رکھنا ضروری ہے ہاں بعض اوقات تحدیث نعمت کے طور پہ کہ اللہ نے مجھے اس بھلائی کی توفیق بخشی ہے اگر بیان کیا جائے تو یہ خود ستائی نہ ہوگی شاید اس طرح دوسرے لوگوں کی حوصلہ افزائی ہو اور وہ بھی اس نعمت کو پانے کے لیے سرگرم عمل ہو جائیں۔ ورنہ تکبر اور خود ستائی میں مبتلا ہونا تو بہت بڑی ہلاکت کا پیش خیمہ ہے کہ انسان کو دو عالم میں رسوا کر دیتا ہے اور فہم و فراست تک میں کجی آجاتی ہے بُرائی بھلی لگتی ہے نیکی اور اچھائی طبیعت کو نہیں بھاتی یا باطل کو حق اور حق کو باطل سمجھنے لگتا ہے۔

رکوع نمبر ۸ آیات ۵۱ تا ۵۹ وَالْمُحْصَنٰتُ ۵ ۵

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ یُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَیَقُوْلُوْنَ لِلَّذِیْنَ كَفَرُوْا هٰۤؤُلَآءِ اَهْدٰی مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سَبِیْلًا (۵۱)	بھلا تم نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب سے حصہ دیا گیا ہے کہ بُتوں اور شیطان کو مانتے ہیں اور کفار کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ لوگ مومنوں کی نسبت سیدھے رستے پر ہیں (۵۱)	51. Hast thou not seen those unto whom a portion of the Scripture hath been given, how they believe in idols and false deities and how they say of those (idolaters) who disbelieve: "These are more rightly guided than those who believe?"
اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ یَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِیْرًا (۵۲)	یہی لوگ ہیں جن پر خدا نے لعنت کی ہے۔ اور جس پر خدا لعنت کرے تو تم اُس کا کسی کو مددگار نہ پاؤ گے (۵۲)	52. Those are they whom Allah hath cursed, and he whom Allah hath cursed, thou (O Muhammad) wilt find for him no helper.
اَمْ لَهُمْ نَصِیْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا یُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِیْرًا (۵۳)	کیا ان کے پاس بادشاہی کا کچھ حصہ ہے (تو) لوگوں کو تل برابر بھی نہ دیں گے (۵۳)	53. Or have they even a share in the Sovereignty? Then in that case, they would not give mankind even the speck on a date-stone:

أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ
اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۖ فَقَدْ آتَيْنَا آلَ
إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُمْ
مُلْكًا عَظِيمًا (54)
فَمِنْهُمْ مَنْ آمَنَ بِهِ وَمِنْهُمْ مَنْ
صَدَّ عَنْهُ ۚ وَكَفَىٰ بِجَهَنَّمَ سَعِيرًا (55)
إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا سَوْفَ
نُصْلِيهِمْ نَارًا ۖ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُمْ
بَدَّلْنَاهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا
الْعَذَابَ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَزِيزًا حَكِيمًا (56)
وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
سَنُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ
تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ
لَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ ۖ وَنُدْخِلُهُمْ
ظِلًّا ظَلِيلًا (57)
إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ
إِلَىٰ أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ
أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ ۚ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا
يَعِظُكُمْ بِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا (58)
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا
الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ۖ فَإِنْ
تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَ
الرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ
الْآخِرِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا (59) ع

یا جو خدا نے لوگوں کو اپنے فضل سے دے رکھا ہے
اُس کا حسد کرتے ہیں. تو ہم نے خاندانِ ابراہیم کو
کتاب اور دانائی عنایت فرمائی تھی اور سلطنتِ عظیم
بھی بخشی تھی (54)
پھر لوگوں میں سے کسی نے تو اس کتاب کو مانا اور کوئی اس سے رکا (اور ہٹا)
رہا تو اُن نہ ماننے والوں (کے جلانے) کو دوزخ کی جلتی ہوئی آگ کافی ہے (55)
جن لوگوں نے ہماری آیتوں سے کفر کیا اُن کو ہم عنقریب
آگ میں داخل کریں گے. جب اُن کی کھالیں گل (اور جل)
جائیں گی تو ہم اور کھالیں بدل دیں گے تاکہ (ہمیشہ) عذاب
(کا مزہ) چکھتے رہیں. بیشک خدا غالب حکمت والا ہے (56)
اور جو ایمان لائے اور عمل نیک کرتے رہے اُن کو
ہم بہشتوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں
بہ رہی ہیں وہ اُن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے. وہاں
اُن کے لیے پاک بیبیاں ہیں. اور اُن کو ہم گھنے سائے
میں داخل کریں گے (57)
خدا تم کو حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں اُنکے
حوالے کر دیا کرو. اور جب لوگوں میں فیصلہ کرنے لگو
تو انصاف سے فیصلہ کیا کرو. خدا تمہیں بہت خوب
نصیحت کرتا ہے. بیشک خدا سنتا (اور) دیکھتا ہے (58)
مومنو! خدا اور اُسکے رسول کی فرمانبرداری کرو اور جو تم میں
سے صاحبِ حکومت ہیں اُن کی بھی. اور اگر کسی بات میں
تم میں اختلاف واقع ہو تو اگر خدا اور روزِ آخرت پر ایمان
رکھتے ہو تو اُس میں خدا اور اُسکے رسول (کے حکم) کی طرف
رجوع کرو. یہ بہت اچھی بات ہے اور اسکا مآل بھی اچھا ہے (59)

54. Or are they jealous of mankind because of that which Allah of His bounty hath bestowed upon them? For We bestowed upon the house of Abraham (of old) the Scripture and Wisdom and We bestowed on them a mighty kingdom.

55. And of them were (some) who believed therein and of them were (some) who disbelieved therein. Hell is sufficient for (their) burning.

56. Lo! Those who disbelieve Our revelations, We shall expose them to the Fire. As often as their skins are consumed We shall exchange them for fresh skins that they may taste the torment. Lo! Allah is ever Mighty, Wise.

57. And as for those who believe and do good works, We shall make them enter Gardens underneath which rivers flow—to dwell therein for ever; there for them are pure companions—and We shall make them enter plenteous shade.

58. Lo! Allah commandeth you that ye restore deposits to their owners, and, if ye judge between mankind, that ye judge justly. Lo! comely is this which Allah admonisheth you. Lo! Allah is ever Hearer, Seer.

59. O ye who believe! Obey Allah, and obey the messenger and those of you who are in authority; and if ye have a dispute concerning any matter, refer it to Allah and the messenger if ye are (in truth) believers in Allah and the Last Day. That is better and more seemly in the end.

اسرار و معارف

الم تر الی الذین ... نصیرًا ○ ۵۱/۵۲

آپ ایسے لوگوں کو دیکھئے جنہیں کتاب الٰہی نصیب ہوئی کہ احقاقِ حق کی سب سے بڑی دلیل ہے

اور اتنی بڑی نعمت ہے کہ انسان اس کی عظمت کا اندازہ تک نہیں کر سکتا جس کی خاطر انبیاء مبعوث کیے جاتے ہیں کہ کوئی غیر نبی کلام الٰہی کو وصول کرنے کی تاب ہی نہیں رکھتا جس کا کمال یہ ہے کہ وہ شخص جو اللہ تعالیٰ سے حاصل کرتا ہے معصوم عن الخطا ہوتا ہے کہ کلام الٰہی کے حصول کیلئے یہ تقدس شرط ہے پھر جو کوئی اس پر ایمان لاتا ہے فوراً کفر کی ساری ظلمت دور ہو کر اسکا سینہ منور ہو جاتا ہے اور قدم قدم پر اسے نہ صرف راہنمائی ملتی ہے بلکہ تائید باری بھی برابر حاصل ہوتی ہے مگر انانیت اور خودستائی اتنا بڑا جرم ہے کہ یہ لوگ بتوں اور شیاطین کو اپنا معبود مان رہے ہیں اور نگاہ کی کجی ملاحظہ ہو کہ کہتے ہیں کفار مسلمانوں کی نسبت حق پر اور راہ راست پر ہیں یہاں مفسرین نے جو واقعہ نقل فرمایا ہے وہ بھی عبرت کا نمونہ ہے کہ فرماتے ہیں حی بن اخطب اور کعب بن اشرف وغیرہ سرداران یہود جنگ احد کے بعد مشرکین مکہ کے پاس آئے اور مسلمانوں کے خلاف آپس میں معاہدہ کرنا چاہا جس پر اہل مکہ نے کہا کہ یہود ایک دھوکہ دینے والی قوم ہے اس لیے اعتبار نہیں کیا جاسکتا ہاں اگر ہمارے بتوں کے سامنے سجدہ کر کے وعدہ کرو تو البتہ قابل غور ہے یہود نے ایسا کر دکھایا پھر کعب بن اشرف نے جو بہت بڑا عالم بھی تھا تجویز پیش کی کہ تیس ۳۰ آدمی تمہارے ہوں اور تیس آدمی ہمارے اور بیت اللہ شریف کے سامنے مل کر عہد کریں کہ ہم مسلمانوں کے خلاف متحد ہو کر لڑیں گے قریش نے تجویز تو پسند کی مگر ابوسفیان ؓ نے کہا ایک بات ہے کہ تم کتاب کے عالم ہو اور ہم لوگ دین کے معاملہ میں علم نہیں رکھتے اس لیے پہلے یہ بتاؤ کہ محمد ﷺ حق پر ہیں یا ہم مراد یہ تھی کہ اگر وہ حق پر ہیں تو ہم ان کے خلاف معاہدہ کیسا ہم قبول کریں یا نہ حق کے خلاف لڑنا تو معقول بات نہیں کعب نے پوچھا اپنا دین بیان کرو انہوں نے وہ رسومات گنوا دیں جو مشرکین عرب میں دین کے نام پہ رائج تھیں اور حضور اکرم ﷺ کے بارے کہا کہ وہ ان کو چھوڑ چکے اور ایک نیا دین پیش کر رہے ہیں اس پر کعب نے کہا کہ تم حق پر ہو اور محمد ﷺ گمراہ ہو چکے ہیں۔ حالانکہ کعب بہت بڑا عالم اور حضور ﷺ کی بعثت تک کا علم رکھنے والا پھر عقاید میں توحید و شرک، دین اور رسومات کے فرق سے آگاہ تھا مگر اپنے آپ کو بڑا منوانے کے لیے کس قدر اندھا ہو گیا کہ باطل کو حق اور حق کو باطل قرار دے رہا ہے یہ دل و دماغ کی کجی اس لیے ہے کہ اللہ نے ایسے متکبر لوگوں پہ لعنت فرمائی ہے جو رحمت سے دوری اور محرومی ہے لہذا اس کے نتیجہ میں یہ لوگ گمراہ ہوئے جس کی بنیاد یہ تھی کہ اپنے آپ کو بڑا منوانے کی فکر و آرزو رکھتے تھے اور یاد رکھیں جس پر اللہ کی طرف سے لعنت ہو اس کو کوئی بھی مددگار نصیب نہیں ہوتا۔ اور کوئی مدد کرے گا بھی کیسے کہ جب رحمت باری ہی

سے محروم ہوا تو مدد نصیب ہونا بھی تو اللہ ہی کی رحمت سے ہے اسباب تو محض پردہ ہوتے ہیں پس پردہ تو مسبب الاسباب ہی کی قدرت کاملہ کارفرما ہوتی ہے اس محرومی کے بھی مختلف درجے ہیں جس کا آخری درجہ تو کفر ہے مگر ابتدا کبائر سے یعنی بڑے بڑے گناہوں سے ہوتی ہے مثلاً ان عورتوں پر لعنت کی گئی جو مردوں کا لباس پہننا یا شکل بنانا شروع کر دیتی ہیں ایسے ہی ان مردوں پر بھی جو عورتوں کی طرح نظر آنا چاہتے ہیں۔ بلکہ ایک روایت میں ایک عورت کے مردانہ جوتے پہننے پر بھی لعنت کی وعید ملتی ہے بھویں چننے والی عورتوں پر نظر بد ڈالنے والوں پر اور ایسی عورتوں پر جو لوگوں کی نظروں کی خواہش رکھتی ہوں یعنی بناؤ سنگھار کر کے بے پردہ پھرنے والی ہوں سود لینے اور دینے والے پر قومِ لوط کا عمل کرنیوالے پر کتاب اللہ میں زیادتی کرنیوالے پر زبردستی اقتدار حاصل کر کے شرفا کو رسوا کرنے اور بدکاروں کو عزت دینے والے پر یا حرام کو حلال جاننے والے پر غرض حدیث شریف میں اس طرح سے بہت سے اعمال پر لعنت کی وعید ہے مراد ہے رحمتِ الٰہی سے محرومی جس سے فہم و نظر میں کجی پیدا ہوتی ہے اور اگر توبہ نصیب نہ ہو تو ایمان سلب ہو جانے کا خطرہ ہے جو ہمیشہ کی رسوائی اور سخت عذاب میں مبتلا ہونے کا سبب بنتا ہے اے اللہ تو ہمیں اس آفت سے محفوظ رکھ آمین۔ ام لھم نصیب....

کبر ایک ایسی مصیبت ہے اور اتنی بڑی خرابی ہے اگر اسے تمام برائیوں کی اصل جڑ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا اللہ کریم کی نافرمانی اور اپنی خواہش کی پیروی بھی اسی کا نتیجہ ہے جو کفر و شرک میں مبتلا کرنے کا باعث بنتی ہے اسی کا نتیجہ ہے کہ آدمی اپنی پارسائی کا راگ الاپنے لگتا ہے دوسروں تک نعمت کو پہنچنے سے روکنے کی کوشش کرتا ہے حتیٰ کہ اگر ایسوں کے پاس سلطنت بھی ہو تو دوسروں کو ایک تنکا تک دینا گوارا نہیں کرتے جس کی مثال علمائے یہود ہیں کہ اگر ان کا بس چلے تو حضورِ اکرم ﷺ کو اور مسلمانوں کو پانی کا گھونٹ بھی نہ دیں بلکہ اس سے بڑھ کر ایسا آدمی حسد میں مبتلا ہو جاتا ہے حسد کا معنیٰ کسی زوالِ نعمت کی تمنا کرنے کا ہے اپنے پاس سے کچھ دینا تو دور کی بات ہے جو انعام اللہ کریم نے عطا فرمائے ہیں دینی ہوں یا دنیوی یہ ان کے بھی زوال کے متمنی ہیں۔ حالانکہ اس سے پہلے بھی اولادِ ابراہیم علیہ السلام میں دینی برکات کتاب و حکمت اور نبوت و رسالت کی صورت میں رہی ہیں جس پر یہودی بھی ایمان لاتے رہے ہیں اور اب بھی ایماندار ہونے کے مدعی ہیں اور حکومت و ریاست کی شکل میں بھی یہ دولت آلِ ابراہیم میں رہی ہے حتیٰ کہ بعض حضرات نبوت و حکومت دونوں طرح کے انعامات سے نوازے گئے اب اگر یہ دونوں انعامات آپ ﷺ کے پاس جمع ہو گئے ہیں تو انہیں انکار نہ کرنا چاہیے مگر یہ کوئی ایسی تعجب انگیز بات بھی نہیں کہ انبیاء سابقہ کے ساتھ ان کے اجداد کا وطیرہ بھی تو

یہی رہا ہے کہ کچھ ایمان لاتے تھے اور بعض انکار کر دیتے تھے اور اپنے آپ کو دوزخ کا سزاوار بنا لیتے تھے کہ کفر کی سزا دوزخ ہی بس ہے جو سخت جلانے والی ہے زندگی میں بھی اس کی تپش چین حرام کیے رکھتی ہے اور بعد موت تو رہنا ہی اسی میں ہوگا اور آپ ﷺ کی نبوت و رسالت سے ان کا انکار تو محض حسد پہ مبنی ہے جس کا کسی صورت میں کوئی جواز نہیں اور حسد بجائے خود ایک عذاب ہے اس کی مثال آگ کی سی ہے جو ہمہ وقت حسد کرنے والے کو جلاتی رہتی ہے اور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم پر حسد کر کے تو یہ کفر میں مبتلا ہوئے حسد یوں بھی حرام ہے اور مفضی الی الکفر یعنی کفر کی طرف لے جانے والا کہ اللہ جو نعمت چاہے جس کو چاہے عطا کرے ہاں کسی کمال پہ رشک کرنا درست ہے یعنی جائز ذرائع سے اس کمال کو پانے کی کوشش بغیر اس خواہش کے کہ دوسرے شخص سے اس کے زوال کی تمنا ہو اور کافر تو عنقریب ایسی آگ میں داخل ہوں گے جو واقعی جسموں کو جلا دے گی مگر جل بھن کر ختم نہ ہونگے کہ جیسے جیسے جسم جلتا چلا جائے گا قدرتِ باری سے نیا پیدا ہوتا جائے گا تاکہ مسلسل عذاب میں مبتلا رہیں اور اس کی شدت کو زیادہ سے زیادہ محسوس کرتے رہیں نیا پیدا ہونے والا گوشت یا جلد زیادہ حساس ہوتی ہے اللہ بہت بڑی طاقت والا اور ہر چیز پہ غالب ہے یہ اس کی حکمت ہے کہ فرصتِ عمل دی مگر انسان نادانی کے باعث اللہ کے مقابلے میں اپنی بڑائی ثابت کرنے لگ گیا جس کے یہ سب نتائج بد سامنے آنے والے ہیں اور جو لوگ کبر سے بچے اپنے عجز اور اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا اقرار کیا یعنی ایمان لائے اور اللہ کی اطاعت اختیار کی اطاعت ہی ایمان کی سب سے بڑی دلیل ہے اگر عمل ہی دعوے کے خلاف ہو تو اس پہ کیا اعتبار۔ ایسے لوگ بہت جلدی ایک اعلیٰ ترین زندگی کو پائیں گے جو انسان کی منزل ہے اور بہترین جگہ بہترین نعمتوں کے ساتھ ہے جس کی بہت بڑی خوبی یہ ہے کہ نہ وہاں کی نعمتوں کو زوال ہوگا اور نہ داخل ہونے والے انسان کو کبھی وہاں سے نکالے جانے کا خوف جو اس منزل پہ پہنچا وہاں ہمیشہ رہے گا اور ہر طرح کی نعمتیں روحانی، مالی، بدنی نصیب ہوں گی سدا بہار رہیں گی خزاں کا نام نہ ہوگا صحت بیماری سے آزاد ہوگی اور حیات کو موت کا کھٹکا نہ ہوگا وہاں عورتیں بھی ہر طرح کے چھوٹے بڑے عیب سے پاک ہوں گی نہ بدنوں میں نجاست ہوگی نہ دلوں میں نفرت اور نہ صورت میں کمی یعنی ہر طرح کی راحت ہوگی تکلیف نام کی شئے کا وہاں گذر نہیں۔

اب رہی وہاں پہنچنے کی صورت تو ان دو آیات میں اس کی ساری تفصیل سمو دی گئی ہے پہلی صورت ہے ایمان باللہ کہ بغیر ایمان کے اللہ کریم کی اطاعت کا تصور ہی نہیں کیا جاسکتا اور دوسری عمل کی ہے جس کے بغیر دعویٰ ایمان ہی محل نظر ہے تو ارشاد ہوا کہ اللہ کریم دو باتوں کا حکم دیتے ہیں اول یہ کہ امانت اس شخص کو دو جو اس کا اہل ہو اور دوسرے یہ کہ لوگوں کے مابین انصاف کرو۔ امانت کا معنی بہت وسیع ہے بظاہر تو اس مال کو امانت کہا جاتا ہے جو کسی نے مناسب موقع پر واپس لینے کے لیے دیا ہو خواہ وہ قرض کی صورت میں ہو یا محض کچھ عرصہ رکھنے کو دیا ہو مگر اس میں ہر وہ بات اور عمل داخل ہے جو دوسرے افراد کو متاثر کرتا ہو خصوصاً حکومت کے عہدے اور مناصب۔ کہ اصل حکومت ذاتِ باری کو سزاوار ہے اور انسان اس کا خلیفہ نائب یا امین ہے لہٰذا عہدے اور مراتب ان لوگوں کو دیئے جائیں جو اس کام کی اہلیت رکھتے ہوں اور اسے بخوبی انجام دے سکیں بلکہ علمی اور عملی اعتبار سے اہلیّت رکھنے والے افراد تلاش کرنا اور انہیں ذمہ داری سونپنا حکومت وقت کی ذمہ داری ہے اور محض سفارش یا دوستی کی بنا پر یا اقربا پروری کرتے ہوئے کسی نااہل کو عہدہ و منصب دینے والے پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے یہ بہت بڑا ظلم ہے اپنے ساتھ اس شخص کے ساتھ اور قوم اور ملک کے ساتھ کہ جب مناصب نااہلوں کے پاس ہونگے تو ابتری پھیلے گی خلقِ خدا پریشان ہوگی اور نظامِ سلطنت برباد ہوگا ایسے ہی ووٹ بھی امانت ہے کہ ہم اس کے ذریعہ کسی کو امورِ سلطنت میں شریک کرتے ہیں یا ملک کا حاکم تسلیم کرتے ہیں وہاں بھی ذات برادری یا مقامی اور مہاجر یا سندھی بلوچی پٹھان پنجابی وغیرہ کی جگہ ایسا بندہ حقدار ثابت ہوگا جو ایماندار صالح اور منصب کی اہلیت بھی رکھتا ہو صرف نیکی کافی نہ ہوگی جیسا کہ حضرت ابوذرؓ نے درخواست کی تھی کہ یارسول اللہ ﷺ مجھے بھی کوئی خدمت سونپی جائے تو فرمایا آپ ضعیف آدمی ہیں اور منصب تو امانت ہوتا ہے جس کے باعث آخرت میں رسوائی ہوگی سوائے اس کے، جس نے اسکا حق ادا کر دیا او کما قال بلکہ ووٹ میں تو ایک طرح سے شہادت بھی پائی جاتی ہے کہ ووٹ دینے والا ان امور پہ مطمئن ہے کہ یہ شخص ایماندار نیک امانتدار ہونے کے ساتھ ساتھ اس منصب کا اہل بھی ہے اس طرح سے حکومتِ وقت اور عوام اپنی اپنی جگہ دونوں ذمہ دار ہیں۔ یہ بھی درست نہیں کہ صوبوں یا قبیلوں پہ عہدوں کو بانٹ دیا جائے بلکہ قومی امور میں ایسے افراد کو تلاش کیا جائے جو قومی سطح پہ کام کرنے کی اہلیت رکھتے ہوں خواہ وہ

سب ایک ہی صوبے یا قبیلے سے متعلق ہوں کہ یہاں شرط اہلیت و استعداد ہے قبیلہ نہیں اسی طرح صوبائی ضلعی اور دیہی سطح پر افراد تلاش کر کے ان کے ذمے امور کرنا یہ حکومت کا فرض ہے اور جب انتخاب عوام کی طرف سے ہوتا ہے تو وہاں یہی ذمہ داری عوام پہ آجاتی ہے ایسی صورت حال میں کہ جب کوئی بھی ایسا شخص نہ مل رہا ہو جو کما حقہٗ اہلیت رکھتا ہو تو جو افراد سامنے ہوں ان میں سے سب سے قابل پھر اس کے بعد دوسروں سے قابل ترین شخص کو لیا جائے گا۔ ورنہ اللہ کی امانت میں بھی خیانت کا ارتکاب ہوگا اور قوم اور ملک کے حقوق میں بھی خیانت پائی جائے گی رشوت لے کر ایسا کرنا تو دوسروں کے حقوق نیلام کرنے کے مترادف ہے دوسری بات ہے عدل یعنی جب دو انسانوں کے درمیان کوئی بات ہو تو حکومت، حاکم یا ثالث جو بھی فیصلہ کرنے والا ہو وہ انصاف کرے اور یہ انصاف ہر ملک میں اس کے سب شہریوں کا حق ہے اللہ کی طرف سے انہیں بغیر کسی مذہب و مسلک کی تفریق اور رنگ و نسل کے امتیاز کے دیا گیا ہے یہاں بین الناس فرما کر یہ حق انسانیت کو بخشا ہے کہ عموماً تو حکومت یا متعلقہ حاکم کی ذمہ داری ہے کہ ہر بات کا فیصلہ انصاف سے کیا جائے کہ عدل کے مقابل ظلم ہوتا ہے جس کا معنی ہے کسی چیز کو اس کے مقام سے ہٹا دینا اور غیر محل پہ رکھنا تو عدل کا معنی ہوگا کسی بھی چیز کو اس کی اصل جگہ پہ رکھنا لہٰذا جو مستحق ثابت ہو اس تک اس کا حق پہنچانا یہ حکومت کی ذمہ داری ہے انصاف کے حصول کو سہل بنانا بلکہ فریادیوں کا انتظار کرنے کی بجائے ان کی تکالیف سے خود کو باخبر رکھنا اور فوراً انصاف کرنا لوگوں کو ظلم اور زیادتی سے بچانا یہ سب امور حکومت کے ذمہ ہوتے ہیں اور حاکم سے پورے ملک کے ایک ایک فرد کا حساب لیا جائے گا فرمایا اللہ تمہیں بہترین نصیحت فرماتے ہیں جس سے تمہیں دنیا میں بھی امن و سکون عزت و شہرت ملے اور آخرت میں بھی سربلندی نصیب ہو نیز ضرور جان لو کہ اللہ سب کی سنتا ہے جو فریاد کر سکتے ہیں ان کی بھی اور جو فریاد تک نہیں کر سکتے ان کی بھی نیز وہ ہر حال اور ہر شے کو خود دیکھ رہا ہے خواہ وہ ظاہر ہے یا سینکڑوں پردوں میں پوشیدہ رہی بات کہ انصاف کیسے ہوگا اور عدل کے تقاضے پورے کرنے کے لیے کس طرح کسی کا حق مقرر کیا جا سکے گا تو فرمایا اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو اور اللہ کے رسول کی نیز ان لوگوں کی بھی اطاعت کرو جو تم میں سے صاحب اختیار و اقتدار ہیں تو اس طرح سے بیک وقت تین اطاعتیں فرض ہوگئیں مگر فی الحقیقت اطاعت صرف ایک ہستی کی ہی کی جائے گی جو اللہ رب العزت کی ہے جس پہ عمل کی صورتیں مختلف ہیں اور اول وہ امور جن کا حکم قرآن حکیم میں واضح طور پہ موجود ہے

اس میں کسی طرح کی مداخلت نہ کی جا سکے گی جیسے اللہ کی توحید یا کفر و شرک کا گناہ عظیم ہونا اللہ ہی کی عبادت کرنا حضور اکرم ﷺ کا آخری اور برحق نبی ماننا آخرت پر یقین رکھنا قیامت عذاب و ثواب یا فرشتوں کا یقین رکھنا یا ارکانِ دین کا اقرار اور حلال و حرام کا اقرار کرنا وغیر ذالک۔ ضروریات کو شامل ہے دوسرا درجہ ان امور کا ہے جن کا بیان کتاب میں مجمل ہے اور تفصیل و تشریح ارشاداتِ رسول ﷺ میں فرمائی گئی ہے دراصل یہ بھی وحی الٰہی ہے جس میں مفہوم اللہ کی طرف سے ہے اور الفاظ رسول اللہ ﷺ کے ہیں یہ بھی اللہ ہی کی اطاعت ہے مگر بظاہر چونکہ قرآن نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کے ارشادات ہیں اس لیے اطاعتِ رسول کا حکم ارشاد فرمایا گیا جو لوگ صرف قرآن کریم ہی کے الفاظ سے مطلب اخذ کرنا چاہتے ہیں ان کیلئے لمحہ فکریہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ساتھ اطاعت رسول کا حکم مستقلاً موجود ہے اور تیسرا درجہ ان امور کا ہے جو نہ قرآن میں صراحتاً بیان ہوئے نہ حدیث میں واضح حکم ملتا ہے ان میں علما مجتہدین کا کام ہے جو ذخیرہ حدیث اور مضامین قرآن پر نظر رکھنے والے ہیں کہ زیرِ نظر مسئلہ کی نظیر کو قرآن و سنت سے تلاش کر کے اس پہ حکم لگائیں۔ دراصل یہ بھی اللہ ہی کی اطاعت ہے مگر باعتبارِ ظاہر فقہا کی طرف منسوب ہے اس لیے فقہی احکام کہلائے گی اور چوتھے درجہ میں وہ امور ہیں جن پر اللہ و رسولؐ کی طرف سے کوئی پابندی نہیں بلکہ عمل کرنے والوں کی صواب دید پر ہیں انہیں مباحات کہا جاتا ہے یہ امور حکام سے متعلق ہیں جو افراد اور معاشرے کی بہتری کے لیے اصول یا قانون بنا دیتے ہیں ان میں حاکم کی اطاعت کی جائے گی جیسے کسی شہر میں ڈاک کا انتظام کیا ہوگا یا کہاں کہاں پولیس سٹیشن ہوں گے سڑک کہاں بنے گی یا موٹر ریل اور جہاز کے اوقات کیا ہوں گے کس کس مقام پر فوجی چھاؤنی بنے گی اور اس میں کس قدر فوج رکھی جائے گی یہ ایسے کام ہیں جو امورِ انتظامی سے تعلق رکھتے ہیں اور حکومت کی ذمہ داری ہے کہ انہیں عوام کے بہترین مفاد میں ترتیب دے اور عوام پر ان کی اطاعت واجب ہے اور اطاعتِ الٰہی میں داخل ہے اس اعتبار سے علما۔ دین اور حکام یا حکومت دونوں اولی الامر میں شامل ہونگے یعنی واضح حکم ہو تو قرآن کی اطاعت، تفسیر و تشریح کی ضرورت ہو تو رسول کریمؐ کی اطاعت اور غیر واضح امور میں فقہا اور علما کی اطاعت اور امور انتظامی میں حکام اور حکومت کی اطاعت یہ اللہ کی اطاعت کی چار صورتیں ہونگی جن پر عمل امانت ہے اور جن سے روگردانی امانت اللہ میں خیانت کے مترادف ہے یہ بھی یاد رہے کہ علما حکام کوئی ایسا حکم نہیں دے سکتے جو اللہ کریم کے حکم کے خلاف ہو علما کو یہ حق حاصل نہیں کہ کتاب اللہ یا حدیث رسول ﷺ کی منشاء کے خلاف محض لغوی معانی وغیرہ کا سہارا لے کر اور

کھینچ تان کر کوئی حکم دیں ایسا کرنے والے امانت دار نہ رہیں گے اور نہ ان کی بات مانی جائے گی اور غالباً اسی طرح کی کوششوں کو اجتہاد کا نام دے کر اجتہاد کا دروازہ کھلا رکھنے کی فرمائشیں ہوتی ہیں ورنہ کسی بھی نئی پیدا شدہ صُورتِ حال کی نظیر قرآن و حدیث سے تلاش کر کے اس کے مطابق حکم لگانے سے تو اسلام میں کوئی ممانعت نہیں ایسے ہی حکومت یا حکام کو یہ حق حاصل نہیں کہ اللہ کے حکم کے خلاف قانون نافذ کریں یا حکم دیں ایسی صورت میں ان کی اطاعت نہیں کی جائے گی کہ ارشاداتِ رسول مقبول ﷺ میں موجود ہے کہ اللہ کی نافرمانی کر کے مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔ اسی لیے ارشاد ہوا کہ اگر کسی بات پہ اختلاف پیدا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اور رسول کی جانب رجوع کرو ظاہر ہے کہ اختلاف اسی صورت میں ہو گا جب واضح احکام موجود نہ ہوں گے ورنہ تو اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں تو پھر عمل انہی صورتوں پہ ہو گا جو علماء حق نے کتاب و سنت پر غور کر کے اور ان کی نظیر دریافت کر کے حکم لگائے ہوں گے اور یہی بہترین صورت ہے کہ واضح احکام میں اختلاف نہ کیا جائے اللہ کی عظمت اور اپنی بے بضاعتی پہ نظر رکھنا چاہیے دوسری صورت میں بھی علما اور حکام کے ساتھ انسانیت اور مسلمانوں کے مفاد میں تعاون ہی بہتر صورت ہے اور اسی سے بہترین نتائج حاصل کیے جا سکتے ہیں دنیا میں بھی اور آخرت کی ابدی زندگی میں بھی۔

رکوع نمبر ۹ آیات ۶۰ تا ۷۰ وَالْمُحْصَنٰتُ ۵/۶

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَنْ يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطٰنُ أَنْ يُضِلَّهُمْ ضَلٰلًا بَعِيدًا (60)	کیا تم نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعویٰ تو یہ کرتے ہیں کہ جو (کتاب) تم پر نازل ہوئی اور جو (کتابیں) تم سے پہلے نازل ہوئیں اُن سب پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور چاہتے یہ ہیں کہ اپنا مقدمہ ایک سرکش کے پاس لیجا کر فیصلہ کرائیں حالانکہ اُنکو حکم دیا گیا تھا کہ اُس سے اعتقاد نہ رکھیں اور شیطان (تو یہ) چاہتا ہے کہ اُن کو بہکا کر رستے سے دُور ڈال دے (60)	60. Hast thou not seen those who pretend that they believe in that which is revealed unto thee and that which was revealed before thee, how they would go for judgement (in their disputes) to false deities when they have been ordered to abjure them? Satan would mislead them far astray.
وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتَ الْمُنٰفِقِينَ يَصُدُّونَ عَنْكَ صُدُودًا (61)	اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ جو حکم خدا نے نازل فرمایا ہے اُس کی طرف (رجوع کرو) اور پیغمبر کی طرف آؤ تو تم منافقوں کو دیکھتے ہو کہ تم سے اعراض کرتے اور رُکے جاتے ہیں (61)	61. And when it is said unto them: Come unto that which Allah hath revealed and unto the messenger, thou seest the hypocrites turn from thee with aversion.
فَكَيْفَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ ثُمَّ جَاءُوكَ	تو کیسی (ندامت کی) بات ہے کہ جب اُنکے اعمال (کی شامت) سے اُن پر کوئی مصیبت واقع ہوتی ہے تو تمہارے پاس	62. How would it be if a misfortune smote them because of that which their own

يَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا إِحْسَانًا وَتَوْفِيقًا (٦٢)	بھاگے آتے ہیں اور قسمیں کھاتے ہیں کہ واللہ ہمارا مقصود تو بھلائی اور موافقت تھا (٦٢)	hands have sent before (them)? Then would they come unto thee, swearing by Allah that they were seeking naught but harmony and kindness.
أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَهُمْ فِي أَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيغًا (٦٣)	ان لوگوں کے دلوں میں جو جو کچھ ہے خدا اس کو (خوب) جانتا ہے تم ان (کی باتوں) کا کچھ خیال نہ کرو۔ اور انہیں نصیحت کرو اور ان سے ایسی باتیں کہو جو ان کے دلوں میں اثر کر جائیں (٦٣)	63. Those are they, the secrets of whose hearts Allah knoweth. So oppose them and admonish them, and address them in plain terms about their souls.
وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللّٰهِ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَحِيمًا (٦٤)	اور ہم نے جو پیغمبر بھیجا ہے اس لئے بھیجا ہے کہ خدا کے فرمان کے مطابق اس کا حکم مانا جائے۔ اور یہ لوگ جب اپنے حق میں ظلم کر بیٹھے تھے اگر تمہارے پاس آتے اور خدا سے بخشش مانگتے اور رسول خدا بھی ان کیلئے بخشش طلب کرتے تو خدا کو معاف کرنے والا اور مہربان پاتے (٦٤)	64. We sent no messenger save that he should be obeyed by Allah's leave. And if, when they had wronged themselves, they had but come unto thee and asked forgiveness of Allah, and asked forgiveness of the messenger, they would have found Allah Forgiving, Merciful.
فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (٦٥)	تمہارے پروردگار کی قسم یہ لوگ جب تک اپنے تنازعات میں تمہیں منصف نہ بنائیں۔ اور جو فیصلہ تم کر دو اس سے اپنے دل میں تنگ نہ ہوں بلکہ اس کو خوشی سے مان لیں تب تک مومن نہیں ہوں گے (٦٥)	65. But, nay, by thy Lord, they will not believe (in truth) until they make thee judge of what is in dispute between them and find within themselves no dislike of that which thou decidest, and submit with full submission.
وَلَوْ أَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ أَنِ اقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ أَوِ اخْرُجُوا مِنْ دِيَارِكُمْ مَا فَعَلُوهُ إِلَّا قَلِيلٌ مِنْهُمْ وَلَوْ أَنَّهُمْ فَعَلُوا مَا يُوعَظُونَ بِهِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ وَأَشَدَّ تَثْبِيتًا (٦٦)	اور اگر ہم انہیں حکم دیتے کہ اپنے آپ کو قتل کر ڈالو یا اپنے گھر چھوڑ کر نکل جاؤ تو ان میں سے تھوڑے ہی ایسا کرتے۔ اور اگر یہ اس نصیحت پر کاربند ہوتے جو ان کو کی جاتی ہے تو ان کے حق میں بہتر اور (دین میں) زیادہ ثابت قدمی کا موجب ہوتا (٦٦)	66. And if We had decreed for them: Lay down your lives or go forth from your dwellings, but few of them would have done it; though if they did what they are exhorted to do it would be better for them, and more strengthening;
وَإِذًا لَآتَيْنَاهُمْ مِنْ لَدُنَّا أَجْرًا عَظِيمًا (٦٧)	اور ہم ان کو اپنے ہاں سے اجر عظیم بھی عطا فرماتے (٦٧)	67. And then We should bestow upon them from Our presence an immense reward,
وَلَهَدَيْنَاهُمْ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا (٦٨)	اور سیدھا رستہ بھی دکھاتے (٦٨)	68. And should guide them unto a straight path.
وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُولَ فَأُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصّٰلِحِينَ وَحَسُنَ أُولٰٓئِكَ رَفِيقًا (٦٩)	اور جو لوگ خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں وہ (قیامت کے روز) ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر خدا نے بڑا فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ اور ان لوگوں کی رفاقت بہت ہی خوب ہے (٦٩)	69. Whoso obeyeth Allah and the messenger, they are with those unto whom Allah hath shown favour, of the Prophets and the saints and the martyrs and the righteous. The best of company are they!
ع ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيمًا (٧٠)	یہ خدا کا فضل ہے۔ اور خدا جاننے والا کافی ہے (٧٠)	70. Such is the bounty of Allah, and Allah sufficeth as Knower.

اسرار و معارف

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ .... وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○ ٦٠ تا ٦٥

اب ایسے لوگوں کی حالت ملاحظہ ہو جو اپنے دعوائے اسلام میں تو نہ صرف قرآن حکیم پر ایمان لانے کا اقرار کرتے ہیں بلکہ اس سے پہلے جو کچھ بھی اللہ کریم کی طرف سے نازل ہوا تھا اس پر بھی یقین رکھتے ہیں مگر میدانِ عمل میں انہیں شیطان کی رائے پسند ہے حالانکہ قرآن حکیم ہو یا پہلی منزل کتابیں سب کا مقصد ہی شیطان کی غلامی سے روکنا ہے ورنہ تو گمراہی میں پڑنے کا نہ صرف سخت خطرہ ہے بلکہ شیطان تو چاہتا ہی یہ ہے کہ جو انسان بھی اس کی مانے اسے وہاں تک گمراہ کر کے لے جائے جہاں تک ممکن ہو نزولِ آیات کا سبب اگرچہ خاص واقعہ ہے ذرا وُہ بھی سُن لیں کہ ایک یہودی جو مسلمان ہو چکا تھا مگر اندر سے مُسلمان نہ تھا کسی دُوسرے یہودی سے اُلجھ پڑا تو یہودی نے کہا تم مُسلمان ہو اس لیے نبی کریم ﷺ سے فیصلہ کروا لیتے ہیں مگر وُہ منافق مصر تھا کہ کعب بن اشرف یہودی سردار سے فیصلہ کرایا جائے چونکہ یہودی حق پر تھا اسے اعتبار تھا کہ حضور اکرم ﷺ دلائل سُن کر حق پر فیصلہ دیں گے اور یہی یقین منافق کو آپ ﷺ کے فیصلے سے مانع تھا اسے کعب سے تو ناحق پر فیصلہ حاصل کر لینے کی کچھ اُمید تھی بالآخر دونوں خدمتِ نبوی میں پہنچے اپنی اپنی بات دلائل کے ساتھ پیش کی تو فیصلہ یہودی کے حق میں ہو گیا کہ وُہ دلائل کے اعتبار سے سچائی پر تھا اب اس منافق کو ایک ترکیب سوجھی کہ حضرت عمرؓ کو ثالث بنایا جائے غالباً سوچا ہو گا کہ آپ کفر کے لیے بہت سخت ہیں یہودی کو کافر سمجھ کر محروم کر دیں گے کہہ سُن کر یہودی کو راضی کر لیا اور دروازہ جا کھٹکھٹایا آپ باہر تشریف لائے ساری بات سُنی ساتھ یہودی نے یہ بھی عرض کر دیا کہ پہلے ہم آپ ﷺ کی خدمت میں سے مقدمہ کا فیصلہ حاصل کر چکے ہیں مگر باوجُود مسلمان کہلانے کے اس کی تسلی نہیں ہو رہی آپؓ نے اس آدمی سے پُوچھا اس کا نام بشر تھا اس نے بھی اقرار کر لیا تو فرمایا ذرا ٹھہریں ابھی آیا اور اندر تشریف لے گئے واپس آئے تو ہاتھ میں ننگی تلوار تھی ایک ہی وار سے منافق کا سر اُڑا دیا اور فرمایا جسے حضور ﷺ کا فیصلہ منظور نہیں اسکے لیے عمرؓ اس سے بہتر فیصلہ کوئی نہیں دیکھتا۔ بڑا شور اٹھا منافقین نے حضرت عمرؓ کے خلاف قتل کا دعوےٰ کر دیا کہ ایک مُسلمان کو بلا جواز قتل کر دیا ہے تو اللہ کریم نے یہ آیات نازل فرما کر فیصلہ کر دیا کہ اسلام صرف دعوے کا نام نہیں بلکہ حضور اکرم ﷺ کی پُرخلوص اطاعت کا نام ہے اور جو لوگ حیلوں بہانوں سے آپ ﷺ کے فیصلوں سے بچنا چاہتے ہیں ان کے نفاق کا ثبوت یہی عمل کافی ہے اب ہم اپنے معاشرے پہ نگاہ ڈالیں تو کتنے فیصد مسلمان کھرے ثابت ہوں گے معاشرہ تو ایک وسیع تر لفظ ہے۔ اپنی

ذات سب سے مقدم ہونی چاہیے تو ایک روز حساب کر کے دیکھا جا سکتا ہے کہ بیدار ہونے سے لیکر واپس بستر پر دراز ہونے تک جو کچھ میں نے کیا اس کا کتنا حصہ آپ ﷺ کی اطاعت سے مزین ہے اور کتنے اعمال و اقوال شیطان کی رائے پر اور اس کی غلامی میں سرزد ہوئے ہیں تو یقیناً ہمیں اپنی تمام پریشانیوں کا اصل سبب معلوم ہو جائے گا یہاں یہ بات خاص طور پر قابل غور ہے کہ ہم جواز پیدا کرنے کے لیے کہتے یہ ہیں کہ آپ ﷺ ہی کا ارشاد حق ہے مگر ہماری کچھ مجبوریاں ہیں کچھ مصلحتیں ہیں جن کی وجہ سے دوسری راہ اختیار کرنا پڑ رہی ہے یہی بات بشر کے ورثا نے بھی کہی تھی کہ حضور ﷺ فیصلہ تو آپ ﷺ ہی کا حق تھا مگر ہمارا خیال تھا کہ شاید کوئی مصلحت کی صورت پیدا ہو جائے یا باہمی رضامندی سے کوئی فیصلہ کرلیں اور اس پر انہوں نے قسمیں کھائیں کہ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا وَّتَوْفِيْقًا ہمارا ارادہ یہ تھا کہ بھلائی اور دوستی پیدا ہو اور ناراضگی وغیرہ نہ بنے ورنہ ہم تو حضورؐ کے غلام ہیں اللہ کریم نے یہ عذر رد فرما دیا اور فرمایا کہ میں تمہارے دلوں کے بھید بھی جانتا ہوں اور حقیقت حال سے بخوبی واقف ہوں نیز اطاعت کی کونسی قسم ہے کہ جناب آپؐ کا حکم سر آنکھوں پر مگر ہماری مصلحت ذرا اس کو ماننے سے مانع ہے آپؐ محسوس نہ فرمائیگا ہم تو آپؐ کے خادم ہیں اللہ کریم فرماتے ہیں یہ سب جھوٹ کہتے ہیں یہ تب کی بات تھی جب منافق بھی بظاہر تو مسلمان نظر آتے تھے اور باقاعدگی سے ارکان اسلام ادا کرتے تھے کہ مسلمانوں کو شک نہ گذرے مگر عمل کی دنیا میں جہاں کوئی ظاہری فائدہ نظر آتا لپکتے اور جہاں بظاہر تکلیف یا نقصان نظر آتا تو بہانے تلاش کرتے تھے مگر اب تو حال یہ ہے کہ شکل نصاریٰ کی ہے لباس ان کا ہے حتیٰ کہ ہمارے شعرا اور دانشور ٹیلی ویژن پہ کسی کتاب کا تعارف کرانے تشریف لاتے ہیں یا کسی شعری مجموعے کی بات کرنا ہوتی ہے تو پروگرام اردو میں کتاب اردو کی غزل ہو یا نظم اردو کی بات نصف اردو نصف انگریزی میں کرتے ہیں اور خود سرتاپا بوٹ جراب سوٹ اور نکٹائی تک کے رنگ ملا کر پہنتے ہیں چہرہ خزاں کے درختوں کی طرح ہر نقش سے عاری خود ان کی حیران آنکھیں یہ بتاتی ہیں کہ بیچارے دل سے تو خوش نہیں ہیں بس کچھ مصلحتیں ہی ایسی ہیں کمبخت کہ دم نہیں لینے دیتیں۔ اللہ کریم فرماتے ہیں یہ سب جھوٹ ہے جس طرف یہ جانا چاہتے ہیں وہ ان کے دل کی آواز ہے اور اسلام کا دعوٰے کسی مصلحت کا مرہون منت نہیں مگر شانِ کریمی دیکھئے فرمایا میرے حبیبؐ ان سے بھی درگذر فرمائیے یعنی حضور اکرم ﷺ کو منافقین کے بارے اطلاع تو کر دی گئی ان کی خصوصیات اور طرز عمل

بھی بتا دیا گیا پھر ناموں کا اظہار ہر کسی کے سامنے نہ اللہ نے کیا اور نہ اللہ کے رسول ﷺ نے بلکہ اجمالی طور پر فرمایا انہیں جانے دیجئے یہ بھی درگذر ہی کی ادا تھی پھر محرومِ کرم نہ فرمایا بلکہ ارشاد ہُوا کہ انہیں نصیحت فرماتے رہیے اور جو بات ان کے حق میں بہترین ہو اس کی تلقین فرماتے رہیے ابرِ کرم تو برسا کرے اگر کوئی دل ہی اُلٹا رکھتا ہے تو اپنی محرومی پہ نقصان بھی اُٹھائے گا اور خود جواب دہ بھی ہوگا ہاں ایک بات بڑے واضح طریقے سے ہو جائے کہ رسُول بھیجا ہی اس لیے جاتا ہے کہ بحکم الٰہی اسکی اطاعت کی جائے اور آپ ﷺ کی شان تو یہ ہے کہ آپؐ پر رسالت و نبوّت تمام ہُوئی پہلے انبیاء کے احکام اگر مصلحت اندیشی کا شکار ہوتے تھے تو نئے نبی اور رسُول کی آمد پر اصلاح ہو جاتی تھی اب تو وُہ بات بھی نہ رہی اب کسی حیلے حوالے یا مصلحت کا بہانہ نہ چلے گا بلکہ جو بھی شخص جس قدر آپ ﷺ کی غلامی سے باہر ہے وُہ اپنے اندر اتنا ہی کفر اور شیطنت رکھتا ہے ہاں ایک بات ہے کہ کوئی کتنے مظالم بھی کر چکا ہو گمراہی میں کتنا دُور جا چکا ہو آپؐ کے حضور حاضر ہو جاتے اور اللہ کریم سے بخشش طلب کرے آپ ﷺ بھی اسکے لیے بخشش کی دُعا کر دیجئے پھر میری رحمت کا تماشا دیکھیں کہ میں کتنا بڑا معاف کرنے والا اور کسقدر رحم کرنے والا ہوں سُبحان اللہ وبحمدہٖ سُبحان اللہ العظیم۔ یہاں اس بات پر علماءِ حق کا اتفاق ہے کہ جب تک آپ ﷺ دُنیا میں تشریف رکھتے تھے جو بھی آپؐ کے حضور پہنچا آپؐ نے دُعا فرما دی تو اس کی نجات یقینی ہو گئی جب سے آپؐ نے دُنیا سے پردہ فرمایا تب سے روضہ اطہر پر حاضر ہونا بھی یہی شرف رکھتا ہے جو وہاں پہنچے اللہ سے بخشش اور آپ ﷺ سے دُعا چاہے تو نجات یقینی ہے مگر جو وہاں نہیں پہنچ سکتے اور ایسے لوگ تعداد میں زیادہ ہیں زیادہ ہی رہینگے تو کیا یہ محروم رہینگے نہیں فقیر کے خیال میں تو کوئی کہیں ہو آپؐ کی غلامی کا اقرار کرلے اور اپنے عمل کی اصلاح کرے کبھی محروم نہ رہیگا مگر شرط یہ ہے کہ اپنا ظاہر و باطن حضور ﷺ کے تابع کرے اور عملی زندگی میں غلامی اختیار کرلے یہ مسئلہ تو حل ہُوا ان حضرات کے بارے کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی جو روضہ اطہر پر بھی شکل و صورت انگریزی کی بنا کر جاتے ہیں صورت نصاریٰ کی تہذیب ہندوؤں کی اور معاشیات یہودیوں کی ہے مگر صاحب بہادر خود مُسلمان ہیں اسلام پر عمل کرنے میں یہی مصلحتیں مانع ہیں کہ شکل بدلیں تو لوگ جاہل کہیں گے رسومات چھوڑیں تو خاندان والے ناراض ہوں گے معاشی معاملات میں اسلام پر عمل کریں تو سُود اور اُوپر کی آمدنی چھوٹ جائے

گی ویسے ہم دل سے چاہتے ہیں کہ اسلام ہی مذہب حقہ ہے اور ہمارے مُلک کا قانون بھی اسلامی ہونا چاہیے اللہ کرے ہم سب کو اللہ کی بخشش نصیب ہو جائے کہ اس اگلی آیت میں تو فیصلہ بڑا ہی سخت اور کسی لچک کے بغیر کر دیا گیا ہے یہاں چند جملے لباس کے بارے ضرور عرض کرنا چاہونگا کہ شاید میرے الفاظ کچھ زیادہ ہی سختی کا اظہار کر رہے ہیں اور وُہ یہ کہ جو لباس کسی کافر قوم کا شعار یا اس کی پہچان بن جائے وُہ مُسلمان کے لیے جائز نہیں رہتا امام ابن تیمیہؒ نے جہاں اس کی خرابیاں اور وجوہات گنوائی ہیں وہاں ایک بہت بڑی خرابی یہ بھی شمار کی ہے کہ آپ جس قوم کا لباس اپنا لیں گے اس کی بہُت سی برائیاں آپ کی نظر میں ہلکی لگنے لگیں گی اور حدیث شریف میں تو اس پر یہ ارشاد ہے کہ جو شخص کسی دُوسری قوم کی مشابہت اختیار کرے گا یوم حشر اسی قوم کے ساتھ کھڑا کیا جائے گا اور اب اگلی آیہ کریمہ کا مفہوم ملاحظہ ہو کہ تمہارے پروردگار کی قسم یعنی اس ہستی کی قسم جس نے تمہیں یہ شان یہ مرتبہ اور یہ عظمت بخشی ہے جب تک لوگ آپؐ ہی کو اپنا منصف نہیں بنا لیتے نہ صرف یہ کہ آپؐ کو منصف مان لیں بلکہ جو فیصلہ صادر فرماتے ہیں اسے صمیم قلب سے قبول نہیں کر لیتے کبھی بھی ایماندار نہیں ہو سکتے ایک تو آپ ﷺ کا مرتبہ ہے کہ آپؐ حاکم بھی ہیں مگر بعض حکومتوں کو ہم دِل سے قبول نہیں کرتے اگرچہ قانون شکنی بھی نہیں کرتے مگر یہاں ایک ایسی حکومت کا اعلان ہے جسے دلی گہرائیوں سے قبول کرنا ہی شرطِ ایمان ہے اور جن کے فیصلوں پر نہ صرف عمل کرنا ضروری ہے بلکہ ان فیصلوں کو تہہ دِل سے قبول کرنا بھی ضروری ہے یہ حکم ہمیشہ کے لیے ہے عقائد و نظریات ہوں یا اعمال و کردار جو فیصلہ آپ ﷺ نے فرما دیا وہی سب مُسلمانوں کے لیے آخری فیصلہ ہے بلکہ جن حالتوں میں آپ ﷺ نے رخصت دی ہے مثلاً وضو کی جگہ تیمم کیا جا سکتا ہے یا کھڑا ہونے کے بجائے بیٹھ کر یا اشارے سے نماز ادا ہو سکتی ہے وہاں ان پر عمل نہ کرنا اور خواہ مخواہ وضو وغیرہ پر اصرار بھی ایمان کی کمزوری کی دلیل ثابت ہوگا یعنی عزیمت و رخصت دونوں حالتوں میں اطاعت ہی بہتر طریقہ ہے نیز پُوری اُمّت کے لیے حاکمیت آپ ﷺ کی ہی مسلمہ ہے باقی حضرات خواہ صحابہؓ ہوں یا ائمہ کرام پیرانِ عظام یا علماء حضرات یہ سب آپ ﷺ کا حکم تو پہنچا سکتے ہیں اپنی طرف سے کوئی کمی بیشی کرنے کے مجاز نہیں یہاں اس حدیث شریف کی طرف اشارہ بے جا نہ ہوگا جس میں آپؐ نے اپنی سنت اور اپنے خلفا کی سنت پر عمل کا حکم ارشاد فرمایا ہے تو اس سے ہرگز یہ لازم نہیں آتا کہ حضرات صحابہؓ آپ

ﷺ کے حکم کے خلاف یا علاوہ بھی کوئی حکم دیں گے بلکہ اس میں ان کے کمالِ فنا فی الرسول کی شہادت ہے کہ وُہ جو بھی فرمائیں گے بارگاہِ رسالت سے اخذ کر کے فرمائیں گے ان کی ذاتی بات نہ ہوگی اگر آج ہم ذاتی رائے اور اپنی ذات کی پسند و ناپسند سے بالاتر ہو کر پھر سے آپ ﷺ ہی کی غلامی کا عہد کر لیں تو فرقہ بندی اور گروہ بندی کے فتنے کا سدِباب ہرگز مشکل نہیں۔ کہ یہاں اس طرح قبول کرنے کا حکم ہے جس طرح قبول کرنے کا حق ادا ہو جائے۔

وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ .... وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ○ ۶۶ ع ۶

آپ ﷺ تو زندگی کی سہل ترین راہوں پہ چلنے کا حکم دیتے ہیں یعنی دینِ اسلام زندگی گذارنے کا سب سے آسان طریقہ ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ کام کو کرنے کا درست انداز ہمیشہ آسان ہوتا ہے اور غلط انداز اس کی نسبت مشکل ہوتا ہے اور کام بھی ڈھنگ سے نہیں ہو پاتا سو زندگی تو بہر حال سب کو بسر کرنا ہے اگر آپ کے بتائے ہوئے نظریات اور قواعد کو اختیار نہیں کرینگے تو کوئی نہ کوئی دُوسری راہ اپنانا پڑے گی جو نہ صرف مشکل ہوگی بلکہ دو عالم میں کبھی چین نصیب نہ ہوگا پھر کتنے بدنصیب ہیں وُہ لوگ جو آپؐ کی اطاعت سے محروم رہیں حالانکہ آپؐ کی عظمت اور آپؐ کا مقام اس سے بہُت بلند ہے اگر ہم آپؐ کی اطاعت کے ثبوت کے لیے یہ حکم ارشاد فرما دیتے کہ اپنے آپ کو قتل کر دو یا اپنے گھروں سے اپنے آبائی وطن سے سب کچھُ چھوڑ کر نکل جاؤ اگرچہ انسانی مزاج کے خلاف ہونے کے باعث یہ حکم بہُت کٹھن نظر آتا اور کم ہی لوگوں کو اس عمل کرنے کا حوصلہ ہوتا مگر شرطِ نجات یہی حکم قرار پاتا اور اسی پر عمل کرنے میں بہتری ہوتی اسی کی تعمیل میں خیر بھی ہوتی اور یہی دین پر ثابت قدم رہنے کا باعث بھی بنتا۔ انہیں مشکلات ومصائب پر عمل پیرا ہو کر ہی اللہ کے ہاں سے اجرِ عظیم بھی پا سکتے اور ایسے ہی لوگوں کو راہِ ہدایت بھی نصیب ہوتی یعنی یہاں محض عقل کا گذر نہیں بلکہ بات محبت سے متعلق ہے ایسی محبت جو نفع ونقصان کی گھاٹیوں میں نہ پڑنے دے بلکہ اطاعت کے اس صاف اور روشن میدان میں لے آئے جہاں رُخِ محبوب سُورج کی طرح سامنے جلوے بکھیر رہا ہو یہ تو اللہ کریم کا بہُت بڑا احسان ہے کہ عقائد و نظریات صاف ستھرے اور ساری مخلوق کے سامنے سے اُٹھا کر مومن کی پیشانی کو صرف اور صرف ذات باری تعالیٰ کی چوکھٹ پر جھکنے کی سعادت بخشی اس کے ساتھ لباس

خوراک، جنس، گھر، اولاد، دولت جائیداد کسی بھی نعمتِ دُنیا کو ترک کرنے یا اس سے محروم رہنے کا حکم نہیں دیا ان سب نعمتوں کے حصول کا خوبصورت ترین انداز تعمیر فرما کر زندگی کی راہیں آسان کر دیں اور اسی کو دین و مذہب بھی قرار دیکر قربِ الٰہی اور اجرِ عظیم کا سبب قرار دے دیا عبادات تو مزید انعام ہیں کہ مومن کو شرفِ حضوری نصیب رہے اور اس کا دل آباد، پیشانی روشن تابندہ۔ رہے اور یہی نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت ہی اللہ کریم کی اطاعت ہے بلکہ اس پر اسقدر عظیم انعامات مرتب ہوتے ہیں جن کا اندازہ صرف اللہ کے بتانے سے ہی ممکن ہے ورنہ انسانی سوچ کے پَر جھڑ جاتے ہیں اسے سمجھنے کے لیے تھوڑی سی تفصیل درکار ہو گی اور وہ یہ کہ باقی تمام قسم کی مخلوق میں اور انسان میں ایک بُنیادی فرق یہ ہے کہ انسان کو اور صرف انسان کو یہ شعور عطا فرمایا گیا کہ وُہ اپنی حیثیت کے مطابق اللہ کی ذات کو پہچان سکے۔ اس کی معرفت حاصل کر سکے اسی لیے اس کی راہنمائی عظمتِ باری، جمالِ باری اور احساناتِ باری کی طرف کی گئی اور اس کی عبادت و اطاعت کی دعوت تو ضرور دی گئی مگر اطاعت پہ مجبور نہیں کیا گیا اس لیے کہ اگر اسے کوئی ذرہ معرفت کا نصیب ہو جائے تو اسے بغیر اطاعت چین ہی نہیں ملتا اور اگر اس نعمت سے محروم رہے تو گویا انسانیت ہی سے محروم ہو گیا اب کمالِ معرفت نبوّت ہے اللہ کریم کی جو پہچان اس کی عظمت کا جو ادراک مقامِ نبوّت پر فائز ہو کر نصیب ہو سکتا ہے وُہ بغیر اس مقام پر پہنچے نصیب نہیں ہوتا اور نبوّت صرف انسانوں کو عطا فرمائی گئی دوسری کسی مخلوق کو اس مرتبہ عظیم سے نوازا ہی نہیں گیا اس لیے کہ اس کی استعداد ہی صرف انسانوں میں وُدیعت فرمائی گئی تھی اب نبوّت کا دُوسرا خاصہ یہ ہے کہ یہ وہبی نعمت ہے یعنی اللہ کریم کی طرف سے عطا ہوتی ہے کوئی شخص محنت کر کے یا مجاہدہ کر کے حاصل نہیں کر سکتا مگر جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا حق ادا کرتے ہیں انہیں انبیاء کی معیت حاصل ہو سکتی ہے یعنی اگر نبی اس محل میں بطور شہنشاہ تشریف رکھتا ہے تو امتی بھی بطور خادم کے شرفِ باریابی پا سکتا ہے مگر یہ اس کا مقام نہیں ہوتا جیسے محل کسی غلام کا نہیں ہو سکتا دُوسرے وُہ باتباعِ نبوّت وہاں تک پہنچتا ہے جبکہ نبی کی ذات کا وہبی مقام ہوتا ہے۔ یہ بہت نازک بحث ہے اسے اسطرح بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ رُوحانی ترقی کے مدارج جب نصیب ہوتے ہیں تو ایک حد ہے جہاں تک ولایت اولیا کہلاتی ہے اس سے آگے ولایتِ انبیاء شروع ہوتی ہے جس سے مُراد وُہ ولایت ہے جو انبیاء کو بعثت سے

قبل نصیب ہوتی ہے یہاں تک اولیاء اللہ کی رسائی ممکن ہے یہ ضروری نہیں کہ ہر ولی اللہ وہاں تک رسائی رکھتا ہو مگر ایسا ہو سکتا ہے اور اللہ کے بندوں میں سے بیشتر کو یہ نعمت نصیب ہوتی ہے اس سے آگے دو مقامات بلند ہیں جو نبوت کا خاصہ ہیں اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بعد از بعثت جن میں عروج نصیب ہوتا ہے امتی کو بھی ان میں رسائی نصیب ہو سکتی ہے مگر صرف بطور خادم بادشاہ کے ہمرکاب اور لیس اور وہاں جن کو اللہ نے پہنچایا انہیں جو درجہ معرفت کا نصیب ہوا یہ نبوت کے بعد عظیم تر ہے اور یہی صدیقیت ہے یہ ایک منصب و مرتبہ بھی ہے اور مقام و کیفیت بھی جسے یہ منصب نصیب ہوتا ہے اس کی ذات کا وصف بن جاتا ہے جیسے ابوبکر صدیقؓ اور جس کا گذر ان مقامات تک ہوتا ہے اسے بھی ان کیفیات میں سے حظ وافر نصیب ہوتا ہے یہ یاد رہے کہ ایسے خوش نصیب صدیوں میں کوئی ایک نظر آتے ہیں اور ایک بات خاص طور پر جان لینے کی ہے کہ اگر نبی کو صدیق کہا جائے گا تو اس کا شان بحیثیت نبی کے ہوگا اگر صحابی کو یہ مرتبہ نصیب ہوگا تو اس کا شان اپنی حیثیت کے مطابق اور ولی کو نصیب ہوگا تو اس کی حیثیت اپنی کہ یہ داخلی اوصاف ہیں صدیق شہید اور صالح ہونا تو یہ سب اوصاف بیک وقت ایک انسان میں بھی جمع ہو سکتے ہیں جیسے عالم ہونا شمشیر زن ہونا اور اچھا ڈرائیور ہونا علیحدہ ہونے کے باوجود ایک انسان کے اوصاف بھی ہو سکتے ہیں۔ اس کے بعد شہید کا مقام ہے یہ اصطلاح ان لوگوں کے لیے استعمال ہوتی ہے جو اللہ کی راہ میں جان کا نذرانہ پیش کر دیتے ہیں مگر ایسے لوگ بھی جو روحانی بلندی کی ان منازل پر فائز ہوتے ہیں جو قرب الٰہی کی لذتیں اور جمال الٰہی کی راحتیں دوسری طرف جانے نہیں دیتیں حتیٰ کہ وہ موت قبول کر سکتے ہیں مگر اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی قبول کرنا ان کے بس میں نہیں ہوتا وہ بھی شہید ہوتے ہیں اور اگر کوئی عظمت صدیقیت کی کیفیات تک نہ سہی لطف شہادت تک ہی پہنچ پاتا ہے ورنہ صالحین کا یہ چوتھا درجہ ارشاد ہوا ہے کہ ایسے لوگ جن کی سوچ نیک ارادے نیک عمل نیک اور ایک ایسی کیفیت جس نے انہیں یہ انداز بخشا اطاعت رسول کے باعث نصیب ہو جاتی ہے اس آیہ کریمہ کا شان نزول سیدہ عائشۃ الصدیقہؓ سے یوں روایت ہے کہ ایک صحابیؓ نے مسجد نبوی میں بیٹھے ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہاں تو جب جی چاہتا ہے آپ ﷺ کے جمال سے آنکھیں روشن اور دل ٹھنڈا کر لیتے ہیں مگر آخرت میں آپ ﷺ

مقامِ محمود کی بلندیوں پر تشریف فرما ہوں گے ہم عاجز جنّت پہنچ بھی پائیں گے یا نہیں اور پہنچ گئے مگر آپ ﷺ کی محفل و زیارت نصیب نہ ہوئی تو پھر جنّت بھی ہمیں کوئی راحت نہ دے سکے گی۔ آپؐ نے سکوت فرمایا کہ یہ آیات نازل ہوئیں جن کا مفہوم مختصراً یہ ہے کہ اطاعت شرط ہے وہ اطاعت جس میں جذبِ دروں ہو محبّت کی چاشنی ہو چوُں وچناں سے بالاتر پھر دیکھو جنّت میں بھی گھر تو اپنے اپنے ہوں گے مگر حاضری سے روکا نہ جائے گا مفسرین کرام نے اس کی مختلف صورتیں نقل فرمائی ہیں مگر دنیا اخروی زندگی کی اساس ہے اور ساری عمارت اسی بنیاد پر بنتی ہے سو جنہیں آخرت کی مجالس میں حاضری کا شرف نصیب ہوگا وُہ دنیا میں بھی کیفیات و لذاتِ معیتِ رسالت سے مستفید ہوتے ہیں اور کیفیات محسوس کی جاسکتی ہیں، انہیں لکھنا پڑھنا یا بیان کرنا ممکن نہیں ہوتا اللہ کریم ہمیں اس درجے کی غلامی نصیب فرمائے جو ہمارے قلوب کو بھی ان کے پرتوِ جمال سے روشن کر دے ۔ آمین

رکوع نمبر ۱۰ آیات ۷۱ تا ۷۶ وَالْمُحْصَنٰتُ $\frac{5}{7}$

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا (٧١)	مومنو! (جہاد کے لئے) ہتھیار لے لیا کرو پھر یا تو جماعت جماعت ہو کر نکلا کرو یا سب اکٹھے کوچ کیا کرو (٧١)	.71. O ye who believe! Take your precautions, then advance the proven ones, or advance all together.
وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا (٧٢)	اور تم میں کوئی ایسا بھی ہے کہ (عمداً) دیر لگاتا ہے۔ پھر اگر تم پر کوئی مصیبت پڑ جائے تو کہتا ہے کہ خدا نے مجھ پر بڑی مہربانی کی کہ میں ان میں موجود نہ تھا (٧٢)	72. Lo! among you there is he who loitereth; and if disaster overtook you, he would say: Allah hath been gracious unto me since I was not present with them.
وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا (٧٣)	اور اگر خدا تم پر فضل کرے تو اس طرح سے کہ گویا تم میں اس میں دوستی تھی ہی نہیں (افسوس کرتا اور) کہتا ہے کہ کاش میں بھی ان کے ساتھ ہوتا تو مقصد عظیم حاصل ہوتا (٧٣)	73. And if a bounty from Allah befell you, he would surely cry, as if there had been no love between you and him: Oh, would that I had been with them, then should I have achieved a great success!
فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ۭ وَ مَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا (٧٤)	تو جو لوگ آخرت (کو خریدتے اور اس) کے بدلے دنیا کی زندگی کو بیچنا چاہتے ہیں ان کو چاہیئے کہ خدا کی راہ میں جنگ کریں۔ اور جو شخص خدا کی راہ میں جنگ کرے پھر شہید ہو جائے یا غلبہ پائے ہم عنقریب اس کو بڑا ثواب دینگے (٧٤)	74. Let those fight in the way of Allah who sell the life of this world for the other. Whoso fighteth in the way of Allah, be he slain or be he victorious, on him We shall bestow a vast reward.

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۚ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ۷۵

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ۷۶ ع

اور تم کو کیا ہوا ہے کہ خدا کی راہ میں اور اُن بے بس مردوں اور عورتوں اور بچوں کی خاطر نہیں لڑتے جو دعائیں کیا کرتے ہیں کہ اے پروردگار ہم کو اس شہر سے جس کے رہنے والے ظالم ہیں نکال کر کہیں اور لے جا۔ اور اپنی طرف سے کسی کو ہمارا حامی بنا۔ اور اپنی ہی طرف سے کسی کو ہمارا مددگار مقرر فرما ۷۵

جو مومن ہیں وہ تو خدا کے لئے لڑتے ہیں اور جو کافر ہیں وہ بتوں کے لئے لڑتے ہیں سو تم شیطان کے مددگاروں سے لڑو (اور ڈرو مت) کیونکہ شیطان کا داؤ بودا ہوتا ہے ۷۶

75. How should ye not fight for the cause of Allah and of the feeble among men and of the women and the children who are crying: Our Lord! Bring us forth from out this town[*] of which the people are oppressors! Oh, give us from Thy presence some protecting friend! Oh, give us from Thy presence some defender!

76. Those who believe do battle for the cause of Allah; and those who disbelieve do battle for the cause of idols. So fight the minions of the devil. Lo! the devil's strategy is ever weak,

اسرار و معارف

یا ایھا الذین امنو اخذوا حذرکم ۔۔۔ کان ضعیفاً ۰ ۷۱/۷۶

اگر قریب ترین راستہ چاہیے تو وہ بھی ہے جس میں اللہ کریم کا قرب بھی ہے اور نبی پاک ﷺ کا بہت زیادہ قرب آپؐ کی بے پناہ شفقت اور پیار ہے اور وہ ہے راہِ حق میں جہاد اور قتال کا راستہ کہ ایسے خوش نصیبوں کا تذکرہ ملتا ہے جو میدانِ کارزار میں ہی پہنچے ایمان لائے اور شہادت سے سرفراز ہوئے ان بڑے لوگوں میں شامل ہو گئے جن کے پاس حاضری کی اجازت دیکر اللہ کریم اپنے پیارے اور جنت کے باسی لوگوں پہ احسان فرما رہا ہے لیکن یاد رہے شہادت کے لیے خودکشی جائز نہیں کہ آدمی بغیر اسباب کا اہتمام کیے یا بغیر کسی ترتیب کے خواہ مخواہ میدانِ جنگ کی طرف مسلمانوں کو دوڑ لگوا دے اور وہ موت کے منہ میں چلے جائیں بلکہ ہتھیار لو سب سے پہلے اسلحے کا ہر ممکن اہتمام کرو پھر ترتیب سے چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں یا بہت بڑے لشکر کی صورت میں یہ امیرِ لشکر پہ منحصر ہے کہ موقع کی مناسبت سے جو حکم دے اس صورت میں باہر نکلو یعنی اسباب و ذرائع یا جسے تکنیک کہتے ہیں وہ ضروری ہے اس کے بعد نتیجہ اللہ کریم کے دستِ قدرت میں ہے یہ بھی یاد رکھو کچھ لوگ منافق بھی ضرور ہوں گے کہ جب قومیں عروج حاصل کرتی ہیں تو وقتی فوائد کے خواہشمند فوراً وہاں جمع ہو جاتے ہیں ایسے لوگ

مقابلے میں جانے سے کترائیں گے کبھی تیاری میں دیر کردیں گے اور کبھی کوئی اور بہانہ کرلیں گے پھر اگر تمہیں اس جنگ میں تکلیف اُٹھانا پڑی یا وقتی طور پر شکست سے دوچار ہونا پڑا تو کہیں گے دیکھا ہماری قسمت ہم کو خُدا نے اس مصیبت سے صاف بچا لیا۔ یعنی دُوسرے مُسلمانوں کے دُکھ کو صرف اس لیے محسوس نہ کرنا کہ میں خُود تو اس سے محفوظ ہوں منافقت ہے اور اگر تمہیں فتح نصیب ہوگئی مالِ غنیمت ہاتھ آیا تو اب لگے ہاتھ ملنے یعنی دُوسرے مُسلمانوں کو فتح نصیب ہونے کی یا مال ملنے کی کوئی خوشی نہیں یا وہ اُن کے کچھ نہیں لگتے انہیں تو بس افسوس ہے کہ کاش میں بھی وہاں ہوتا تو خوب بڑھ چڑھ کے فتح میں حصّہ لیتا ان کی بدنصیبی نے انہیں یہاں بھی نہ رہنے دیا سو اوّل ضرورت قلبی خلوص کی ہے دل میں اللہ کو بسانے کی ہے کہ جو عمل بھی کیا جائے اگرچہ اس سے دنیا کا نفع بھی حاصل ہو اور یہ انعام الٰہی ہے مگر غرض اللہ کی اطاعت ہونا چاہیے۔ اور جو لوگ محض دُنیا کی چند روزہ عیش کے لیے آخرت کو چھوڑ بیٹھے ہیں اُنہوں نے صرف یہ ہی نہیں کہ اپنا نقصان کرلیا ہے بلکہ اللہ کریم کے حکم کی پرواہ نہیں کی رسُول ﷺ کی دعوت کو ٹھکرا دیا ہے سو ان کا علاج تلوار ہے صرف تلوار ان سے مومن کی جنگ تب تک رہے گی جب تک ایسی قوتیں دُنیا کے کسی حصّے میں موجُود ہیں۔ رہی مومن کی بات تو ہار شکست اس کی قسمت میں نہیں اگر مارا گیا تو شہید ہوگا بہُت بڑا درجہ پائے گا اگر زندہ رہا تو بھی غازی بن کر اللہ کریم کے انعامات ظاہری فتح اور غنیمت کی صوُرت میں اور باطنی اس کے انوارات وتجلیات کی صوُرت میں پاتا رہے گا اور پھر تمہارے پاس تو لڑائی کے بغیر چارہ ہی نہیں بھلا تم کیسے نہیں لڑو گے جبکہ کمزور اور بے کس مرد، عورتیں، بچّے بر وقت مجھے پُکار رہے ہیں اور کہتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں اس شہر سے نکال کر لے جا جس کے رہنے والے لوگ ظالم ہیں اور اپنی طرف سے ہمارے لیے کوئی حمایت کرنے والے اور مدد کرنے والے بھیج دے مکّہ مکرمہ میں کچھ ضعفا مسلمین رہ گئے تھے جن کو نہ تو مشرکین ہجرت ہی کرنے دیتے تھے اور نہ عبادت کی آزادی تھی تو انہوں نے کس خلوص سے دُعا مانگی کہ مقصد اعلٰے مقامات یا مُبارک جگہوں پہ رہنا نہیں بلکہ مقصد اللہ کریم کی عبادت ہے اس کی اطاعت ہے اگر پیشانی اس کے دروازے سے محروم ہوجائے تو کسی بھی جگہ رہنے سے حاصل تو کیا ہوگا جواب طلبی سخت ہوجائے گی کہ ایسے مبارک مقام پر بھی تم جھوٹ سے یا بُرائی سے باز نہیں آئے اللہ ہمیں اس سے اپنی پناہ میں رکھے۔ آمین دُوسرے جو بات یہاں واضح ہوگئی وہ یہ ہے کہ وہ گھر وہ جائداد وہ قبیلہ اور برادری حتیٰ کہ وہ ملک تک کوئی حیثیت

نہیں رکھتا جو اللہ کریم کی عبادت سے مانع ہو اسے چھوڑ دینا عبادت چھوڑنے سے بدرجہا بہتر ہے اور اگر غربت و افلاس یا کسی دوسری وجہ سے چھوڑ نہیں سکتا تو کم از کم خلوص کیساتھ اللہ کریم سے دعا کرتا ہے کہ خدا ایسے لوگوں کے درمیان پہنچا دے جہاں تیری عبادت کرنا تیرا نام لینا اور تجھے یاد کرنا نصیب ہو جائے کہ تو سب کچھ کر سکتا ہے

تو اسباب کا محتاج نہیں ہے غیب سے سامان پیدا کر سکتا ہے اور ایسے افراد کی آزادی کے لیے اللہ کی زمین پر اللہ کا قانون نافذ کرنے کے لیے نہ صرف مسلمان بلکہ کافر کو بھی جو اس کا حق بنتا ہے بلا روک ٹوک دلانے کے لیے مومن پہ جہاد فرض ہے اسی لیے یہاں اندازِ بیان ہی بڑا پیارا ہے کہ بھلا تم کیسے نہیں لڑو گے جبکہ غریب مسلمان سسک کر بلک بلک کے دعا مانگ رہے ہیں اور دعا ہی سب مصائب کا بہترین حل ہے ہاں خلوص سے ہو اور دعا ہو اللہ کریم کے لیے اسے حکم نہ سمجھا جائے کہ ہم نے فرما دیا اب کیسے نہیں ہو گا۔ رہا مومن کا جہاد تو مومن جنگ کرتا ہی نہیں جنگ مخالف کو تباہ کرنے اسے نیچا دکھانے اور رسوا کرنے کے لیے ہوتی ہے جو اسلام نے جائز نہیں رکھی بلکہ مومن اللہ کی راہ میں لڑتا ہے اور جب بھی کوئی اللہ کا قانون تسلیم کر لے مومن کا ہاتھ رک جاتا ہے کہ مقصد اللہ کی زمین پر اللہ کی حاکمیت کا منوانا ہے اور بس کوئی ایمان لا کر مانے یا بغیر اس کے تسلیم کرے سب کے حقوق جدا جدا ہیں اور کافر تو لڑتا ہی شیطان کے بہکانے پر ہے اس کا مقصد ہی تباہی پھیلانا ہوتا ہے شہر اجاڑنا خون بہانا فصلیں تباہ کرنا اخلاقیات تباہ کرنا غرض انسانی کمالات اور اوصاف کا دشمن ہوتا ہے۔

فقاتِلوا اولیاءَ الشَّیطٰن بڑا خوبصورت با محاورہ ترجمہ بنتا ہے مار دو ان بے ایمانوں کو کہ شیطان کے مکر بڑے بودے اور کمزور ہوتے ہیں یہ تمہارا مقابلہ نہیں کر پائیں گے علما حضرات اس آیہ کریمہ کا اکثر تقاریر میں حوالہ دیا کرتے ہیں کہ شیطان کے مکر اور تدابیر کمزور ہوتی ہیں مگر یاد رہے یہ صرف ان لوگوں سے فرمایا جا رہا ہے جو اللہ کی راہ میں جان بھی ہتھیلی پہ لیے پھرتے ہیں یعنی جس درجے کا خلوص ذاتِ باری سے نصیب ہو گا اتنا ہی مقابلے میں شیطان کمزور ہو گا ورنہ ہر کسی کے لیے نہیں۔

رکوع نمبر ۱۱ آیات ۷۷ تا ۸۷ والمحصنٰت ۵/۸

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ قِيلَ لَهُمْ كُفُّوٓا
أَيْدِيَكُمْ وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ
فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ إِذَا فَرِيقٌ
مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ
أَوْ أَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوا رَبَّنَا لِمَ
كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَآ أَخَّرْتَنَآ
إِلٰٓى أَجَلٍ قَرِيبٍ ۗ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا
قَلِيلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى
وَلَا تُظْلَمُونَ فَتِيلًا ۷۷
أَيْنَ مَا تَكُونُوا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ
فِي بُرُوجٍ مُّشَيَّدَةٍ ۗ وَإِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ
يَّقُولُوا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَإِنْ
تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُولُوا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ۚ
قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ
الْقَوْمِ لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا ۷۸
مَآ أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ
أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ۚ وَ
أَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُولًا ۚ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيدًا ۷۹
مَنْ يُّطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ ۚ
وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ أَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا ۸۰
وَيَقُولُونَ طَاعَةٌ ۖ فَإِذَا بَرَزُوا مِنْ
عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِي
تَقُولُ ۚ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُونَ ۚ فَأَعْرِضْ
عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۚ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيلًا ۸۱
أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْاٰنَ ۚ وَلَوْ كَانَ
مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوا فِيهِ
اخْتِلَافًا كَثِيرًا ۸۲

بھلا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنکو (پہلے یہ) حکم دیا
گیا تھا کہ اپنے ہاتھوں کو (جنگ سے) روکے رہو اور نماز پڑھتے اور زکوٰۃ
دیتے رہو۔ پھر جب ان پر جہاد فرض کر دیا گیا تو بعض لوگ ان میں سے لوگوں
سے یوں ڈرنے لگے جیسے خدا سے ڈرا کرتے ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ۔
اور بڑبڑانے لگے کہ اے خدا تو نے ہم پر جہاد (جلد) کیوں
فرض کر دیا تھوڑی مدت اور ہمیں کیوں مہلت نہ دی (اے پیغمبر
ان سے) کہہ دو کہ دنیا کا فائدہ بہت تھوڑا ہے اور بہت اچھی
چیز تو پرہیزگار کیلئے (نجات) آخرت ہے اور تم پر دھاگے برابر
بھی ظلم نہیں کیا جائے گا ۷۷
(اے جہاد سے ڈرنے والو) تم کہیں رہو موت تو تمہیں
آ کر رہے گی خواہ بڑے بڑے محلوں میں رہو۔ اور ان
لوگوں کو اگر کوئی فائدہ پہنچتا ہے تو کہتے ہیں یہ خدا کی طرف سے ہے
اور اگر کوئی گزند پہنچتا ہے تو (اے محمد تم سے) کہتے ہیں کہ یہ (گزند)
آپکی وجہ سے (ہمیں پہنچا) ہے۔ کہہ دو کہ (رنج و راحت) سب اللہ ہی
کی طرف سے ہے ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ بات بھی نہیں سمجھ سکتے ۷۸
(اے آدم زاد) تجھکو جو فائدہ پہنچے وہ خدا کی طرف سے ہے اور جو نقصان
پہنچے وہ تیری ہی (شامت اعمال) کی وجہ سے ہے اور (اے محمد) ہم نے تمکو
لوگوں (کی ہدایت) کیلئے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے اور (اس بات کا) خدا ہی گواہ کافی ہے ۷۹
جو شخص رسول کی فرمانبرداری کریگا تو بیشک اس نے خدا کی فرمانبرداری کی
اور جو نافرمانی کرے تو اے پیغمبر تمہیں ہم نے ان کا نگہبان بنا کر نہیں بھیجا ۸۰
اور یہ لوگ منہ سے تو کہتے ہیں کہ (آپ کی) فرمانبرداری (دل سے منظور) ہے
لیکن جب تمہارے پاس سے چلے جاتے ہیں تو ان میں سے بعض لوگ رات کو
تمہاری باتوں کے خلاف مشورے کرتے ہیں اور جو مشورے یہ کرتے ہیں خدا انکو
لکھ لیتا ہے تو انکا کچھ خیال نہ کرو اور خدا پر بھروسہ رکھو اور خدا ہی کافی کارساز ہے ۸۱
بھلا یہ قرآن میں غور کیوں نہیں کرتے۔ اگر یہ خدا کے سوا
کسی اور کا (کلام) ہوتا تو اس میں (بہت سا)
اختلاف پاتے ۸۲

77. Hast thou not seen those unto whom it was said: Withhold your hands, establish worship and pay the poor-due, but when fighting was prescribed for them behold! a party of them fear mankind even as their fear of Allah or with greater fear, and say: Our Lord! Why hast Thou ordained fighting for us? If only Thou wouldst give us respite yet a while! Say (unto them, O Muhammad): The comfort of this world is scant; the Hereafter will be better for him who wardeth off (evil); and ye will not be wronged the down upon a date-stone.

78. Wheresoever ye may be, death will overtake you, even though ye were in lofty towers. Yet if a happy thing befalleth them they say: This is from Allah; and if an evil thing befalleth them they say: This is of thy doing (O Muhammad). Say (unto them): All is from Allah. What is amiss with these people that they come not nigh to understand a happening?[6]

79. Whatever a good befalleth thee (O man) it is from Allah, and whatever of ill befalleth thee it is from thyself. We have sent thee (Muhammad) as a messenger unto mankind and Allah is sufficient as witness.

80. Whoso obeyeth the messenger, obeyeth Allah, and whoso turneth away, We have not sent thee as a warder over them.

81. And they say: (It is) obedience; but when they have gone forth from thee a party of them spend the night in planning other than what thou sayest. Allah recordeth what they plan by night. So oppose them and put thy trust in Allah. Allah is sufficient as Trustee.

82. Will they not then ponder on the Qur'ān? If it had been from other than Allah they would have found therein much incongruity.

وَإِذَا جَآءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ
أَذَاعُوا بِهٖ ۚ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلٰٓى
أُولِى الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ
يَسْتَنْبِطُونَهٗ مِنْهُمْ ۗ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ
وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ إِلَّا قَلِيلًا (۸۳)
فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ
إِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ ۚ
عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَّكُفَّ بَأْسَ الَّذِينَ
كَفَرُوا ۗ وَاللّٰهُ أَشَدُّ بَأْسًا وَّأَشَدُّ
تَنْكِيلًا (۸۴)
مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ
لَّهٗ نَصِيبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ
شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ۗ
وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيتًا (۸۵)
وَإِذَا حُيِّيتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ
مِنْهَآ أَوْ رُدُّوهَا ۗ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى
كُلِّ شَيْءٍ حَسِيبًا (۸۶)
اَللّٰهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ۗ لَيَجْمَعَنَّكُمْ إِلٰى
يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ ۗ وَمَنْ
أَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيثًا (۸۷) ع

اور جب اُن کے پاس امن یا خوف کی کوئی خبر پہنچتی ہے
تو اُسے مشہور کر دیتے ہیں۔ اور اگر اس کو پیغمبر اور اپنے
سرداروں کے پاس پہنچاتے تو تحقیق کرنیوالے اُسکی تحقیق
کر لیتے۔ اور اگر تم پر خدا کا فضل اور اُسکی مہربانی نہ ہوتی تو چند
اشخاص کے سوا سب شیطان کے پیرو ہو جاتے (۸۳)
تو (اے محمدؐ) تم خدا کی راہ میں لڑو تم اپنے سوا کسی کے
ذمہ دار نہیں ہو۔ اور مومنوں کو بھی ترغیب دو۔
قریب ہے کہ خدا کافروں کی لڑائی کو بند کر دے۔ اور
خدا لڑائی کے اعتبار سے بہت سخت ہے اور سزا
کے لحاظ سے بھی بہت سخت ہے
جو شخص نیک بات کی سفارش کرے تو اُس کو اُس
(کے ثواب) میں سے حصہ ملے گا۔ اور جو بُری بات کی
سفارش کرے اُس کو اُس (کے عذاب) میں سے حصہ ملیگا۔
اور خدا ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے (۸۵)
اور جب تم کو کوئی دُعا دے تو (جواب میں) تم اُس سے بہتر
(کلمے) سے (اُسے) دُعا دو یا انہیں لفظوں سے دُعا دو۔
بیشک خدا ہر چیز کا حساب لینے والا ہے (۸۶)
خدا (وہ معبود برحق ہے کہ) اس کے سوا کوئی عبادت کے
لائق نہیں۔ وہ قیامت کے دن تم سب کو ضرور جمع کریگا
اور خدا سے بڑھ کر بات کا سچا کون ہے؟ (۸۷)

83. And if any tidings, whether of safety or fear, come unto them, they noise it abroad, whereas if they had referred it to the messenger and such of them as are in authority, those among them who are able to think out the matter would have known it. If it had not been for the grace of Allah and His mercy ye would have followed Satan, save a few (of you).

84. So fight (O Muhammad) in the way of Allah—Thou art not taxed (with the responsibility for anyone) except for thyself—and urge on the believers. Peradventure Allah will restrain the might of those who disbelieve. Allah is stronger in might and stronger in inflicting punishment.

85. Whoso interveneth in a good cause will have the reward thereof, and whoso interveneth in an evil cause will bear the consequence thereof. Allah overseeth all things.

86. When ye are greeted with a greeting, greet ye with better than it or return it. Lo! Allah taketh count of all things.

87. Allah! There is no God save Him. He gathereth you all unto a Day of Resurrection whereof there is no doubt. Who is more true in statement than Allah?

اسرار و معارف

الم تر الی الذین ... حدیثاً ○ ۷۷/۷۸

اے مخاطب ذرا ان لوگوں کو دیکھ جن کو روکنا مشکل ہو رہا تھا اور یہ حکم دیا جاتا تھا کہ نماز روزہ کی پابندی کرو زکوٰۃ دو یعنی ارکانِ اسلام پر عمل کرو اسلام کو خود اپنے اُوپر نافذ کرو تب یہ جہاد اور قتال کے لیے بیقرار تھے

کہ بھلا یہ کیسے ممکن ہے اللہ کا حکم ہو رسول اللہ ﷺ لائے ہوں اور لوگ مانیں نہیں وُہ خواہ اہل مکہ ہوں یا کوئی بھی اور ہم اُن سے بزورِ شمشیر منوائیں گے تو ارشاد ہوتا تھا ٹھہر جاؤ ذرا اپنے ہاتھوں کو روک کر رکھو یہ دراصل منافقین کا کردار تھا جب مسلمان ہجرت کر کے آئے تو جو منافقین ان کی صفوں میں شامل ہو گئے یہ ان کی باتیں ہیں جو بعض حضرات نے مومنین کی طرف منسوب کر کے بڑا معذرت خواہانہ سا ترجمہ کیا ہے مگر اکثر مفسرین اس طرف نہیں گئے کہ فوراً بعد منافقین ہی کا تو ذکر آ رہا ہے پھر مومنین کی زندگی بڑی سادہ تھی بات سُنی اور تسلیم کر لی ختم یہ مطلب ہے اور ظاہر داری خود منافقت ہی کا تو اظہار ہے سو فرمایا جب جہاد فرض کر دیا گیا تو اب دیکھو ان کا خون خشک ہو رہا ہے اور یہ کافروں سے اس طرح خوفزدہ ہیں کہ اتنا تو اللہ سے ڈرنا چاہیے تھا بلکہ اس سے بھی زیادہ اور یہ قانون ہے کہ جو لوگ مخلص ہوتے ہیں اور اپنے وجود پر اپنے ضمیر پہ اپنے آپ پر اسلام نافذ کرتے ہیں وُہ دوسروں پر بھی کر سکتے ہیں مگر جو خود کو اسلام سے نا آشنا رکھتے ہیں وُہ محض منافقت سے اسلام کے نام کو زینہ بنا کر اقتدار تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں اور بس صحابہ نے خلوصِ دل سے دین اپنایا تو وُہ اسے رُوئے زمین پر پھیلانے کا سبب بنے آج کے مدعی ایم این اے ہاسٹل میں شرابیں پیتے اور رنڈیوں کے ڈانس دیکھتے ہیں اور نفاذِ اسلام پر بحث بھی ہوتی ہے آپ اہل اللہ کی زندگیوں کو دیکھتے کیا ہوتا ہے ان بوریا نشینوں کے پاس صرف خلوص جو لاکھوں دلوں کو گرما جاتا ہے اور حکمرانوں کے پاس اختیارات تو ہوتے ہیں مگر خلوص نہیں اس لیے کچھ کر نہیں پاتے سو اوّل اپنی اصلاح ضروری ہے ورنہ پھر کافروں سے ڈر آتا ہے اور اتنا شدید کہ خوفِ خدا سے زیادہ کافروں کا خوف دل پہ چھا جاتا ہے کہ اللہ سے کوئی ڈرتا ہے تو اُمید رحمت بھی رکھتا ہے مگر وہاں سوائے ایذا کے کسی شے کی اُمید نہیں ہوتی اب یہ اسی دلی خوف کو چھپانے کے لیے کہتے ہیں خُدایا کچھ تھوڑی سی مہلت دے دی ہوتی ہم ذرا سنبھل جاتے مکہ والوں کو تو تیرہ برس مکہ میں مل گئے جہاد فرض نہیں ہُوا اور یہاں مدینہ میں اتنی جلدی فرمایا میرے حبیب ﷺ ان کو سمجھا دو کتنا کریم ہے رد نہیں فرماتا جھڑک نہیں رہا بلکہ پھر بھی سمجھانے کا حکم دے رہا ہے یار کیا کرو گے دُنیا کو اوّل تو ساری دُنیا کبھی کسی کو ملتی نہیں جو تھوڑی بہت ملتی ہے ساتھ ضرور تکلیفیں بھی لاتی ہے اور پھر سب سے بڑی بات کہ آخر چھوڑ کر جانا ہے اور جو لوگ اللہ سے دوستی کر لیتے ہیں دل کی گہرائیوں سے دوستی ان کے لیے آخرت بہت بڑی دولت ہے جسے کبھی زوال نہیں جو کم از کم اتنی ملتی ہے کہ آدمی بس بس کرنے لگتا ہے جس کے ساتھ

کوئی دکھ نہیں اور جو کبھی چھینی نہیں جائے گی مگر اللہ سے دل کو جوڑ لو ایسا کہ اس کی نافرمانی پہ تڑپ جاتے موت آسان معلوم ہو اور گناہ مشکل تو یاد رکھو تمہارا کچھ رائیگاں نہیں جائے گا کوئی چھوٹی سے چھوٹی نیکی ضائع نہیں ہوگی ایک تار برابر زیادتی نہیں کی جائے گی اب رہی بات جینے اور مرنے کی تو بھئی موت کو تو آنا ہے آکر رہے گی تم کسی مضبوط قلعے میں چھپ جاؤ کسی پوشیدہ ترین جگہ میں چلے جاؤ جب موت کا وقت آجائے گا تو تمہیں مرنا ہوگا اس کے سوا کوئی دوسرا راستہ نہیں لیکن اگر تم جہاد کا حکم خلوص دِل سے قبول کرلو تو زیادہ سے زیادہ میدانِ جنگ میں موت ہی آئیگی مگر نہیں تلوار کی دھار تمہیں وُہ زندگی دے گی جو موت کو شکست دے دیگی مگر یہ منافق ایسے بدنصیب ہیں کہ فتح ہو تو کہتے ہیں اللہ نے اتفاقاً دے دی ورنہ یہاں کس کو سمجھ تھی منصوبہ بندی کی اور اگر شکست یا مصیبت آجائے تو آپ ﷺ کو طعنہ دیتے ہیں کہ مصیبتیں تو آپ کی وجہ سے ہمیں دیکھنا پڑیں فرمائیے سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے اور کتنی گئی گذری قوم ہے منافقین کی کہ انکے پلے ہی کچھ نہیں پڑتا ہدایت کے اسباب میں سے آخری انتہائی مؤثر سب سے اعلیٰ اللہ کا کلام اور اللہ کا رسول ﷺ ہیں جو ان کے ظہور کے بعد بھی نہیں سمجھتا اس کی جہالت بھی انتہا درجے کی ہے اور انہیں یہ بھی بتا دیجئے کہ نعمت محض اللہ کی طرف سے ملتی ہے ہم اگر عبادت اور نیکی بھی کریں تو جو کچھ پہلے حاصل کر چکے ہیں صرف اس کا شکر ادا نہیں ہوتا وجود شکل عقل اعضاء آنکھیں سوچ شعور اور کیا کچھ نعمتیں جو ہم لے چکے ہیں سو مزید جو کچھ ملتا ہے محض اس کی عطا ہے اور جو دکھ پہنچتا ہے وُہ ہمارے بعض اعمال کی وجہ سے ہے کافر پر مصیبت اخروی عذابوں کا ادنیٰ سا نمونہ ہوتی ہے اور دُنیا میں بطور سزا جسے از قسم عقوبات کہتے ہیں۔ مومن پر مصیبت اس کے گناہوں کا کفّارہ بن جاتی ہے اسے تلافیٔ مافات کہتے ہیں اور بعض اوقات مزید ترقی کا سبب بن جاتی ہے جو خاصانِ خُدا پہ آتی ہے اسے ترقیٔ درجات کا نام دیا جاتا ہے۔ رہی آپ کی بات تو آپ تو ہمارے اور ہمارے بندوں کے درمیان سب سے اعلیٰ واسطہ ہیں کہ بندہ بھی اپنی درخواست سُنا سکتا ہے اپنا دُکھ بتا سکتا ہے اور اللہ کا حکم بھی آپ سے لے سکتا ہے برکات وانوارات سے جھولی بھر سکتا ہے میرے حبیب صرف آپ کی ذات ہی بندوں پہ میرا کتنا بڑا احسان ہے اور آپ کی رسالت کا گواہ تو اللہ خُود کافی ہے کسی دُوسرے کی ضرورت ہی نہیں جب اللہ نے گواہی دی تو کتنی شاندار دی کہ بچپن معجزہ لڑکپن معجزہ جوانی معجزہ بعثت معجزہ ہجرت معجزہ حیات مدنی معجزہ حیاتِ ابدی معجزہ پھر کسی اور گواہی کی کیا ضرورت

ہے آپ کی تو کتاب تک معجزہ ہے ﷺ بلکہ جس نے آپ کی غلامی کر لی اس نے اللہ کی غلامی کر لی کہ آپ ﷺ کے لب مبارک جب بھی کسی حکم کے لیے کھلتے ہیں تو وہ اللہ ہی کی طرف سے ہوتا ہے اب اس سے بڑھ کر خوش نصیبی کیا ہو گی ہاں ایمان شرط ہے اللہ سے ایمان اس کی عظمت دل میں ہو اس کی بات سننے کو دل تڑپے اس کی بات ماننے کو جی بیقرار ہو تو یہ مسئلہ تو حل ہو گیا کہ جس نے آپ ﷺ سے سنا مجھ ہی سے سنا اور آپ ﷺ کا حکم مانا تو میرا ہی مانا اور جو اس سعادت سے محروم رہا مَن تَوَلّٰی یعنی اپنی مرضی سے بھاگ گیا ایسے بدنصیب کے لیے آپ ﷺ ذمہ دار نہیں ہیں آپ کا کام ان کی نگہبانی فرمانا نہیں کہ ہر انسان کو پسند کا حق خود میں نے دے دیا ہے خواہ وہ اس حق کو میرے ہی خلاف استعمال کرے زبردستی نہیں روکونگا ہاں نتیجہ سے خبردار کر دیا ہے اور بار بار بتا دیا ہے کہ یہ راستہ تباہی کو جاتا ہے۔

منافقین کا حال تو یہ ہے کہ اطاعت کا اقرار بھی کرتے ہیں اور جب راتوں کو اپنے گھروں میں جمع ہوتے ہیں تو آپؐ کے خلاف یا آپؐ کے احکام و فرمودات کے خلاف مشورے کرتے ہیں اور یہ جو کچھ بھی کرتے ہیں جتنا بھی چھپ کر کرتے ہیں اللہ کریم لکھتے جاتے ہیں یعنی ان کا نامۂ اعمال تو بن رہا ہے۔ سو میرے حبیب ان کی پرواہ مت کیجیے یا ٹھہریئے میں بھی ترجمے کا حق ادا نہیں کر پایا ترجمہ کچھ یوں بنتا ہے ان سے صرف نظر فرمایئے اس میں دونوں پہلو ہیں ایک تو امورِ دنیا میں امورِ سلطنت میں ان کی پرواہ مت کیجیے کہ کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے دوسرے انہیں رسوا مت کیجیے لوگوں میں ان کا بھید کھول کر یا انہیں اپنی تعلیمات کی محافل سے محروم فرما کر بلکہ آپ درگذر فرمایئے اور اللہ ہی پر بھروسہ رکھیے وہی بہترین کارساز ہے۔ اتنا کرم تو منافق کے ساتھ بھی ہے کہ جھڑک دینے سے تو بالکل محروم ہو جائے گا ساتھ رہنے سے اصلاح کی اُمید تو ہے ورنہ ایمان سے تو پہلے خالی ہے اور کیا بگڑے گا سو علما کا بھی حق بنتا ہے کہ ایسے لوگوں کو جو عملاً اسلامی تعلیمات اور اعمال سے دُور ہیں قریب لائیں اور انہیں نفرت کا نشانہ نہ بنائیں ہو سکے تو محبت دیں کہ مخلوق کی اصلاح مطلوب ہے لوگوں کو سزا دلوانا مقصد نہیں ہے وہ تو کسی کے عمل پر از خود مرتب ہو ہی جائے گی۔ اور یہ بظاہر مسلمان اور دلوں میں شبہات پالنے والے لوگ بھی عجیب ہیں کیا یہ قرآن میں تدبر نہیں کرتے غور نہیں کرتے کبھی

نہیں سوچتے کہ نہ صرف پوری کائنات کے مسائل ان کے اسباب ان کا حل بلکہ دونوں جہانوں کی زندگی اور دونوں زندگیوں کی ضرورتیں اور حاجات پھر ان کے اسباب و علل اور پورا کرنے کے طریقے یا محرومی کے اسباب کس حُسنِ ترتیب اور حُسنِ ربط سے ارشاد فرمائے ہیں اب یہ کلام اللہ کے سوا کسی بھی اور کا ہوتا تو پہلی بات تو ہے کہ دُنیا کی زندگی کے علاوہ اس سے پہلے کیا کچھ تھا یا بعد میں کیا ہو گا یہ بھی کسی فلسفی کی نہ سمجھ میں آیا نہ اس پر کسی نے بات کی یعنی بڑا حصّہ جو آخرت ہے جو ابدی ہے اس کی تو خبر ہی نہیں رکھتے اور تھوڑے سے حصّے کو جو زندگی کا مختصر ترین وقفہ ہے زیرِ بحث لاتے ہیں پھر اس میں بھی نہ صرف یہ کہ سب کی رائیں متفق نہیں ہو پاتیں خود اپنی باتوں کی تردید کرتے رہتے ہیں کہ پہلے جو بات تجربہ میں آئی وہ غلط تھی اور دُرست بات یہ ہے تو یہی حال قرآن کا ہوتا اس میں بے شمار اختلافات ہوتے مگر اس کی آرا ایسی ٹھوس کہ جو خبر دی کبھی تبدیل ہوئی نہ ہو گی اور احکام قوموں کے مزاج، وقت کے تقاضوں اور سب سے بڑی بات کہ لوگوں کی قسمتوں کے مطابق بدلتے رہے مگر ٹھوس اور بغیر کسی ادنیٰ شک کے اب رہی بات قرآنِ حکیم میں تدبر کی تو اس کی دعوتِ عام ہے ہر شخص کے لیے مگر یہ یاد رہے کہ جس طرح الفاظِ قرآن اللہ کے رسُول ﷺ نے بیان فرمائے ہیں اسی طرح ان کے معانی متعیّن فرمانا یہ منصبِ نبوّت ہے اب اس کے اندر رہتے ہوئے قرآنِ حکیم اور حدیثِ پاک کو سمجھنے کے لیے نیز احادیثِ مبارکہ کو پرکھنے کے لیے جن علوم اور جس معیار کی ضرورت ہے اگر وہ کسی کے پاس ہو تو وہ شوق سے کتاب اللہ میں فکر کرے، غور کرے، اجتہاد کرے۔ لفظِ اجتہاد میں نے عمداً استعمال کیا ہے کہ آجکل لوگوں کو اجتہاد کا بہت شوق ہو رہا ہے تو اس کا دروازہ بند نہیں ہُوا۔ میرے خیال میں تو متقدمین ائمہ کرامؒ نے اس کی ضرورت باقی نہیں چھوڑی، ہر سوال جو پیدا ہوتا ہے اس کا جواب ان کے ہاں مل جاتا ہے پھر ہر شخص کی فکر کا درجہ اس کے اپنے علم ادراک اور فہم کے مطابق ہو گا مگر کسی کا اجتہاد بھی ان حدود کو عبور نہیں کر سکتا جو سُنّتِ نبوی سے معیّن ہو چکی ہیں۔ سو ہمارے جدید مجتہدین کا مقصد پھر بھی حل نہ ہو گا کہ ان کا خیال اجتہاد کے نام پر قرآن کے نئے معنی مقرر کرنا ہے۔ جو بہر حال صرف منصبِ نبوّت ہے کہ قرآن کی تعیین کرے کون کون سے الفاظ کون کون سی آیات قرآن میں اور ان کے مُعانی معیّن و مقرر فرمائے جس کا رسُول اللہ ﷺ نے حق ادا فرما دیا کہ نہ صرف زبانی تفسیر ارشاد فرمائی

بلکہ ایسے لوگ ایسا معاشرہ ایسی حکومت اور ایک ایسا ملک بنا سنوار کر دُنیا کے رُوبرو کر دیا جس کا ہر کام کتابِ الٰہی کی تفسیر تھا اب اگر کسی کو اجتہاد کرنا ہے تو اس کا اجتہاد یہ ہے کہ اس میں سے اپنے مسئلے کا حل تلاش کرے یا کوئی اس جیسی مثال تلاش کر کے اس پر قیاس کر لے یہی اجتہاد ہے اور یہی قیاس اور یہ کبھی کسی زمانے میں منع نہیں ہے۔ منافقین کی ایک بات اور بھی بڑی تکلیف دہ ہے کہ بات سُنتے ہیں وہ بھلائی کی ہو امن کی ہو یا خوف کی، فتح کی خبر ہو یا کسی جگہ مُسلمانوں کی شہادت فوراً پھیلا دیتے ہیں۔ حالانکہ حق یہ تھا کہ جب اُنہوں نے بات سُنی تو رسُول اللہ ﷺ کی خدمتِ عالیہ میں عرض کرتے یا پھر متعلقہ حاکم کو اطلاع کرتے تاکہ اس خبر کی تحقیق ہو اگر فتح کی خبر تھی تو بھی سچ سچ پہنچ پاتی اگر کہیں دُشمن سے نقصان پہنچنے کی اطلاع تھی تو وہ بھی دُرست ہوتی اور آپ ﷺ یا متعلقہ امیر اس کی تحقیق فرماتے (اولو الامر پہ بات پہلے گذر چکی ہے۔ اگر چاہیں تو آیہ **اولی الامر منھم** میں دیکھ لیں) استنباط ہوتا ہے۔ تحقیق کر کے خبر کی تہ سے حقیقت کو پا لینا اور یہ رسول اللہ ﷺ کو بھی حکم دیا جا رہا ہے اسی کے ساتھ اولی الامر کو بھی یعنی یہ منصبِ رسالت بھی ہے کہ اخبار کی تحقیق فرمائی جائے اور علما فقہا اور حکام کا فرض بھی ہے کہ دین کے احکام میں تحقیق سے کام لیں اور ہر کس و ناکس کی بات پہ عمل نہ ہو بلکہ پُوری تحقیق کر لی جائے جو علما اور فقہا کا حصہ ہے اور عام آدمی کے بس کی بات نہیں۔ عام آدمی کے لیے یہی راستہ ہے کہ محققین کی بات پہ عمل کرے اِسی کو تقلید کہتے ہیں۔ حکام کو اللہ نے اختیار دیا ہے وہ عام آدمی سے حکماً اور جبراً بات منوا سکتے ہیں اور جو بات حاکم منوانا چاہے اُسے قانون کہا جاتا ہے خواہ وُہ کتنا ظالمانہ ہو انہیں بھی چاہیے اللہ کا خوف کریں اور اللہ کی مخلوق سے وہ بات منوائیں جو ان کا رب اور اُس کا رسُولؐ منوانا چاہتا ہے مگر یہ تو اسلام ہے بھلا منافق یہ سب کچھ کیوں کریں گے۔ وہ تو اُلٹی سیدھی باتیں بنا کر یا آج کے دَور میں نعرے لگا کر جلسے کر کے لوگوں کو پیچھے لگا لیتے ہیں۔ مگر اُس دَور میں ایسا نہیں ہوتا تھا کہ اللہ فرماتے ہیں۔ لولا فضل اللہ علیکم و رحمتہ، اگر تم پر اللہ کا فضل اور اُس کی رحمت نہ ہوتی تو تم بھی شاید شیطان کی بات مان لیتے یعنی اُن منافقوں کی نعرہ بازیوں کا شکار ہو جاتے مگر اللہ کے ساتھ خلوص، اس کے نبیؐ کے ساتھ خلوص تمہیں ضائع نہیں ہونے دیتا بلکہ تم میں تو پھر بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو کسی حال میں بھی ان شیاطین کے ورغلانے میں نہیں آتے کچھ تو ایسے ہیں جن کا اپنا کچھ ہے ہی نہیں، نہ دل نہ سوچ نہ آرزو سب بِک چکا ہے اب

ان سے شیطان بھی کھیلے گا۔ خواہ نسبتاً ایسے لوگ تھوڑے سہی مگر تھے ضرور کہ جنہوں نے محبت کی انتہا اور عشق کا آخر بتا دیا کہ کوئی انسان کسی انسان سے محبت کی راہ میں کہاں تک جا سکتا ہے۔ جہاں وہ خود بھی گم ہو جائے۔ اندیشۂ سود و زیاں سے بالاتر ہو جائے۔ جب کچھ پاس نہ ہو اور کسی طرح کی طلب ہی نہ رہے تو سود کیسا اور زیاں کسے کہتے ہیں۔ اور صحابہ میں ہی ایسے لوگ بھی تھے جن کا نہ دل بچا تھا کہ آرزو کرتے نہ سر بچا کہ کچھ سوچتے بس سرورِ عالم ﷺ کی دید اُن کی زندگی، آپ ﷺ کی اطاعت اُن کی دولت اور آپ ﷺ کی غلامی اُن کا سرمایۂ حیات تھا۔ سو آپ افواہوں کی پرواہ مت کریں اگرچہ آج بھی اسے جنگ میں بہت مؤثر ہتھیار کے طور پہ استعمال کرنا ایک جنگی قاعدہ ہے یعنی مخالف کیمپ میں بددلی پھیلانے والی باتیں پھیلا دینا FIFTH COLUMN ففتھ کالم کے نام سے یہ جنگ کا حصہ ہے اور مسلمانوں کی نوزائیدہ ریاست جو صرف مدینہ منورہ اور اس کے قرب و جوار پہ محیط تھی اس میں ایسی خبریں اُڑانا جبکہ دُشمن واقعی زور آور تربیت یافتہ ہتھیاروں سے لیس اور افرادی قوت میں بھی بہت زیادہ برتری کا حامل ہو تو ایسی حالت میں تو یہ بہت زیادہ نقصان پہنچا سکتی تھیں۔ جبکہ ارشاد ہُوا کہ اے میرے حبیب ﷺ اللہ کی راہ میں لڑو۔ فرمایا فقاتل یعنی جان توڑ کر لڑو۔ کہ تم اپنی ذات کے لیے جوابدہ ہو دُوسرے خود اپنی اپنی ذات کے لیے جواب دیں گے۔ ہاں ایمان والوں کو جنگ کی تاکید ضرور کریں دیکھیں ضرورت جہاد کو فرض کر دیتی ہے اور جو جسقدر ذمہ دار ہوتا ہے اسی قدر اس پہ فرض بھی آتا ہے جیسے یہاں ضرورت ہے۔ کفارِ مکہ للکار کر گئے میدانِ اُحد میں کہ ذیقعدہ میں بدر میں دوبارہ ملیں گے اب نہ جانا تو ان کا حوصلہ بڑھانے والی بات ہُوئی۔ مگر منافقین بری بری خبریں اُڑا رہے ہیں کہ درپردہ اُنہیں کے آدمی تھے۔ ساتھ کبھی کہتے یار ابھی تو اُحد کے زخمی بھی اچھے نہیں ہُوئے کبھی کہتے مکہ والوں نے بہت بڑی تیاری کی ہے تو اللہ نے حکم دیا میرے حبیب ﷺ آپ پیچھے مت بیٹھیے اگر خُدانخواستہ کوئی بھی ساتھ نہ دے تو اکیلے اُٹھیے میدانِ جنگ میں کہ آپ ﷺ اپنی جان کے مکلف ہیں وہ پیش کر دیں یعنی اب سب سے پہلے پیر صاحب کو جہاد کے لیے جانا چاہیئے اور ان کے ساتھ علما کو کوئی جائے نہ جائے مگر اُنہیں یہ ضرور دیکھنا ہے کہ جانشین کس کے ہیں۔ ہاں آپ مومنین سے ناامید مت ہویئے۔ اُنہیں جہاد کی ترغیب بلکہ تاکید فرمایئے چنانچہ جب آپ ﷺ نے ستر صحابہ کو حکم دیا تو وہ تیار ہو گئے اور آپ ﷺ بدر تشریف لے گئے اسے بدرِ صُغریٰ کہتے ہیں۔ اب آگے کیا ہُوا فرمایا

اللہ قادر ہے چاہے تو کافر کو جنگ ہی سے روک دے کہ کافر اللہ سے تو نہیں لڑ سکتا۔ اللہ بہت زبردست بھی ہے اور بہت سخت سزا دینے والا بھی اگر وہ چاہے تو کافر کو قتل کی سزا دے یا مومن کو شہادت کا انعام اور چاہے تو جنگ ہی روک دے اور یہی ہُوا کہ اہلِ مکہ کے دلوں پہ ہیبت طاری ہوگئی اور وہ نہ آسکے۔ اب جس نے تو بہتر رائے دی اچھی سفارش کی اس کے لیے اس میں ثواب ہے اور جس نے غلط رائے دی یا غلط سفارش کی وہ اس کی سزا میں سے حصہ پائے گا۔ جیسے منافقین نے لوگوں کو جہاد سے روکنے کی کوشش کی اب وُہ رُکے یا نہیں یہ الگ بات ہے یہ اپنے کیئے کی سزا کے حقدار قرار پائے۔ ایسے ہی مومنین جنہوں نے رائے بھی دُرست دی اور جن کو حکم ملا تعمیلِ ارشاد میں چل دیئے اب جنگ ہوئی یا نہ یہ لوگ اپنے اس کام کا ثواب ضرور پائیں گے۔ یہی قانون بن گیا سفارش کے لیے کہ اللہ کریم نے اسے دو حصّوں میں بانٹ دیا ایک آدمی مستحق ہے مگر اپنا حق بھی نہیں مانگ سکتا۔ غریب ہے اس کی شنوائی نہیں ہوتی تو آپ اس کے حق کے لیے کہہ سکتے ہیں تو ضرور کہہ دیں۔ یہ شفاعتِ حسنہ ہوگی۔ اب اس کا کام تو متعلقہ حاکم نے کرنا ہے مگر آپ نے بات پہنچا کر حق ادا کر دیا۔ اب زبردستی منوانا ضروری نہیں آپ ثواب کے مستحق ہوگئے اور اگر ناحق سفارش کی یا اثر و رسُوخ استعمال کر کے کسی کو ایسی چیز دلوا دی جو اس کا حق نہ تھا یا اس کیلئے آپ نے کوشش کر لی اسے مل گئی یا نہ ملی آپ کا حصّہ گناہ میں شامل ہوگیا۔ جیسے ہم کبھی پیسے کے لیے یا بدلے میں اور کوئی ذاتی فائدہ حاصل کر کے اپنا اثر و رسُوخ استعمال کر کے کسی ایسے آدمی کا وہ کام کروانے کی سعی کرتے ہیں جو اس کا حق نہیں تو کام ہو یا نہ ہو ہمارا حصّہ گناہ میں ضرور ہو جاتا ہے اور آجکل تو سب سے زیادہ ظلم ووٹ اور انتخاب میں ہوتا ہے۔ ہر اس آدمی کے لیے کوشش کی جاتی ہے جو کسی بھی طرح اس منصب کا اہل نہیں ہوتا۔ اللہ کریم ہمیں معاف فرمائیں اور ہدایت نصیب فرمائیں کہ ہم ہر کام کے لیے اللہ کی عظمت کو پیشِ نظر رکھیں اس لیے کہ وہی ہر چیز پہ قدرت رکھنے والا ہے۔ روزی دینے کا کام ہو، عہدہ عطا فرمانا ہو، عزت و آبرو ہو یا عیش و آرام، دُنیا ہو یا آخرت سب کچھ وہی دے سکتا ہے کہ وہ قادرِ مطلق ہے۔ اور ہاں اگر کوئی اچھا کلمہ کہے دُعا دے یا کلمۂ خیر کہے تو اسے اس کے الفاظ سے بہتر الفاظ میں جواب دیا کرو یا پھر کم از کم اُس کے الفاظ تو اُسے لوٹا دیا کرو۔ اسلام نے اس دُعا کو شروع کر دیا کہ دُنیا کی تمام مہذب اقوام میں ملتے بچھڑتے وقت کچھ الفاظ دُعائیہ یا ایسے جن سے اظہارِ تشکر ہوتا ہو

یا اظہارِ محبت ہوتا ہو ضرور کہے جاتے ہیں۔ عربوں میں بھی قبل اسلام دُعائیہ الفاظ رائج تھے مثلاً حیاکَ اللہ یا انعم صباحاً وغیرہ۔ مگر اسلام نے اللہ کریم کے مبارک نام سلام کو جو ہر طرح کی سلامتی کو محیط ہے اور ہر جگہ ہر زمانے میں محیط ہے۔ اپنی دُعا کا مرکز بنایا اور عندالملاقات یہ حکم رائج فرمایا السلامُ علیکم۔ یہ ایک جامع دُعا بھی ہے نہ صرف زندہ رہنے کی دُعا بلکہ دُنیا کی ہر تکلیف سے بچنے کی دُعا نہ صرف صحتمند رہنے کی دُعا بلکہ نیک اور صالح بھی رہنے کی دُعا نہ صرف نیک انجام کی دُعا بلکہ موت بعدالموت قبر اور حشر تک سلامتی ہی سلامتی تمہیں نصیب ہوتی چلی جائے۔ کتنی عجیب دُعا ہے کاش یہ دوسرے کے لیے ہمارے دل سے نکلے پھر اس کا کم از کم اثر یہ ہے اجو ہر آفت سے محفوظ رہنے کی دُعا دے رہا ہے وہ خود تو اس کے لیے آفت بننا پسند نہیں کرے گا۔ یعنی یہ ضمانت ہے کہ تمہاری جان ومال، آبرو مجھ سے محفوظ ہے۔ اسے کوئی خطرہ نہیں اور اللہ فرماتے ہیں جواب بہتر الفاظ میں دو تو زیادہ مناسب ہے۔ سو آپ ﷺ سے کسی نے آکر السلامُ علیکم عرض کیا تو فرمایا وعلیکم السلام ورحمۃُ اللہ۔ کسی دُوسرے نے آکر عرض کیا تو اُس نے ساتھ رحمت بھی شامل کرلی تو آپ نے وبرکاتہٗ بڑھا دیا وعلیکم السلام ورحمۃُ اللہِ وبرکاتہٗ۔ پھر جو حاضر ہُوا اُس نے یہی پُورا اسلام عرض کیا تو فرمایا وعلیک۔ اس نے عرض کیا حضُور آپؐ نے سب کو بڑھا کر جواب دیا تھا۔ فرمایا تُو نے میرے لیے باقی نہیں رہنے دیا یعنی سب دُعائیں جمع کر دیں میں نے تجھ پر لوٹا دیں تو محققین فرماتے ہیں کہ تین دُعاؤں سے بڑھنا بھی دُرست نہیں بس یہاں تک ہی سُنّت سے ثابت ہے۔ حدیث شریف میں سلام کرنے کی شرائط بھی ارشاد ہُوئیں۔ مثلاً کچھ لوگ بیٹھے ہیں تو گذرنے والے کو چاہیئے سلام کرے۔ کچھ لوگ تعداد میں کم ہوں تو جو زیادہ ہیں اُن کو سلام کہیں۔ ایسے ہی سوار پیدل کو سلام کرے۔ یہاں تک کہ مُسلمانوں کی قبروں پر گذر ہو تو بھی مسنون سلام ضرور کرے اور سلام کرنا مسنون ہے۔ مگر اس کا جواب دینا واجب ہے۔ ہاں بعض حالتوں میں سلام نہیں دیا جائے گا جیسے کوئی نماز پڑھ رہا ہے یا تلاوت کر رہا ہے یا اذکار میں مصروف ہے۔ اگر کوئی دے تو جواب دینے کی ضرورت نہیں۔ اور ایک شخص بار بار ملے تو ہر بار سلام دیا جائے گا۔ بلکہ حدیث شریف میں بہت زیادہ تاکید آئی ہے کہ سلام کو مُسلمانوں میں عام کیا جائے کہ اس سے محبت بڑھتی ہے اور مصائب کم ہوتے ہیں۔ اور اللہ کریم ہی ہر چیز کا حساب کرنے والے ہیں کہ کس نے زبان سے کیا کہا

اور دل میں کیا سوچا یا ارادہ کیا تھا۔ اللہ ہی ایسی ہستی ہے جس کے سوا کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ اس کی عبادت
یعنی مکمل اطاعت کی جائے اور اس بات میں بھی رائی برابر شبہ نہیں ہے کہ تمہیں یوم حشر جمع فرمائے گا یہ اتنی
سچّی بات ہے کہ اللہ کی بات سے بڑھ کر تو کسی سچّائی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

رکوع نمبر ۱۲ آیات ۸۸ تا ۹۱ وَالْمُحْصَنٰتُ $\frac{5}{9}$

فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ
اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ؕ اَتُرِيْدُوْنَ
اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ
وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ
لَهٗ سَبِيْلًا ﴿۸۸﴾
وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ
سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى
يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا
فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ
وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۸۹﴾
اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍۭ بَيْنَكُمْ
وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ
صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا
قَوْمَهُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ
عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ ۚ فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ
فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ ۙ
فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ﴿۹۰﴾
سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ
يَّاْمَنُوْكُمْ وَيَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ ؕ كُلَّمَا
رُدُّوْۤا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا ۚ
فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْۤا اِلَيْكُمُ
السَّلَمَ وَيَكُفُّوْۤا اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ

تو کیا سبب ہے کہ تم منافقوں کے بارے میں دو گروہ ہو رہے ہو
حالانکہ خدا نے انکو انکے کرتوتوں کے سبب اوندھا کر دیا ہے کیا تم چاہتے
ہو کہ جس شخص کو خدا نے گمراہ کر دیا ہے اس کو رستے پر لے آؤ۔
اور جس شخص کو خدا گمراہ کر دے تم اس کے لئے کبھی بھی
رستہ نہیں پاؤ گے ﴿۸۸﴾

وہ تو یہی چاہتے ہیں کہ جس طرح وہ خود کافر ہیں (اسی طرح)
تم بھی کافر ہو کر (سب) برابر ہو جاؤ تو جب تک وہ خدا کی
راہ میں وطن نہ چھوڑ جائیں ان میں سے کسی کو دوست
نہ بنانا۔ اگر (ترک وطن کو) قبول نہ کریں تو انکو پکڑ لو اور جہاں
پاؤ قتل کر دو۔ اور ان میں سے کسی کو اپنا رفیق اور مددگار نہ بناؤ ﴿۸۹﴾
مگر جو لوگ ایسے لوگوں سے جا ملے ہوں جن میں اور تم میں (صلح کا)
عہد ہو یا اس حال میں کہ انکے دل تمہارے ساتھ یا اپنی قوم کیساتھ
لڑنے سے رک گئے ہوں تمہارے پاس آجائیں (تو احتراز
ضرور نہیں)، اور اگر خدا چاہتا تو انکو تم پر غالب کر دیتا تو وہ تم
سے ضرور لڑتے پھر اگر وہ تم سے (جنگ کرنے سے) کنارہ کشی کریں اور
لڑیں نہیں اور تمہاری طرف صلح (کا پیغام) بھیجیں تو خدا نے تمہارے
لئے ان پر (زبردستی کرنے کی) کوئی سبیل مقرر نہیں کی ﴿۹۰﴾
تم کچھ اور لوگ ایسے بھی پاؤ گے جو یہ چاہتے ہیں کہ تم سے
بھی امن میں رہیں اور اپنی قوم سے بھی امن میں رہیں۔
لیکن جب فتنہ انگیزی کو بلائے جائیں تو اس میں اوندھے منہ
گر پڑیں تو ایسے لوگ اگر تم سے (لڑنے سے) کنارہ کشی نہ کریں اور
نہ تمہاری طرف (پیغام) صلح بھیجیں اور نہ اپنے ہاتھوں کو روکیں

88. What aileth you that ye are become two parties regarding the hypocrites,[7] when Allah cast them back (to disbelief) because of what they earned? Seek ye to guide him whom Allah hath sent astray? He whom Allah sendeth astray, for him thou (O Muhammad) canst not find a road.

89. They long that ye should disbelieve even as they disbelieve, that ye may be upon a level (with them). So choose not friends from them till they forsake their homes in the way of Allah; if they turn back (to enmity), then take them and kill them wherever ye find them, and choose no friend nor helper from among them.

90. Except those who seek refuge with a people between whom and you there is covenant, or (those who) come unto you because their hearts forbid them to make war on you or make war on their own folk. Had Allah willed He could have given them power over you so that assuredly they would have fought you. So, if they hold aloof from you and wage not war against you and offer you peace, Allah alloweth you no way against them.

91. Ye will find others who desire that they should have security from you, and security from their own folk. So often as they are returned to hostility they are plunged therein. If

وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ ۚ وَأُولَٰئِكُمْ
جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا مُّبِينًا ﴿٩١﴾ ع

تو اُنکو پکڑ لو اور جہاں پاؤ قتل کردو۔ ان لوگوں کے مقابلے
میں ہم نے تمہارے لئے سند صریح مقرر کردی ہے ﴿۹۱﴾

they keep not aloof from you
nor offer you peace nor hold
their hands, then take them
and kill them wherever ye find
them. Against such We have
given you clear warrant.

اسرار و معارف

فما لکم .... مُبِیناً ۝ ۹۱/۸۸

مسلمانوں کو زیب نہیں دیتا کہ منافقین کے بارے نرم رویّہ اختیار کریں بلکہ حق کو ضرور حق کہا جائے گا۔ ایسے ہی باطل جب ظاہر ہو گیا تو کسی تاویل کی ضرورت نہیں اسے باطل کہنا ہو گا کچھ افراد ایسے تھے جو بظاہر مُسلمان ہو کر ہجرت کر کے مدینہ منورہ آگئے مگر یہاں رہ نہ سکے اور کچھ عرصہ بعد مکّہ پلٹ گئے اور مُرتد ہو گئے یعنی اسلام لانے کے بعد کافر ہوئے تو مرتد ہو گئے مگر اللہ نے اُنہیں منافق کہا ہے۔ غالباً اس لیے کہ وہ شروع سے ایمان لائے ہی نہ تھے بلکہ ممکن ہے اہلِ مکّہ کے بھیجے ہوئے ہوں کہ مدینہ کے حالات سے باخبر رکھیں گے مگر وہ یہاں نہ ٹھہر سکے واپس بھاگے اور اُن کا کفر ظاہر ہو گیا۔ اب مُسلمان تو بہت نرم دل تھے۔ بعض نے کہا بیچارے گھربار کی قربانی برداشت نہ کر پائے ہوں گے یا بیوی بچوں سے جُدائی کا بوجھ نہ سہار سکے ہوں گے اس لیے پلٹ گئے۔ دُوسروں نے کہا ہرگز نہیں یہ منافق تھے اور بھاگ گئے۔ اللہ کریم کو دُوسروں کی نہ صرف رائے پسند آئی بلکہ تائید بھی فرمائی اور ساتھ وجہ بھی ارشاد فرما دی کہ بھئی اُن کے کرتُوتوں کی وجہ سے ہم نے خود اُنہیں بھگا دیا" وَاللهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوا۔ ترجمہ: اللہ نے ان کو اُلٹ دیا بسبب اُن کے اعمال کے۔ تو ایک بہت بڑا قانون واضح ہو گیا کہ نبیِّ رحمت ﷺ کی محبّت وہ محبت جو نرا دعوےٰ نہ ہو جو غلامی پر مجبور کر دے جو آپؐ کے قدموں میں جھکا دے جو دُنیا تو دُنیا ہے آخرت بھی اس شرط پہ قربان کرنا پڑے کہ جنّت سے ہاتھ اُٹھا لو تب نبی اکرم ﷺ کے رُخِ انور کو دیکھ سکو گے تو ہاتھ اُٹھا دے۔ یہ محبت ایمان عطا کرتی ہے۔ عزت و وقار عطا کرتی ہے اور اگر رُسول اللہ ﷺ سے وفا نہیں تو آدمی سب کچھ بن سکتا ہے ایماندار نہیں رہ سکتا کہ اللہ کریم پردہ چاک فرما دیتے ہیں اور فرماتے ہیں اب جنہیں اللہ نے اس محفلِ پاک سے بھگا دیا کوئی بھلا اسے واپس لا بھی سکتا ہے ہرگز نہیں ؎

بٹھنے کون دے ہے پھر اس کو جو تیرے آستاں سے اٹھتا ہے۔ اب انکے اس جرم کی سزا کے طور پر اللہ نے ہی ان سے ہدایت چھین لی تو بعض مسلمانوں کی نرم دلی سے بھلا یہ سزا ٹل سکتی ہے اگر وہ خود بے وفائی نہ کرتے تو وہاں کی عطایا کا تو شمار نہیں بلکہ اس بار تو عجیب مشاہدہ یا تجربہ ہوا چند روز پہلے ہم بھی وہیں موجود تھے۔ صبح اجازت چاہنے کے لیے اور سلام عرض کرنے کے لیے جالیٔ پاک کے سامنے حاضر ہوئے تو چھوٹا بچہ جو سات سال کا ہے ساتھ تھا وہ ذکر بھی کرتا رہتا ہے۔ کبھی کبھی انوارات وغیرہ کی باتیں بھی۔ مگر کبھی ایسی پرواہ نہیں کی تو میں نے کہا آنکھ بند کر کے سلام عرض کرو اور حضورِ اکرم ﷺ سامنے تشریف رکھتے ہیں۔ کوشش کرو زیارت کر لو تو کہنے لگا ابو پنڈلیوں تک پاؤں مبارک نظر آرہے ہیں مگر اتنے روشن ہیں جیسے روشنی ہی سے بنے ہوں۔ مَیں نے کہا تمہاری قوتِ برداشت اس سے آگے تمہارا ساتھ نہ دے سکی مگر وہاں کتنا خیال رکھا جاتا ہے۔ دوبئی میں ایک بیٹی کو رُوحانی بیعت کرائی تو باقی باتیں تو رہنے دیں وہ مجھ سے آپ ﷺ کی چشم ہائے مُبارک کے حُسن پہ بات کر رہی تھی اور میں سوچ رہا تھا کہ یہ بچّی امریکہ میں پیدا ہُوئی پلی بڑھی، پڑھا ملازمت کی، شادی کی، آجکل میاں بیوی دوبئی ہیں۔ بس اللہ اللہ شروع کر دی۔ پتہ نہیں کس خلوص سے آئی ہے کہ اتنے پیار سے اپنائی گئی ہے تو بھئی ایمان کی بقا اور ہدایت کی بنیاد ہے آپ ﷺ سے خلوص جیسے اس میں کمی آئی آدمی بھگا دیا جاتا ہے۔ اور جس کو اللہ بھگا دے بھلا اس کی واپسی کا کوئی امکان ہے یا پھر کوئی اسے واپس لا سکتا ہے ہرگز نہیں بلکہ تم ان کو واپس لانے کی سوچ رہے ہو۔ اور وہ اس فکر میں ہیں کہ تمہیں بھی ایمان سے ہٹا دیں اور معاذ اللہ واپس کفر میں لے آئیں۔ جیسے وہ خود کافر ہو چکے ہیں۔ اور ایک بات ضرور عرض کرتا چلوں کہ آج پھر خلوص کی کمی نے ہمیں منافقت میں مبتلا کر کے تباہ کر دیا ہے۔ تقریریں، جلسے اور ماہنامے وغیرہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ ہر شہر دینی مدرسوں سے اٹا پڑا ہے۔ درس و تدریس کا کام پہلے سے بہت زیادہ ہو رہا ہے مگر عملی زندگی انحطاط پذیر ہے اور دینی اعتبار سے ہم دن بدن پیچھے جا رہے ہیں۔ شاید ہمارے دلوں میں سے وفا اُٹھ گئی ہے اور ہم نبیَ اکرم ﷺ پہ خلوص نچھاور کرنے میں ناکام ہو رہے ہیں۔ خدا نخواستہ اگر یہ بات دُرست ہے تو پھر جب تک ہمارے قلوب میں خلوص پیدا نہیں ہو جاتا، ہدایت نصیب ہونا مشکل ہے۔ نیک عمل نصیب ہونا مشکل ہے ہاں نیکی کی ایکٹنگ

سے تو شاید کوئی نہیں روکے گا اور نیک عمل اس لیے مشکل ہے کہ اللہ جن سے توفیقِ عمل چھین لیتا ہے پھر ان کو عمل راستہ پر لگانے یا چلانے کی کوئی سبیل کوئی راہ باقی نہیں رہتی۔ لہٰذا جب تک یہ لوگ واقعی اللہ کی راہ میں ہجرت نہ کریں ان سے دوستی اور میل جول تک مت رکھو ہاں اگر ہجرت کر لیں۔ سب کچھ قربان کر کے آپ ﷺ کی غلامی پہ راضی ہو جائیں تو پھر دوستی کے قابل ہیں ورنہ ہرگز نہیں یاد رہے یہ فتح مکّہ سے پہلے کی بات ارشاد ہو رہی ہے۔ اور جب مکّہ مکرّمہ فتح ہو گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا لاھِجرۃَ بعد الفتح کہ مکّہ کی فتح کے بعد اب ہجرت ختم ہوئی۔ مگر یہ تو اسبابِ ظاہری مال و دولت یا گھر بار سے ہجرت تھی۔ سوچ اور عمل، آرزو اور کردار سے تو ہجرت ویسے ہی فرض ہے جیسے تب تھی۔ اور اگر کوئی یہ سفر اختیار نہیں کرتا تو اس سے دوستی آج بھی جائز نہیں۔ نہ ایسے لوگوں کے ساتھ بیٹھنے اُٹھنے کی اجازت ہے جو اپنے اختیار سے ہو ورنہ ملازمت میں دفتر میں کسی بھی قسم کے انسان کے ساتھ بیٹھ کر کام کرنا پڑتا ہے۔ بلکہ جو لوگ ہجرت کو قبول نہ کریں ان کے ساتھ قتال کرو۔ ارشاد ہے فخذوھم پکڑو اُنہیں واقتلوھم اور انہیں قتل کرو جہاں مل جائیں انہیں مت چھوڑو اور ایسے منافقوں سے کوئی معاہدہ بھی نہ کیا جائے نہ ان کی سفارش سُنی جائے۔ نہ اُن سے دوستی رکھو نہ کوئی مدد لینے کی کوشش کرو۔ اور یہ امیر کے لیے ضروری ہے۔ قانون ہر آدمی تو ہاتھ میں نہیں لے سکتا مگر امیر کا حق ہے کہ قبول اسلام کے بعد اگر کوئی ارکانِ اسلام کی ادائیگی میں کوتاہی کرے تو اُسے سزا دے اگر جُرم کرے تو اسے سزا دے اور اگر احکامِ اسلام کا انکار کرے تو اس کے ساتھ جنگ کرے، قتال کرے جیسے امیر المؤمنین خلیفۂ رسول اللہ ﷺ نے منکرینِ زکوٰۃ سے اعلانِ جنگ فرما دیا تھا۔ ہاں مگر کچھ لوگ جو اگرچہ کافر ہیں مگر مفسد نہیں یعنی ان مُنافقوں کی طرح فتنہ پروری نہیں کرتے بلکہ جنگ سے بیزار ہیں وہ نہ مُسلمانوں سے لڑنا چاہتے ہیں نہ کافروں سے، ایسے لوگوں کو تنگ نہ کیا جائے۔ سُبحان اللہ کیا کرم ہیں۔ ارشاد ہوا اگر اللہ چاہتا تو اُنہیں تم پر مسلط کر دیتا اور وہ تم سے ضرور لڑتے۔ اب اگر وہ ایک طرف ہو جائیں نہ صرف یہ کہ تم سے لڑنے سے باز رہیں بلکہ صُلح سے رہنا چاہیں تو مسلمانوں کو انہیں گرفتار کرنے یا قتل کرنے کا کوئی حق نہیں پہنچتا۔ اللہ نے تمہیں اس کی ہرگز اجازت نہیں دی۔ یعنی ایک قسم کے کافر سہی مگر صلح کر لیتے ہیں۔ شرائط طے ہو جاتی ہیں۔ جب تک وہ معاہدہ کی پاسداری

کرتے ہیں انہیں کچھ نہیں کہا جائے گا۔ دوسرے وُہ کافر جو نہ آپ سے جنگ کرنا چاہتے ہیں نہ کسی معاہدے کی رُو سے آپ سے مل کر کسی اور سے یعنی سرے سے جنگ ہی نہیں کرنا چاہتے اور صُلح سے رہنا چاہتے ہیں انہیں تنگ کرنے یا اُن سے لڑنے کا بھی کوئی جواز نہیں۔ ایک تیسری قسم بھی ہے یہ دراصل وہی پہلی قسم ہے جس کی بحث پہلے سے آ رہی ہے کہ آپ لوگ انہیں اس حال میں پائیں گے کہ آپ لوگوں سے بھی بچ کر رہنا چاہتے ہیں اس لیے اظہارِ ایمان کرتے ہیں اور اپنی قوم سے بھی لڑنا نہیں چاہتے۔ اس لیے ان سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں اور اپنے آپ کو بڑا پُرامن شہری ظاہر کرتے ہیں مگر مسلمانوں کے خلاف موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ جیسے کوئی بہانہ ہاتھ آئے فساد کھڑا کر دیتے ہیں۔ اس طرح کے لوگ اگر اپنی حرکات سے باز نہ آئیں۔ صلح اور امن سے نہ رہیں اور اپنے ہاتھوں کو نہ روکیں تو پھر ان کا علاج قتل ہے کہ انہیں قطعاً کوئی رعایت نہ دی جائے۔ ان پر فوج کشی کی جائے اور جو جہاں ملے قتل کر دیا جائے ایسے لوگوں کے لیے اُن کے کرتُوتوں کی وجہ سے اللہ کریم کی طرف سے کھُلی اجازت ہے بلکہ اُنہیں سزا نہ دینا بے انصافی شمار ہوگی۔ اور ایسا امیر کبھی امن قائم نہیں کر سکے گا۔

رکوع نمبر ۱۳ آیات ۹۲ تا ۹۵ وَالْمُحْصَنٰتُ ۵/۱۰

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا
اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا
فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ
اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ۭ فَاِنْ
كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ
فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۭ وَاِنْ كَانَ
مِنْ قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ
فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ
رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ
شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ ۡ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ
وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۹۲﴾

اور کسی مومن کو شایاں نہیں کہ مومن کو مار ڈالے مگر
بھول کر۔ اور جو بھول کر بھی مومن کو مار ڈالے
تو (ایک تو) ایک مسلمان غلام آزاد کر دے اور (دوسرے) مقتول کے
وارثوں کو خون بہا دے ہاں اگر وہ معاف کر دیں (تو ان کو اختیار ہے)
اگر مقتول تمہارے دشمنوں کی جماعت میں سے ہو اور وہ خود مومن ہو
تو صرف ایک مسلمان غلام آزاد کرنا چاہیے اور اگر مقتول ایسے
لوگوں میں سے ہو جن میں اور تم میں صلح کا عہد ہو تو وارثانِ
مقتول کو خون بہا دینا اور ایک مسلمان غلام آزاد کرنا چاہیے
اور جس کو یہ میسر نہ ہو وہ متواتر دو مہینے کے روزے رکھے یہ
(کفارہ) خدا کی طرف سے (قبول) توبہ (کے لئے) ہے
اور خدا سب کچھ جانتا اور بڑی حکمت والا ہے ﴿۹۲﴾

It is not for a believer
kill a believer unless (it
e) by mistake. He who hath
killed a believer by mistake
must set free a believing slave
and pay the blood-money to
he family of the slain, unless
hey remit it as a charity. If
e (the victim) be of a people
hostile unto you, and he is a
believer, then (the penance) is
o set free a believing slave.
And if he cometh of a folk
between whom and you there
is a covenant, then the
blood-money must be paid unto
his folk nd (also) a believing
slave must be set free. And
whoso hath not the where-
wit l must fast two conse-
c e months. A penance
from Allah. Allah is Knower,
e.

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ
جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا
عَظِيْمًا ﴿۹۳﴾

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا
لِمَنْ اَلْقٰۤى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ
تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۫
فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ؕ كَذٰلِكَ
كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ
عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا
تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۹۴﴾

لَا يَسْتَوِى الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ
غَيْرُ اُولِى الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ
فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ
وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ؕ
وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَفَضَّلَ اللّٰهُ
الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۹۵﴾
دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ؕ
وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۹۶﴾

اور جو شخص مسلمان کو قصداً مار ڈالے گا تو اس کی سزا دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ (جلتا) رہے گا اور خدا اس پر غضبناک ہوگا اور اس پر لعنت کریگا اور ایسے شخص کیلئے اس نے بڑا (سخت) عذاب تیار کر رکھا ہے ﴿۹۳﴾

مومنو جب تم خدا کی راہ میں باہر نکلا کرو تو تحقیق سے کام لیا کرو اور جو شخص تم سے سلام علیک کرے اس سے یہ نہ کہو کہ تم مومن نہیں ہو۔ اور اس سے تمہاری غرض یہ ہو کہ دنیا کی زندگی کا فائدہ حاصل کرو۔ سو خدا کے نزدیک بہت سی غنیمتیں ہیں تم بھی تو پہلے ایسے ہی تھے۔ پھر خدا نے تم پر احسان کیا تو (آئندہ) تحقیق کر لیا کرو۔ اور جو عمل تم کرتے ہو خدا کو سب کی خبر ہے ﴿۹۴﴾

جو مسلمان (گھروں میں) بیٹھ رہتے (اور لڑنے سے جی چراتے) ہیں اور کوئی عذر نہیں رکھتے وہ اور جو خدا کی راہ میں اپنے مال اور جان سے لڑتے ہیں وہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ مال اور جان سے جہاد کرنیوالوں کو بیٹھ رہنے والوں پر اللہ نے درجے میں فضیلت بخشی ہے۔ اور (گو) نیک وعدہ سب سے ہے لیکن اجر عظیم کے لحاظ سے خدا نے جہاد کرنیوالوں کو بیٹھ رہنے والوں پر کہیں فضیلت بخشی ہے ﴿۹۵﴾ (یعنی) خدا کی طرف سے درجات میں اور بخشش میں اور رحمت میں۔ اور خدا بڑا بخشنے والا (اور) مہربان ہے ﴿۹۶﴾

93. Whoso slayeth a believer of set purpose, his reward is Hell for ever. Allah is wroth against him and He hath cursed him and prepared for him an awful doom.

94. O ye who believe! When ye go forth (to fight) in the way of Allah, be careful to discriminate, and say not unto one who offereth you peace: "Thou art not a believer," seeking the chance profits of this life (so that ye may despoil him). With Allah are plenteous spoils. Even thus (as he now is) were ye before; but Allah hath since then been gracious unto you. Therefore take care to discriminate. Allah is ever Informed of what ye do.

95. Those of the believers who sit still, other than those who have a (disabling) hurt, are not on an equality with those who strive in the way of Allah with their wealth and lives. Allah hath conferred on those who strive with their wealth and lives a rank above the sedentary. Unto each Allah hath promised good, but He hath bestowed on those who strive a great reward above the sedentary;

96. Degrees of rank from Him, and forgiveness and mercy. Allah is ever Forgiving, Merciful.

اسرار و معارف

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ ... ... غفورا رحیما ۵ ۹۲/۹۶

اب رہی آپس کی لڑائی تو غلطی ہو جانا خارج از امکان قرار نہیں دیا جا سکتا ورنہ مومن کو زیب ہی نہیں دیتا کہ وہ مومن کو قتل کرے۔ ذاتی انا کے مسئلہ پہ یا دنیاوی وراثت کے لالچ میں یا حکومت و اقتدار چھیننے

کے لیے یا ایک دوسرے سے ملک یا علاقہ ہتھیانے کے لیے یعنی فرد سے لے کر حکومت تک مومن کا قتل مومن کو زیب نہیں دیتا اور مسلمان مسلمان سے نہ لڑ سکتا ہے نہ لڑایا جا سکتا ہے ہاں ذاتی طور پر غلطی سے کسی مسلمان نے دوسرے مسلمان کو قتل کر دیا تو اس کے ذمے دو کام ہیں۔ ایک تو کسی مسلمان غلام یا لونڈی کو آزاد کرے کہ یہاں رقبۃ مؤمنۃ ہے یعنی ایماندار کی گردن آزاد کرے۔ مرد ہو یا عورت دوسرے مقرر شدہ خُون بہا اس کے ورثا کو دے۔ ہاں اگر وہ معاف کر دیں تو اور بات ہے اُس دور میں سو اُونٹ یا ایک ہزار درہم شرعی خون بہا مقرر تھا۔ پھر فقہا نے قتل عمد و قتل خطا کی اقسام پر بحث فرمائی ہے اور اس اعتبار سے خون بہا بھی بیان فرمائے گئے ہیں جو فقہی بحثوں میں یا بعض دیگر تفاسیر میں بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔ یہاں زیادہ بحث کرنا مطلوب نہیں بلکہ عام فہم معنوں میں عرض کرنا مقصود ہے۔ ہاں معاف کرنے میں بھی اگر ورثا میں سے مختلف لوگ اپنا حصہ معاف کرتے ہیں تو اِس قدر معاف ہو جائے گا ورنہ سب دینا ہو گا۔ یا سب معاف کر دیں تو سب معاف ہو جائے گا۔ اب دوسری صورت یہ ہے کہ مقتول ایسے قبیلے کا آدمی تھا جس کے ساتھ مسلمانوں کا معاہدۂ امن ہے تو بھی اس کے ورثا کو خُون بہا بھی دینا ہو گا اور ایک مومن غلام یا لونڈی آزاد بھی کرنا ہو گی۔ کہ آپ ﷺ نے مومن یا ذمی یعنی ایسے لوگ جو مسلمانوں کے زیر سایہ بستے ہوں کا خُون بہا برابر دلوایا ہے۔ اب اگر کوئی یہ بھی نہ کر سکے تو پھر کیا کرے، دو ماہ مسلسل روزے رکھے، اللہ کریم سے توبہ کرنے کے لیے اپنے دل سے گناہ کی آلودگی دُور کرنے کے لیے بُرائی کی ظلمت کو مٹانے کے لیے مسلسل دو ماہ روزے رکھے۔ اور ہاں یہ تسلسل چونکہ کتاب اللہ نے مقرر فرما دیا اس لیے ضروری ہے۔ اگر بیمار ہو گیا یا سفر وغیرہ کی وجہ سے ناغہ کر دیا تو پھر شروع سے گنے گا اور دو ماہ پورے کرے گا۔ ہاں عورت ہو تو جو روزے اس کی ماہواری کی وجہ سے قضا ہو گئے ان سے تسلسل نہیں ٹوٹے گا اور ساتھ ہی یہ بھی عرض کر دوں کہ فقہا نے حدیث پاک سے استدلال کر کے اور باقاعدہ بحث و تمحیص کے بعد عورت کا خون بہا نصف بیان فرمایا ہے۔ آجکل اس مسئلہ پر بڑا زور لگایا جا رہا ہے اور جدت پسند یا ترقی پسند علما اس کے خلاف بولنا اور لکھنا بڑی دانشوری گردانتے ہیں میرے ناقص خیال میں ہمیں یہ اعتراض کرنے کا حق نہیں رہتا جب بات رسُول اللہ ﷺ سے ثابت ہو جائے کہ مطالب و معانی اور احکام قرآن کا نفاذ آپ ﷺ ہی کا منصب ہے، اس کے بعد تو اعتراض

ایسے ہی ہے جیسے کہا جائے کہ عورت کو عورت کیوں پیدا کیا گیا۔ اب اگر کوئی روزے رکھنے کی ہمت بھی نہیں پاتا تو خلوص سے توبہ کرے اور اُمید رکھے کہ جیسے صحت نصیب ہوگی۔ روزے رکھنا شروع کر دُوں گا پھر جیسے اس قابل ہو شروع کر دے کہ اللہ کریم تو اندر کے بھید جاننے والے حقائق کو جاننے والے اور بڑی حکمت والے ہیں کہ ہر شے کی تخلیق سے اور ہر حکم کی ہر ادا سے حکمت کی روشنی چھن چھن کر برستی ہے۔ اب تیسری صورت کہ کسی نے مومن کو عمداً ارادۃً قتل کر دیا جیسا کہ پہلے عرض کیا ہے کہ انا کی تسکین کے لیے یا لالچ میں آکر یا اقتدار کی جنگ میں جو مسلمانوں کو قتل کرتا ہے تو اس کی سزا دوزخ ہے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دوزخ جہاں سے کبھی نکل نہیں پائے گا۔ نہ صرف یہ بلکہ اس پہ اللہ کا غضب ہوگا اور لعنت ہوگی اللہ کی طرف سے اور ایسے لوگوں کے لیے بہت بڑا عذاب تیار کیا گیا ہے۔ ہاں سوائے اس کے کہ وہ توبہ کرے اللہ کی بارگاہ سے معافی کا خواستگار ہو شرعی حیلے اختیار کرے مگر یہ موجودہ حکمران چند روزہ حکومت کے لالچ میں لاکھوں مُسلمانوں بلکہ بیگناہ اور ناواقف مسلمانوں کو جن کو یہ تک پتہ نہیں ہوتا کہ ہمیں کیوں مارا جا رہا ہے کیوں قتل کیا جا رہا ہے۔ بس جرم بیگناہی کی سزا میں خدا جانے انہوں نے آخرت کے اس انتہائی مشکل وقت کے لیے کیا جواب تیار کر رکھا ہے اور یہ حکومتیں اور یہ حکمران کیا جواب دیں گے اللہ ہی جانے۔ اب یہ مومن کے قتلِ عمد پہ دوزخ میں ہمیشہ رہنا تو ایمان کے ساتھ مُطابقت نہیں رکھتا کہ مومن اگر جہنّم میں چلا بھی گیا تو ہمیشہ تو نہ رہے گا۔ اس پہ مفسّرین کرام نے بڑی مزیدار اور لمبی بحثیں کی ہیں مگر میری ناقص سمجھ میں جو بات آتی ہے وہ یہ ہے کہ اگر تو توبہ نصیب ہوگئی تو اس نے اللہ کا حق بھی ضائع کیا تھا بندے کا بھی ممکن ہے اللہ کریم اپنا معاف کر دے اور بندے کا اُس کے سپرد کر دے کہ بھئی جاؤ کر لو بات۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اسے انعام و اکرام اور عطایا سے نواز کر اُسے معافی دلا دے یا کوئی بھی نجات کی صورت پیدا فرمائے یا اگر عذاب بھی ہُوا تو ایمان کے ساتھ ہمیشہ کا دوزخ میں رہنا تو نہیں ہو سکتا۔ پھر یہی خطرہ ہے کہ ایسا آدمی دُنیا میں ہی ایمان ضائع کر کے مرے گا اور ارادۃً کسی مسلمان کو قتل کرنا اتنا بڑا گناہ ہے کہ یہ کفر کے قریب لے جاتا ہے اگر توبہ نصیب نہ ہو تو ایمان پر مرنے کی اُمید نہیں رہتی۔

اب آخری صورت یہ ہے کہ جب تم اللہ کی راہ میں نکلتے ہو یا جہاد کے لیے جاتے ہو تو تحقیق کر لیا کرو۔

اسلام نے دو چیزوں پہ بہت توجہ دی ہے۔ ایک تنظیم کہ ہر چھوٹے بڑے کام، سفر، جہاد میں ایک امیر ہوگا باقی سب اُس کی اطاعت کریں گے۔ دوسرے تحقیق کہ محض اندازے سے کوئی کام نہ کیا جائے بلکہ ہر کام کے لیے تحقیق کی جائے اور اس کی اصلیت تلاش کی جائے یا لشکر کے سامنے کوئی اظہارِ اسلام کرتا ہے تو یہ نہ کہا جائے کہ تو مومن نہیں محض دعوائے ایمان سے جان بچانا چاہتا ہے۔ ایسے چند واقعات ہوئے۔ ان آیات کے شانِ نزول میں بیان کئے جاتے ہیں۔ بلکہ ایسا بھی نہ ہونا چاہیے کہ مالِ غنیمت یا کسی دُنیاوی فائدے کیلئے اِس کا مسلمان ہونا قبول نہ کیا جائے کہ تمہارے لیے اللہ کریم نے بے شمار غنیمت کا مال بھی رکھا ہُوا ہے۔ بڑی بڑی سلطنتوں کے خزانے اس شہر کی گلیوں میں تقسیم کئے جائیں گے گھبرانے کی کوئی بات نہیں کسی طرح کے طمع میں آنے کی ضرورت نہیں۔ محض اللہ کی خوشنودی کی خاطر لڑنا ہے تو جو اسلام کا اظہار کرے اسے قبول کرلو۔ دیکھو تم خود بھی تو پہلے ایسے ہی تھے یہ تو اللہ کا احسانِ عظیم ہے کہ نبی محترم ﷺ کو مبعوث فرما کر تمہاری تقدیر بدل ڈالی۔ ورنہ تم کیا تھے تم بھی یہی کچھ تھے سو ضرور تحقیق کرلیا کرو نہ ہر ایک کا دعوئے اسلام رد کیا جائے گا اور نہ سب کا قبول ہوگا بلکہ تحقیق ضروری ہے یہیں سے علمانے اصول لیا ہے کہ اہلِ قبلہ کی تکفیر جائز نہیں خواہ کتنا گناہگار کیوں نہ ہو۔ لیکن اہلِ قبلہ اسے کہا جائے گا جو کلمہ اسلام کے ساتھ ان سب ضروری عقائد کو بھی مانے گا جن کے ماننے کا تعلق انسان کے عقیدہ اسلام سے ہے۔ اگر کلمہ پڑھنے کے ساتھ کسی بُت کو بھی سجدہ کرتا ہے کافرانہ شعار یعنی زنار وغیرہ یا کڑا پہنتا ہے یا کسی ضروری عقیدے کا مثلاً برزخ کا قیامت کا فرشتوں کا یا جنت و دوزخ کا انکار کرتا ہے تو اہلِ قبلہ شمار نہ ہوگا۔ سو فرمایا تحقیق ضرور کیا کرو اور جو بھی تم کرتے ہو اللہ کو سب خبر ہے۔ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ بعض مسلمان بغیر کسی عُذر کے جہاد میں شریک نہیں ہوتے۔ مگر یاد رکھو گھر بیٹھ رہنے والے جان اور مال خرچ کرنے والوں کے برابر تو نہیں ہوسکتے۔ یہاں تصوف کا مسئلہ بھی حل ہوگیا کہ بعض لوگ محنت کرکے خرچ کرکے دوسروں تک اللہ کا نام پہنچانے میں لگے رہتے ہیں اور بعض گھر میں بھی انتظار ہی کرتے ہیں کہ کوئی لے جائے تو ذکر کے لیے چلیں گے۔ فرمایا بیٹھ رہنے والے اور جان، مال، وقت قربان کرنے والے کیا ایک سے ہوتے ہیں۔ کبھی نہیں بلکہ ہمیشہ مجاہدین کے درجات بلند ہوتے ہیں۔ ان کی نسبت جو محنت نہیں کرپاتے۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ مہربانی، کرم اور عطا کا وعدہ سب سے ہے۔

ملے گا سب کو یہاں یہ بات جان لی جائے کہ اگر کچھ لوگ جہاد کر رہے ہوں اور مزید کی ضرورت نہ ہو تو جہاد فرضِ کفایہ ہو گا۔ یعنی ان کرنے والوں کی طرف سے سب کا فرض ادا ہو گیا اور عموماً اجتماعی اُمور ایسے ہی ہوتے ہیں، جیسے جنازہ۔ دینی تعلیم کا کام۔ تبلیغ کا کام بستی میں سے کچھ احباب نے کر دیا۔ سب کی طرف سے ہو گیا لیکن فضیلت بہر حال کام کرنے والوں کے نصیب میں آئے گی کہ اللہ کی راہ میں کام کرنے والے بیٹھ رہنے والوں سے درجات میں بہت ہی زیادہ آگے نکل جائیں گے۔ اگرچہ سب مومنین کو رحمت و بخشش، جود و عطا اور اللہ کے انعام، اللہ کی شان کے مطابق نصیب ہوں گے مگر کام کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پہ بہت زیادہ فضیلت ہو گی اور یہ تب تک جب جہاد فرضِ کفایہ ہو اگر ان سے بات بڑھ جائے تو جو قریب ہیں ان پہ فرضِ عین ہو جائے گا اگر ان سے بھی بڑھ جائے تو پھر دوسرے قریبی پر اس طرح یہ پُوری مسلم دُنیا پہ بھی بیک وقت فرضِ عین ہو سکتا ہے کہ اس کے احکام ضرورت کے مُطابق تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ رہیں انسانی کمزوریاں تو انسان کو کام خلوص سے کرنا ضروری ہے۔ پھر اللہ کی رحمت، اُس کی بخشش اور اس کی عطائیں انسانی لغزشوں کو ڈھانپ لیتی ہیں مگر کام حضورِ قلب سے، خلوص سے کیا جانا ضروری ہے اس کے بعد اللہ ہی بہت بڑا مہربان اور بخشنے والا ہے۔

رکوع نمبر ۱۴ آیات ۹۷ تا ۱۰۰ وَالْمُحْصَنٰتُ ۵ / ۱۱

اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ ظَالِمِیْۤ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِیْمَ كُنْتُمْ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِیْنَ فِی الْاَرْضِ قَالُوْۤا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِیْهَا فَاُولٰٓىِٕكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا (۹۷)	جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں جب فرشتے اُن کی جان قبض کرنے لگتے ہیں تو اُن سے پوچھتے ہیں کہ تم کس حال میں تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم مُلک میں عاجز و ناتوان تھے۔ فرشتے کہتے ہیں کیا خدا کا مُلک فراخ نہیں تھا کہ تم اُس میں ہجرت کر جاتے۔ ایسے لوگوں کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بُری جگہ ہے (۹۷)	97. Lo! as for those whom the angels take (in death) while they wrong themselves, (the angels) will ask: In what were ye engaged? They will say: We were oppressed in the land. (The angels) will say: Was not Allah's earth spacious that ye could have migrated therein? As for such, their habitation will be hell, an evil journey's end;
اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ حِیْلَةً وَّلَا یَهْتَدُوْنَ سَبِیْلًا (۹۸)	ہاں جو مرد اور عورتیں اور بچے بے بس ہیں کہ نہ تو کوئی چارہ کر سکتے ہیں اور نہ رستہ جانتے ہیں (۹۸)	98. Except the feeble among men, and the women, and the children, who are unable to devise a plan and are not shown a way:
فَاُولٰٓىِٕكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّعْفُوَ عَنْهُمْ	قریب ہے کہ خدا ایسوں کو معاف کر دے۔	99. As for such, it may be

وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿٩٩﴾
وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ
فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ۭ وَمَنْ
يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَ
رَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ
ع اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿١٠٠﴾

اور خدا معاف کرنے والا (اور) بخشنے والا ہے ﴿۹۹﴾
اور جو شخص خدا کی راہ میں گھر بار چھوڑ جائے
وہ زمین میں بہت سی جگہ اور کشائش پائیگا اور جو شخص
خدا اور اُس کے رسُول کی طرف ہجرت کر کے گھر سے
نکل جائے پھر اُس کو موت آپکڑے۔ تو اس کا ثواب
خدا کے ذمے ہو چکا۔ اور خدا بخشنے والا مہربان ہے ﴿۱۰۰﴾

that Allah will pardon them. Allah is ever Clement, Forgiving.

100. Whoso migrateth for the cause of Allah will find much refuge and abundance in the earth, and whoso forsaketh his home, a fugitive unto Allah and His messenger, and death overtaketh him, his reward is then incumbent on Allah. Allah is ever Forgiving, Merciful.

اسرار و معارف

اِنَّ الَّذِیْنَ ...... غفورا رحیما

اور جو لوگ ہجرت نہیں کر پاتے فتح مکہ تک تو مکہ مکرمہ سے دین کی خاطر نکل جانا ہجرت تھا۔ لوگ حبشہ بھی گئے اور مدینہ منورہ بھی اور مدینہ منورہ سے اسلامی ریاست کی بُنیاد شروع ہوئی۔ اور یہ دار الہجرۃ قرار پایا پھر فتح مکہ کے بعد آپ ﷺ نے فرما دیا اب کوئی ہجرت نہیں مگر یہ ارشاد مکہ مکرمہ کے بارے تھا۔ ورنہ اسلام تو ہمیشہ کے لیے ہے اور ساری دُنیا کے لیے ہے۔ جب بھی جہاں بھی کوئی دین پر عمل کرنے سے مانع ہو اس معاشرے کو یا اس شہر کو اس غرض سے چھوڑ دینا کہ کسی ایسی جگہ چل کر رہا جائے جہاں دین پر عمل کیا جا سکے ہجرت ہوگی۔ اور بدکار معاشرہ کسی کو زبردستی بھی نکال دے تو بھی مہاجر شمار ہوگا مگر نیّت صرف اللہ کے لیے اور حصولِ دین کے لیے دین پر عمل کے لیے ہو اگر ہجرت کسی دُنیاوی منافع کے لیے ملازمت مل جانے کی امید پہ یا کسی عورت پر فدا ہو کر کی ہو تو اجر کی اُمید نہ رکھے۔ اب پھر بات وہیں سے شروع کرتے ہیں۔ کہ جو لوگ ہجرت نہیں کر پاتے، شہر سے، ملک سے یا کردار سے تو جب اُن کی موت آتی ہے۔ اور موت کے فرشتے آتے ہیں جس کی حدیث پاک میں بہت تفصیل ہے۔ ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ مومن کے لیے جنت سے خوشبو، لباس اور پھول وغیرہ لاتے ہیں۔ بڑے پیار سے جان قبض کرتے ہیں اور ان لباسوں میں لے کر جاتے ہیں، عزت کرتے ہیں، پیار کرتے ہیں مگر کافر یا بدکار یا دوزخی کے لینے جو موت کے فرشتے آتے ہیں اُن کے پاس لباس وغیرہ دوزخ کا ہوتا ہے۔ سخت گرم بھی، بدبُودار بھی، دوزخ کی چھڑیاں ہوتی ہیں۔ چہرے ڈراؤنے

اور بات غضبناک ہو کر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بھئی تم کس حال میں تھے تم اصل میں کیا تھے کہ دعوے اسلام کا کرتوت کفر کے، اعمال کا فراڈ تو یہ تم کیا کرتے رہے۔ وہ بڑی بے کسی سے جواب دیتے ہیں بھائی ہم غریب لوگ تھے۔ جدھر بڑے لوگوں کا رُخ ہوا ہمیں خواہ نخواہ چلنا ہی پڑتا تھا۔ تو فرشتے بہت مزے کی بات کہتے ہیں کہ اب بھی تو ساری دُنیا چھوڑ کر جا رہے ہو اگر اس سے پہلے یا بروقت اللہ کی اطاعت کے لیے یہ شہر یا یہ ملک چھوڑ دیتے تو کون سا غضب ہو جاتا تھا۔ نیک ملک میں نیک لوگوں میں جا کر سکونت اختیار کر لیتے آج عزت و احترام اور خوشی کے ساتھ آخرت کو جاتے۔ تم نے اُس وقت دُنیا اور اس کی لذت کو نہ چھوڑا اب تمہاری سزا جہنم ہے جو بہت بُری جگہ ہے۔ یہ کلام رُوح قبض کرنے سے قبل اس وقت ہو رہی ہے جب فرشتے رُوح قبض کرنے آتے ہیں اور خالی واپس نہیں جاتے۔ یعنی عندالموت کافر کو بھی موت کا۔ فرشتوں کا عذاب وغیرہ کا کشفاً نظر آجانا ثابت ہوا اب مومن کی فضیلت یہی ہے کہ یہ دولت عام زندگی میں عملی زندگی اور موت سے پہلے کی زندگی میں نصیب ہو جائے اگر دل زندہ ہو جائے، بیدار ہو جائے۔ نورِ صحبتِ رسُول اللہ ﷺ سے مستفید ہو جائے تو یہ سب کچھ حاصل ہو سکتا ہے۔ حتیٰ کہ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ سے خود اللہ کا کلام کرنا اور عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ سے جبرائیلؑ امین کا کلام کرنا دم کرنا کتاب اللہ میں موجود ہے۔ جبکہ دونوں ہستیاں ولیہ تھیں نبیہ نہ تھیں۔ سو جو لوگ دارالکفر میں گرین کارڈ کے لیے مرے جا رہے ہیں خواہ جنازہ بھی نصیب نہ ہو کھانے میں سؤر جزو اعظم ہے۔ ادویات تک میں اور یورپ میں تو پینے میں شراب یا بیئر وغیرہ کے علاوہ پانی پینے کا تصور نہیں پایا جاتا ان کے لیے ذرا غور کرنے کا مقام ہے۔ ہاں ایسے لوگ جو وہاں رہ کر بھی دین پر نہ صرف قائم رہیں بلکہ دین کے لیے کام کر سکیں ان کا جانا تو جہاد ہوا اگر نیت دین کی خدمت کرنے کی ہو اور ایسے لوگ یورپ وغیرہ میں بحمد اللہ ملتے ہیں جو وہاں بھی دین کا کام کر رہے ہیں۔ ہاں ایسے لوگ جو واقعی مجبوری کی وجہ سے دارالکفر سے ہجرت نہ کر سکے یا بُرے لوگوں سے علیحدہ نہ ہو سکے۔ عورتیں اور بے بس بچے جو راہ تک سے واقف نہ تھے اگر ایسے لوگ بُرے معاشرے میں پھنسے تو رہیں مگر عملی زندگی ان کی اختیار نہ کریں صرف یہ رعایت ہے کہ علاقہ یا شہر چھوڑ نہیں سکتے تو اُمید کر سکتے ہیں کہ اللہ کریم اُنہیں معاف کر دے۔ مگر یہ ہر مومن کے لیے ضروری ہے کہ بُری مجالس کو چھوڑ کر نیک مجالس کو اختیار کرے۔ بُری عادات کو چھوڑ کر نیک اطوار کو اپنائے اور اچھے لوگوں

کی صحت اختیار کرے۔ پھر مزے کی بات یہ ہے کہ جو بھی اللہ کی راہ میں ترک وطن کرتا ہے وہ ہمیشہ اپنے لیے زمین کا دامن وسیع پاتا ہے۔ اور یہ ایک تاریخی حقیقت بھی ہے کہ تقریباً جسقدر اولوالعزم رسولوں کے حالات ملتے ہیں وہ موسیٰ علیہ السلام ہوں یا ابراہیم علیہ السلام تو سب نے، ہجرتیں بھی کیں اور دُنیاوی غلبہ بھی نصیب ہُوا۔ ایسے آقائے نامدار ﷺ نے ہجرت فرمائی اور غلبہ پایا سو اللہ کریم نے قانون بنا دیا کہ جو اللہ کے لیے ترکِ وطن کرے گا اپنے لیے زمین کا دامن وسیع پائے گا اور نعمتوں سے نوازا جائے گا۔ مگر دُنیا میں اللہ کا قانون ہے کہ ہر چیز اپنے اسباب کے نتیجہ میں ظہور پذیر ہوتی ہے۔ اگر کچھ وقت مشکل بھی آجائے تو تعجب کی بات نہ ہوگی۔ انجام کار وہ بہت آسُودہ حال اور خُوش بخت ثابت ہوگا۔ دنیوی خوشحالی بھی نصیب ہوگی۔ یہی قانون عقیدے یا عمل کی ہجرت پر بھی ہے یہ جو ہمیں وہم ہے کہ سچ بولیں گے تو بھُوکے مرجائیں گے۔ اگر بازار میں بیٹھنا ہے تو ضرور جھُوٹ بولنا ہوگا یہ شیطان کا ڈالا ہُوا وہم ہے اور اللہ کریم کا وعدہ یہ ہے کہ جو میری رضا اور خوشنودی کے لیے اپنا کردار درست کرے گا وہ دُنیا اور اس کی دولت، عزت و شہرت کو بھی اپنا منتظر پائے گا۔ پھر سب سے بڑا انعام یہ ہے کہ جو بھی گھر سے اللہ اور اس کے رسُولؐ کی راہ میں ہجرت کر کے نکلا دارالکفر میں تھا دارالاسلام کو روانہ ہوا۔ بُری مجلس میں تھا نیک مجلس کی طرف چلا کردار بُرا تھا چھوڑ کر نیکی اختیار کرنے کا فیصلہ کر لیا اور ساتھ ہی موت نے آلیا نہ وہ منزل پہ پہنچ سکا نہ یہ مجلس میں اور نہ یہ کردار بدلنے کی فرصت پا سکا فرمایا تو اس کا انعام اس کا ثواب، اس کا اجر اللہ کریم کے ذمہ ہے۔ حتیٰ کہ ایک حدیث شریف کا مضمون ہے کہ ایک بالشت چلا اور فوت ہو گیا۔ پہلے سارے گناہوں کی معافی کے ساتھ ہجرت کے ثواب کا مستحق قرار پایا یہی حال اخلاق و کردار کی تبدیلی کا ہے۔ کہ ایک حدیثِ پاک کا مضمون ہے۔ مجاہد کامل وہ ہے جو اپنے نفس سے لڑ سکے یعنی اپنے آپ کو اللہ اور اس کے رسُولؐ کی اطاعت پہ قائم رکھ سکے۔

رکوع نمبر ۱۵ آیات ۱۰۱ تا ۱۰۴ وَالْمُحْصَنٰتُ ع ۱۲

وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ
جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ
إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا

اور جب تم سفر کو جاؤ تو تم پر کچھ گناہ نہیں کہ نماز کو کم کر کے پڑھو بشرطیکہ تم کو خوف ہو کہ کافر لوگ تم کو ایذا دیں گے۔ بے شک کافر تمہارے کھلے دشمن

101. And when ye go forth in the land, it is no sin for you to curtail (your) worship if ye fear that those who disbelieve may attack you. In

إِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا (101)
وَإِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ
فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَ
لْيَأْخُذُوْٓا أَسْلِحَتَهُمْ فَإِذَا سَجَدُوْا
فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ وَلْتَأْتِ
طَآئِفَةٌ أُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا
مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ
وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ
أَسْلِحَتِكُمْ وَأَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ
عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً وَلَا جُنَاحَ
عَلَيْكُمْ إِنْ كَانَ بِكُمْ أَذًى مِّنْ مَّطَرٍ أَوْ
كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى أَنْ تَضَعُوْٓا أَسْلِحَتَكُمْ وَخُذُوْا
حِذْرَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ أَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا (102)
فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ
قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ فَإِذَا
اطْمَأْنَنْتُمْ فَأَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ إِنَّ الصَّلٰوةَ
كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا (103)
وَلَا تَهِنُوْا فِي ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ إِنْ تَكُوْنُوْا
تَأْلَمُوْنَ فَإِنَّهُمْ يَأْلَمُوْنَ كَمَا تَأْلَمُوْنَ
وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ وَ
ع كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا (104)

ہیں ف (101)
اور (اے پیغمبر) جب تم اُن (مجاہدین کے لشکر)
میں ہو اور اُن کو نماز پڑھانے لگو تو چاہیے
کہ اُن کی ایک جماعت تمہارے ساتھ مُسلح ہو کر
کھڑی رہے۔ جب وہ سجدہ کر چکیں تو پرے
ہو جائیں پھر دُوسری جماعت جس نے نماز نہیں پڑھی
(اُنکی جگہ) آئے اور ہوشیار اور مُسلح ہو کر تمہارے ساتھ نماز
ادا کرے۔ کافر اس گھات میں ہیں کہ تم ذرا اپنے
ہتھیاروں اور سامان سے غافل ہو جاؤ کہ تم پر
یکبارگی حملہ کر دیں۔ اگر تم بارش کے سبب
تکلیف میں ہو یا بیمار ہو تو تم پر کچھ گناہ نہیں کہ ہتھیار
اُتار رکھو مگر ہوشیار ضرور رہنا خدا نے کافروں کے لئے
ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے (102)
پھر جب تم نماز تمام کر چکو تو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے (ہر
حالت میں) خدا کو یاد کرو۔ پھر جب خوف جاتا رہے تو (اس طرح
سے) نماز پڑھو (جس طرح امن کی حالت میں پڑھتے ہو)
بیشک نماز کا مومنوں پر اوقاتِ (مقررہ) میں ادا کرنا فرض ہے (103)
اور کفار کے پیچھا کرنے میں سُستی نہ کرنا۔ اگر تم بے آرام
ہوتے ہو تو جس طرح تم بے آرام ہوتے ہو اسی طرح
وہ بھی بے آرام ہوتے ہیں اور تم خدا سے ایسی ایسی اُمیدیں رکھتے ہو جو
وہ نہیں رکھ سکتے اور خدا سب کچھ جانتا اور بڑی حکمت والا ہے (104)

truth the disbelievers are an open enemy to you.

102. And when thou (O Muhammad) art among them and arrangest (their) worship for them, let only a party of them stand with thee (to worship) and let them take their arms. Then when they have performed their prostrations let them fall to the rear and let another party come that hath not worshipped and let them worship with thee, and let them take their precaution and their arms. Those who disbelieve long for you to neglect your arms and your baggage that they may attack you once for all. It is no sin for you to lay aside your arms, if rain impedeth you or ye are sick. But take your precaution. Lo! Allah prepareth for the disbelievers shameful punishment.

103. When ye have performed the act of worship, remember Allah, standing, sitting and reclining. And when ye are in safety, observe proper worship. Worship at fixed hours hath been ejoined on the believers.

104. Relent not in pursuit of the enemy. If ye are suffering, lo! they suffer even as ye suffer and ye hope from Allah that for which they cannot hope. Allah is ever Knower, Wise.

اسرار و معارف

وَإِذَا ضَرَبْتُمْ...... علیما حکیما ٥ ۱۰۱/۱۰۴

اللہ کریم نے جہاں دین میں استقامت اور ہمت و جرأت کا حکم فرمایا ہے وہاں رخصتیں بھی دی ہیں۔ رعایتیں بھی برتی ہیں جیسے حدیث معراج میں مشہور واقعہ ہے کہ پچاس نمازوں کا حکم ہوا ایک رات دن

میں پڑھی جائیں تو آپ ﷺ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کمی کی درخواست کرنے کا مشورہ دیا الغرض بار بار جانا آنا ہوا حکم ہوا چالیس کر دیتے ہیں پھر تیس، بیس، دس، حتیٰ کہ پانچ تو روایات میں ملتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ پانچ بھی زیادہ ہیں میری اُمت دو کا حق بھی ادا نہ کر سکی تھی تو آپؐ نے فرمایا اب مزید درخواست کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ کہ پچاس سے پانچ تو کروالیں۔ اللہ کریم کو یہ ادا بہت پسند آئی اور فرمایا تیرے اس شرم کے صدقے اب پانچ ادا کریں گے۔ مگر اجر پچاس کا دوں گا۔ ثواب اتنا ہی عطا کروں گا جتنا پچاس پہ کرنا تھا۔ لہٰذا جس طرح عزیمت پر عمل کرنے سے ثواب ہوتا ہے۔ رخصت پہ عمل میں بھی اسی طرح ثواب حاصل ہوتا ہے۔ یہاں ایسے ہی رعایت عطا کی گئی جس کی وجہ تو ہجرت کے سفر اور جہاد کے سفر بنے مگر ہر قسم کے سفر میں اس کا فائدہ عام ہو گیا کہ حالتِ سفر میں نماز کی رکعات کو کم کر لیا کرو یعنی چار کی جگہ دو رکعت ادا ہوں گی اگر موقع نصیب ہو سنّت، نوافل ادا کرے تو پورے کرے گا مگر فرض چار کی جگہ دو۔ صبح کے پہلے ہی دو ہیں اور مغرب کے تین ہی پڑھے جائیں گے۔ علماء کے مطابق سفر تین منزل ہونا چاہیئے جبکہ ایک منزل تقریباً سولہ ۱۶ میل شمار ہوتے ہیں اور شہر سے نکلتے ہی نمازِ قصر شروع ہو جائے گی۔ اسی طرح اگر کسی جگہ پندرہ روز یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کا پروگرام بن گیا تو مقیم یعنی وہاں کا رہنے والا شمار ہو گا اور نماز پوری پڑھے گا۔ ورنہ دو رکعت ہی ادا کرے گا۔ حتیٰ کہ اگر دورانِ سفر قضا ہو گئی تو بھی قصر ہی کی قضا پڑھی جائے گی۔ غرض فقہی تفصیل دوسری جگہوں پہ دیکھی جا سکتی ہے۔ یہاں یہ عرض کرنا مقصود تھا کہ حالتِ سفر میں رعایت فرما دی لیکن حاضری سے چھٹی نہیں دی کہ آدمی سے نماز معاف ہو جائے ہرگز نہیں اور دوسری صورتِ سفر ہجرت میں بھی پیش آ سکتی ہے اور جہاد کے سفر میں بھی وہ ہے کافروں سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ کہ مسلمان تو سارے سربسجود ہوں کفار ٹوٹ پڑیں اور گاجر مولی کی طرح کاٹ کر پھینک دیں کیونکہ کافروں کی دشمنی میں تو کوئی شبہ نہیں نہ ان سے کسی رعایت کی اُمید رکھی جا سکتی ہے۔ اب دیکھئے یہاں کس قدر خطرناک حد تک حالات نازک ہیں مگر ارشاد ہوتا ہے اے میرے حبیب ﷺ اگر آپ ساتھ ہوں مراد یہ کہ آپؐ نہ ہوں تو جو امیر و امام ہو نماز شروع کرے مگر ایک جماعت نگہبانی کے لیے اسلحہ سے لیس کھڑی رہے اور ایک جماعت آپ کے ساتھ ایک رکعت ادا کرے یہ لوگ بھی اپنا اسلحہ اپنے پاس رکھیں اور جب ایک رکعت ادا ہو چکے تو یہ لوگ پہرے پہ چلے جائیں۔

اور دوسرے ایک رکعت امام کے ساتھ ادا کر لیں پھر امام تو فارغ ہو جائے گا۔ یہ اپنی دو پوری کریں گے۔ پھر پہلے والے آ کر ایک رکعت مزید ادا کریں گے۔ تو اس طرح کفار کی طرف پوری پوری نگاہ بھی رہے گی اور اللہ کی عبادت بھی ہو گی۔ یعنی اسلام نہ عبادت چھوٹنے کی رخصت دیتا ہے نہ عملی زندگی سے فرار کا کوئی راستہ بلکہ اللہ کی یاد کے ساتھ بھرپور عملی زندگی جو اطاعتِ رسولؐ کا نمونہ ہو وہی اسلام ہے۔ چونکہ کافر کی خواہش ہے اور رہے گی کہ وہ اسلام کا نام تک مٹا دیں اس لیے مسلمان کو ہمیشہ مسلح بھی رہنا چاہیئے اور اسلحہ کے استعمال سے آگاہی بھی حاصل کرنا ضروری ہے۔ یہ سب اس لیے ہے کہ اسلام کی حفاظت کی جائے تو اب ضروری ہے کہ اس کی عملی زندگی میں اسلام موجود ہو اگر اسلام ہی نہ ہو گا تو پھر وہ یہ سب کچھ کرے گا کس لیے سو عین حالتِ جنگ میں گولہ باری بھی جاری رکھو۔ باری باری نماز بھی دوگانہ ادا کر لو کہ سفر کی طرح حالتِ خوف میں بھی قصر ہی پڑھی جائے گی۔ ورنہ کافر تو چاہتے ہیں کہ تم سب عبادت میں لگ جاؤ تو تم پر یکبارگی ٹوٹ پڑیں بلکہ ان آیات کے شانِ نزول میں اس طرح کا واقعہ ملتا ہے کہ کافر حالات کا مشاہدہ کرتے رہے اور آخر یہ فیصلہ کیا کہ جب یہ لوگ نماز کے لیے کھڑے ہوں گے ان پر ٹوٹ پڑیں گے۔ مگر اللہ کریم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع فرما دیا اور آئندہ یہ احتیاطی طریقہ تعلیم فرما دیا کہ ایک ایک رکعت با جماعت اور ایک ایک اپنی پڑھ لیں۔ چار کی دو پڑھ لیں مگر چھوڑ نہ دیں، اب ذرا ہمیں میری مراد اس دور کے مسلمان سے ہے غور کرنا چاہیئے کہ کیا ہمارے کردار میں نماز کی یہی اہمیت ہے ہاں اور رعایت بھی ہے کہ بارش وغیرہ یعنی موسمی خرابی ہتھیار لگانے سے مانع ہے یا کسی بیماری اور مرض کی وجہ سے ہتھیار نہیں لگا سکتے تو کھول کر رکھ لو۔ چونکہ اس دور کے ہتھیار تو بدن پر سجائے جاتے تھے۔ اس لیے اجازت ہے پورے ہتھیار نہ لگاؤ مگر اس قدر ضرور لے لو جس سے کم از کم دفاع تو کر سکو۔ بچاؤ تو کر سکو۔ یہ بات طے ہے کہ ذلت کافر کا مقدر ہے۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ مگر دنیا عالم اسباب ہے تمہیں سبب اختیار کر کے اللہ پر بھروسہ کرنا ہو گا۔ یہی توکل ہے۔ اور آخرت انعامِ باری ہے۔ دنیا میں اطاعت کرنے کا۔ سو یہ دو کام تم کرو۔ کافروں کا انتظام ہم کریں گے۔ نہ صرف دنیا میں ذلیل ہوں گے بلکہ آخرت میں اس سے بڑھ کر ذلیل ہوں گے۔ اب جو یہ دو کام تمہارے ذمے لگ گئے بھلا یہ کیسے ہوں گے مشکل لگتے ہیں۔ اوقاتِ عبادت میں عبادت، کام کے وقت کام وہاں رسومات

سے اجتناب، یہاں حرام سے پرہیز سوچ اور آرزو تک پر پابندی پھر اس کے ساتھ کفر سے ہمہ وقت مقابلہ جان کا خوف الگ یہ آسان کام نہیں۔ فرمایا اس کا بھی ایک نسخہ ہے کہ نماز تو ادا کی ختم ہوگئی مگر اللہ کا ذکر تو ختم نہیں ہوتا۔ اللہ کا ذکر کرو اس شدت سے اس کثرت سے کہ کھڑے بیٹھے لیٹے کوئی حال اللہ کی یاد اس کے نام، اس کے ذکر سے خالی نہ ہو اس کو اس کے نام کو اس کی تجلیات کو دل میں بسا لو، سمو لو، اپنے اندر جذب کر لو۔ پھر دیکھو کس قدر سکون ملتا ہے۔ کتنا اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ ذرا پھر نماز پڑھ کے دیکھو کچھ حالت بدل گئی یا نہیں۔ یہاں جو لوگ نماز کو ذکر کا بدل قرار دیتے ہیں انہیں سوچنا چاہیئے کہ بیک وقت نہ صرف نماز بلکہ صلوٰۃ الخوف کا بیان ہو رہا ہے جو حالتِ جہاد میں ادا کی جاتی ہے۔ پھر بھی حکم ہے نماز ختم ہوگئی ذکرِ الٰہی ختم نہیں ہوتا لڑ رہے ہو حملہ کر رہے ہو گر رہے ہو یا لیٹ گئے ہو آرام کرنا بھی مراد ہو سکتا ہے۔ اور یہ بھی کہ زخمی ہو کر گر گئے ہو رُوح پرواز کے لیے پر تول رہی ہے مگر ذکرِ الٰہی جاری رہے پتہ نہیں جو حضرات لوگوں کو ذکرِ الٰہی سے روکتے ہیں وہ ان آیات سے کیسے گذر جاتے ہیں۔ پھر جب سکون ہو پوری اور باقاعدہ نماز ادا کرو اور یہ بھی درست ہے کہ ذکرِ مسلسل سے بھی نماز کی کیفیات میں فرق آئے گا۔ جب اطمینان نصیب ہو گا تو سجدوں میں اور سی لذت ہو گی اور نماز تو اس کے مقررہ اوقات میں ادا کرنا فرض ہے۔ یعنی اپنی شرائط اور اوقات کے ساتھ نماز کی ادائیگی تو اسلام کے بُنیادی ارکان میں سے ہے۔ اور کفار کے تعاقب میں کبھی سُستی مت دکھاؤ۔ اگر تمہیں تکالیف ہیں، تھکاوٹ ہے یا زخمی ہو یا راشن اور کھانے پینے کی اشیاء کی کمی کا سامنا ہے تو یہی مشکلات ان کے لیے بھی تو موجود ہیں کہ آخر وہ بھی تو حالتِ جنگ میں ہیں۔ اور تمہیں اللہ کریم سے کتنی نوازشوں کی اُمید ہے۔ کس قدر اُمیدوارِ کرم ہو حتٰی کہ دیدارِ باری کی تمنا لیے بیٹھے ہو انہیں تو ایسی کوئی امید بھی نہیں جو میدانِ جنگ میں ان کی ڈھارس ہی بندھا سکتی۔ اللہ کریم سب کچھ جانتے بھی ہیں اور بہت بڑے حکمت والے بھی ہیں۔ سو ہر ایک کو اس کے عمل اور اس کی نیت، اس کے خلوص کا بدلہ دیں گے نیز اتنا ہی کام بھی کرنے کا حکم دیا جاتا ہے جتنی اللہ کی طرف سے قوتِ کار عطا ہوتی ہے۔

رکوع نمبر ۱۶ آیات ۱۰۵ تا ۱۱۲ وَالْمُحْصَنٰتُ ۵ ۱۳

اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ ۭ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآىِٕنِيْنَ خَصِيْمًا ۝۱۰۵	(اے پیغمبر) ہم نے تم پر سچی کتاب نازل کی ہے تاکہ خدا کی ہدایات کے مطابق لوگوں کے مقدمات فیصل کرو اور (دیکھو) دغا بازوں کی حمایت میں کبھی بحث نہ کرنا ۝۱۰۵	105. Lo! We reveal unto thee the Scripture with the truth, that thou mayst judge between mankind by that which Allah showeth thee. And be not thou a pleader for the treacherous;
وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۱۰۶	اور خدا سے بخشش مانگنا۔ بے شک خدا بخشنے والا مہربان ہے ۝۱۰۶	106. And seek forgiveness of Allah. Lo! Allah is ever Forgiving, Merciful.
وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَھُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا ۝۱۰۷	اور جو لوگ اپنے ہم جنسوں کی خیانت کرتے ہیں اُنکی طرف سے بحث نہ کرنا کیونکہ خدا خائن اور مرتکب جرائم کو دوست نہیں رکھتا ۝۱۰۷	107. And plead not on behalf of (people) who deceive themselves. Lo! Allah loveth not one who is treacherous and sinful.
يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَھُوَ مَعَھُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ۝۱۰۸	یہ لوگوں سے تو چھپتے ہیں اور خدا سے نہیں چھپتے حالانکہ جب وہ راتوں کو ایسی باتوں کے مشورے کیا کرتے ہیں جن کو وہ پسند نہیں کرتا تو اُن کے ساتھ ہوا کرتا ہے اور خدا اُنکے (تمام) کاموں پر احاطہ کئے ہوئے ہے ۝۱۰۸	108. They seek to hide from men and seek not to hide from Allah. He is with them when by night they hold discourse displeasing unto Him. Allah ever surroundeth what they do.
ھٰٓاَنْتُمْ ھٰٓؤُلَاۗءِ جٰدَلْتُمْ عَنْھُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۣ فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْھُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْھِمْ وَكِيْلًا ۝۱۰۹	بھلا تم لوگ دُنیا کی زندگی میں تو اُن کی طرف سے بحث کر لیتے ہو قیامت کو اُن کی طرف سے خدا کے ساتھ کون جھگڑے گا اور کون اُن کا وکیل بنے گا ۝۱۰۹	109. Lo! ye are they who pleaded for them in the life of the world. But who will plead with Allah for them on the Day of Resurrection, or who will then be their defender?
وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْۗءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۱۱۰	اور جو شخص کوئی بُرا کام کر بیٹھے یا اپنے حق میں ظلم کر لے پھر خدا سے بخشش مانگے تو خدا کو بخشنے والا اور مہربان پائے گا ۝۱۱۰	110. Yet whoso doeth evil or wrongeth his own soul, then seeketh pardon of Allah, will find Allah Forgiving, Merciful.
وَمَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰي نَفْسِهٖ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝۱۱۱	اور جو کوئی گناہ کرتا ہے تو اُس کا وبال اُسی پر ہے اور خدا جاننے والا (اور) حکمت والا ہے ۝۱۱۱	111. Whoso committeth sin committeth it only against himself. Allah is ever Knower, Wise.
وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْۗــــــَٔةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْۗــــــًٔا فَقَدِ احْتَمَلَ بُھْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝۱۱۲ ع	اور جو شخص کوئی قصور یا گناہ تو خود کرے لیکن اُس سے کسی بے گناہ کو متہم کر دے تو اُس نے بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اپنے سر پر رکھا ۝۱۱۲	112. And whoso committeth a delinquency or crime, then throweth (the blame) thereof upon the innocent, hath burdened himself with falsehood and a flagrant crime.

اسرار و معارف

اِنَّآ اَنۡزَلۡنَآ ۔۔۔۔۔۔ اِثۡمًا مُّبِيۡنًا ۝ ۱۰۵/۱۱۲

ہم نے آپ پر سچی کتاب نازل فرمائی ہے کہ آپ لوگوں کے درمیان انصاف کریں اور اس کے مطابق

کریں جو اللہ نے آپ کو بتا دیا ہے یا دکھا دیا ہے۔ سب سے پہلی بات جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ نزولِ قرآن ہے ہی نافذ کرنے کے لیے اور جہاں تک جس کا اختیار ہے وہاں تک اُسے قرآن (اسلام) نافذ کرنا چاہیئے۔ جیسے کسی کو اپنے وجود پر ہی اختیار ہے تو اپنے وجُود پر تو نافذ کرے۔ اِسی طرح پیر صاحبان کو مریدین پر مولوی صاحبان کو اپنے ماننے والوں پر، کسی کو گھر پر تو کسی کو محلّہ پر اور کسی کو ملک پر اختیار حاصل ہوتا ہے۔ اپنے اپنے اختیار کے مُطابق ہم سب اس بات کے مکلف ہیں کہ اللہ کا قانون نافذ کریں بلکہ قرآن کے نزول کی ایک بہت بڑی وجہ یہی نفاذ ہے۔ اور لوگوں کے درمیان انصاف اِس رائے اور معنی کے مطابق جو اللہ نے نبیِّ رحمت ﷺ کو بتلا دیئے تھے۔ بِمَا اَرَاكَ اللّٰہ یہ صرف نبی کا منصب ہے۔ اس لیے بعد والوں کو انہیں کے دامانِ ارشادات سے خوشہ چینی کرنا ہو گی اور آپ کبھی بھی خیانت کرنے والوں کی طرفداری مت کریں بلکہ اللہ کریم سے توبہ کریں اور معافی چاہیں۔ ہُوا یہ کہ ایک قبیلہ میں جسے بنو اُبیرق کہتے تھے ایک آدمی سخت منافق تھا مگر بظاہر تو مُسلمان ہی بنا ہُوا تھا۔ کبھی کبھی مسلمانوں کے خلاف شعر کہہ کر فرضی ناموں سے یا کسی دوسرے کے نام سے شائع کر دیتا تھا۔ ایک بار ایک صحابی کے گھر سے نقب لگا کر کچھ ہتھیار اور آٹا چوری کر لیا کہ گندم کا آٹا بھی وہاں تو شام سے آتا تھا۔ اور لوگ مہمان نوازی کے لیے رکھ چھوڑتے تھے۔ جب کچھ شور ہُوا تو ایک صحابی کا نام لگانے کی کوشش کی وہ بڑے خفا ہوئے اور تلوار لے کر آ گئے کہ جب تک چور سامنے نہ آئے گا چین سے نہیں بیٹھوں گا۔ اُس نے بات بگڑتی دیکھی تو ایک یہودی کا نام لگا دیا اور پہلے وہ چوری کا اسلحہ وغیرہ اسے دے دیا۔ پھر اس کے گھر سے برآمد کروا دیا کچھ اور آثار ایسے بنائے کہ ابتداً آپ ﷺ کو بھی اس پر شُبہ ہُوا مگر اللہ نے حقیقتِ حال واضح فرما دی۔ آپؐ نے یہودی کو چھوڑ دیا۔ بنو اُبیرق نے مال پیش کر دیا جو آپ ﷺ نے مالک کو لوٹا دیا۔ انہوں نے وہ اسلحہ راہِ خدا میں دے دیا اور وہ آدمی مکہ مکرمہ بھاگ گیا مگر وہاں بھی ذلّت کی موت مرا اور اللہ کی گرفت سے نہ تو دُنیا میں بھاگ سکا نہ آخرت میں وہاں بھی کسی کو نقب لگائی تو وہ دیوار اُوپر گر گئی اور دب کر ہلاک ہُوا۔ تو اب ارشادِ باری ملاحظہ فرمایئے کہ قرآن تو نازل ہی اس لیے ہُوا ہے کہ نافذ کیا جائے اور یہ حق ہے سچی کتاب ہے پھر آپ ﷺ کا منصبِ عالی یہ ہے کہ قرآن کے معانی آپ پر اللہ نے بیان فرما دیئے۔ آپ کو حق حاصل ہے کہ جس معاملہ میں ابھی حکم نازل نہ ہُوا ہو آپ اپنی رائے یا اجتہاد سے فیصلہ صادر فرما دیں بلکہ حفاظتِ

الہیہ اِس قدر حاصل ہے کہ غلط نہیں ہو سکتا کہ فوراً آپ کو متعلقہ اُمور سے مطلع فرما دیا جاتا تھا۔ حدیثِ رسول بھی وحی الٰہی ہے اگرچہ غیر متلو ہے یعنی جس کے الفاظ نبی کے ہیں معانی اللہ ہی کی طرف سے اور قرآن وحی متلو ہے کہ الفاظ و معانی دونوں اللہ کی طرف سے ہیں۔ سو آپ ﷺ کو بھی حکم ہے کہ اللہ سے بخشش طلب فرمایا کیجیے۔ کہ آپ اس کے بندے تھے رسُول تھے۔ اور بددیانت لوگوں کے ساتھ نرمی کا یا طرفداری کا برتاؤ کبھی نہ کریں۔ اللہ خیانت کرنے والے بدکاروں کو کبھی پسند نہیں فرماتا۔ اگرچہ یہ سب لوگ اس طرح منافق نہ تھے مگر قبیلے کا آدمی تھا۔ اس کی طرفداری میں کوشش تو ضرور کرتے رہے جس پر اللہ نے سب کو ہی خوانا اثیماً فرمایا دغاباز اور بدکار کہ جس کی حمایت کی جائے آدمی اس کا شریکِ جُرم قرار پاتا ہے۔ فرمایا یہ برادری کا بھرم رکھنے کو لوگوں سے تو شرماتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ یہ چور ثابت نہ ہو ورنہ خاندان کی نکٹی ہو گی۔ مگر اللہ سے کیوں نہیں شرماتے کیا اللہ اس بات کا زیادہ حقدار نہیں کہ اس سے شرم کی جائے جو تب بھی ان کے پاس موجود ہوتا ہے جب راتوں کو بیٹھ کر یہ لوگ یہ ناپسندیدہ مشورے کرتے ہیں اور ان کا کوئی عمل اللہ کی گرفت یا اس کی رسائی سے باہر تو نہیں ہے۔ چلو آج دُنیا میں اگر کسی نے غلط حمایت کر بھی لی یہ تو رسُول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی تھی ہر حاکم پر تو نزولِ وحی نہ ہو گا۔ اور ممکن ہے کچھ لوگ چرب زبانی سے کام لے کر حاکم کو دھوکا دے سکیں۔ مگر کل قیامت کو اللہ کے حضُور کیا بنے گا وہاں کون کسی کی ناجائز طرفداری کر سکے گا یا غلط وکالت کر سکے گا۔ یعنی وکالت ایک جائز پیشہ ہے مگر اس حد تک کہ کوئی شخص اپنا قانونی حق بھی بیان کرنے کی اہلیت نہیں رکھتا تو اُجرت پر کسی کو وکیل بنا لیتا ہے جو عدالت میں یا حاکم کے سامنے اِس کی طرف سے بات کرتا ہے مگر یہ بھی تب جائز ہے جب وکیل اس کے قانونی حق کے لیے لڑے اگر جُھوٹ بول کر یا جُھوٹ پڑھا سکھا کر عدالت کو دھوکا دیا جائے تو یہ نہ صرف حرام ہو گا بلکہ کل ایک بہت بڑی عدالت میں جوابدہی کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ کہ وہاں تو جُھوٹ کی وکالت بھی نہ چل سکے گی۔ اب جو لوگ یہاں جُرم میں ملوث ہو چکے ہیں یا رشتہ داری کی وجہ سے اس کی حمایت کے لیے کوشاں رہے تو گناہگار تو ہو گئے۔ ان کے لیے کیا کوئی صورت کوئی راستہ ہے فرمایا ہاں کسی نے کتنا بڑا گناہ کیا ہو یا اپنے آپ پر بہت بڑا ظلم ڈھایا ہو پھر بھی اللہ سے توبہ کرے تو اللہ کو توبہ قبول کرنے والا اور بخشنے والا پائے گا۔ توبہ کیا ہے گناہ پر ندامت، گناہ کو اسی وقت چھوڑ دینے کا فیصلہ اور آئندہ کبھی اس میں ملوث نہ ہونے کا پختہ عزم۔ اب توبہ کی قبولیت یہ ہے کہ اللہ کریم نہ

صرف گزشتہ گناہ معاف فرما دیتے ہیں آئندہ بچنے کی توفیق بھی ارزاں کر دیتے ہیں۔ اور اگر کوئی بُرائی کا راستہ نہیں چھوڑ سکتا تو نہ چھوڑے اس لیے کہ وہ جو کچھ کر رہا ہے اپنی ہی جان پر غضب ڈھا رہا ہے اور اللہ کریم سب کچھ جانتے ہیں۔ یہ بھی اللہ کی حکمت ہے۔ کہ کون سی بات کب ظاہر ہو گی یا کس کا نتیجہ کیا ہو گا۔ بہر حال جو کوئی بھی بُرائی کر کے کسی دُوسرے بیگناہ کے سر منڈھنا چاہے تو ایک بہت بڑا بہتان بھی ہے اور سخت ترین گناہ بھی ایسے لوگوں کی نہ حمایت کی جائے نہ وکالت جائز ہے۔

رکوع نمبر ۱۷ آیات ۱۱۳ تا ۱۱۵ وَالْمُحْصَنٰتُ ۵ ۱۴

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ؕ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴿۱۱۳﴾ النصف	اور اگر تم پر خدا کا فضل اور مہربانی نہ ہوتی تو اُن میں سے ایک جماعت تم کو بہکانے کا قصد کر ہی چکی تھی۔ اور یہ اپنے سوا کسی کو بہکا نہیں سکتے اور نہ تمہارا کچھ بگاڑ سکتے ہیں۔ اور خدا نے تم پر کتاب اور دانائی نازل فرمائی ہے اور تمہیں وہ باتیں سکھائی ہیں جو تم جانتے نہیں تھے اور تم پر خدا کا بڑا فضل ہے ﴿۱۱۳﴾	113. But for the grace of Allah upon thee (Muhammad), and His mercy, a party of them had resolved to mislead thee, but they will mislead only themselves and they will hurt thee not at all. Allah revealeth unto thee the Scripture and wisdom, and teacheth thee that which thou knewest not. The grace of Allah toward thee hath been infinite.
لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۭ بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۱۴﴾	ان لوگوں کی بہت سی مشورتیں اچھی نہیں ہاں (اس شخص کی مشورت اچھی ہو سکتی ہے) جو خیرات یا نیک بات یا لوگوں میں صلح کرنے کو کہے۔ اور جو ایسے کام خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کرے گا تو ہم اُس کو بڑا ثواب دیں گے ﴿۱۱۴﴾	114. There is no good in much of their secret conferences save (in) him who enjoineth almsgiving and kindness and peace-making among the people. Whoso doeth that seeking the good pleasure of Allah, We shall bestow on him a vast reward.
وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿۱۱۵﴾ ع ۱۴	اور جو شخص سیدھا رستہ معلوم ہونے کے بعد پیغمبر کی مخالفت کرے اور مومنوں کے رستے کے سوا اور رستے پر چلے تو جدھر وہ چلتا ہے ہم اُسے اُدھر ہی چلنے دیں گے اور (قیامت کے دن) جہنم میں داخل کریں گے۔ اور وہ بری جگہ ہے ﴿۱۱۵﴾	115. And whoso opposeth the messenger after the guidance (of Allah) hath been manifested unto him, and followeth other than the believer's way, We appoint for him that which he himself hath turned, and expose him unto hell—a hapless journey's end!

اسرار و معارف

وَلَوْ لَا ... وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝ ۱۱۵/۱۱۳

اور اے میرے حبیب (ﷺ) اگر آپ پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی جو ہر حال میں اور ہر آن آپ کو نصیب ہے تو ان منافقین میں تو ایک ٹولہ یہ سوچ بھی رکھتا ہے کہ معاذ اللہ آپ کو گمراہ کر دے اور اللہ کا دین چھڑوا کر رسومات اور بدعات میں مبتلا کر دے۔ لیکن آپ تو مجسمۂ رحمت ہیں آپ تو نہ صرف اللہ کا فضل و احسان پانے والے ہیں بلکہ بانٹنے والے ہیں اس لیے آپ سے ٹکرا کر اپنی پیشانی کو توڑ لیتے ہیں۔ خود گمراہ ہو رہے ہیں۔ یہاں سے جان لیا جائے کہ شیخ اگر کامل نہ ہُوا تو بدعات کا شکار ہو جائیگا۔ اور خوشامدی اپنی لذت کے حصول کے لیے اسے گمراہ کریں گے جس کے نتیجہ میں ایک کثیر مخلوقِ خدا کے گمراہ ہونے کا خطرہ پیدا ہو جائے گا۔ بلکہ ایسا ہو رہا ہے اور ہم اپنے گردوپیش دیکھ رہے ہیں۔ آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے کہ اللہ نے آپ پر کتاب نازل فرمائی۔ دوسرے آپ کو حکمت یعنی کتاب کے معانی و تفسیر بتائی اور تیسری بات یہ ہے کہ ایسے علوم بخش دیئے جن سے آپ آگاہ نہ تھے۔ کتاب اللہ بہت بڑا راستہ ہے۔ حدیث اس کے نشیب و فراز کی نشاندہی کرتی ہے۔ سلوک کا علم اس کی روشنی ہے۔

جیسے آپ ﷺ کو اللہ کی کتاب عطا ہُوئی حکمت یعنی اس کی تعبیر و تفسیر عطا ہوئی اور قوتِ مشاہدہ عطا ہُوئی جس نے وہ ساری حقیقتیں نظر کے سامنے کھول کے رکھ دیں۔ جو کتاب اللہ نے ارشاد فرمائی تھیں۔ یعنی پہلی بات تو عصمتِ نبوی تھی کہ آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکتے تھے۔ جسے اللہ نے اپنی رحمت اور فضل سے تعبیر فرمایا دوسری بات تعلیم کتاب و حکمتِ قرآنِ حکیم اور حدیث شریف اور تیسری بات علمك مالم تكن تعلم یعنی وہ علوم عطا فرمائے جو بغیر اللہ کی عطا کے آدمی کسی بھی ظاہری طریقے سے حاصل نہیں کر سکتا۔ اور وہ ہیں مشاہدات ان حقائق کا نظر آ جانا جن کو کتاب اللہ نے بیان فرمایا ہے اور یہ وہ نعمت ہے جو بغیر اللہ کی عطا کے کسی بھی دنیاوی طریقے سے حاصل نہیں کی جا سکتی جس طرح آپ کے مشاہدات واقعہ معراج شریف میں مذکور ہیں اسی طرح زندگی کے ہر حال میں موجود ہیں۔ اسی طرح صحابہ کرام سے بے شمار واقعات جو بالائے آسمان یا آخرت سے تعلق رکھنے والے ہیں ملتے ہیں ہاں اگر کافر بھی مجاہدہ کرے تو کشف سے بھی دُنیا ہی کو دیکھ سکے گا جو دوسرے اسباب سے بھی دیکھی جا سکتی ہے۔ جیسے آجکل ٹیلی وژن یا ٹیلی فون نہ برزخ میں جھانک سکتا ہے اور نہ بالائے آسمان یہ صرف آپ ﷺ کی شان ہے کہ ایسے علوم عطا ہوئے جو بجز عطائے باری ممکن نہ تھے۔ اور یہی نعمت نسلاً بعد نسلٍ برکاتِ

نبوت کی امین ہے کہ قرآنِ کریم اور حدیث نبوی پر عمل کے ساتھ مجاہدہ نصیب ہو۔ کسی شیخ کامل کی صحبت نصیب ہو تو یہ علوم نصیب ہوں گے جو خود انسان کے حق پر ہونے کی دلیل ہیں ورنہ محض رسمی گدی نشینی سوائے گمراہی کے خطرے کے اور کچھ نہیں دے سکے گی۔ اور اے میرے حبیب (ﷺ) یہ آپ پر اللہ کا بہت بڑا احسان ہے کہ آپ کو نہ صرف اس دُنیا کی باتیں تعلیم فرمائیں اعمال پر مرتب ہونے والے نتائج سے آگاہ فرمایا بلکہ مشاہدہ بھی عطا فرما دیا اور چونکہ آپ ﷺ ہی کی نبوت باقی ہے۔ وہی کتاب ہے۔ حدیث پاک وہی ہے تو برکات و مشاہدات بھی یقیناً وہی ہوں گے اور اس قاعدے کو اگر اُلٹ کر دیکھا جائے تو علم مشاہدہ گیا تو علوم کتاب بھی گئے صرف باتیں رہ جائیں گی اور پھر عمل بھی ہاتھ سے چلا جائے گا۔ اس لیے یہ نعمت اور اس کا حصول نہ صرف دین کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے بلکہ دین کو قائم رکھنے کے لیے اس کی ضرورت ہے۔ یا اپنے کو دین پر قائم رکھنے کے لیے اس کی ضرورت ہے۔ رہے یہ لوگ تو ان کے اکثر مشورے ہی خیر سے خالی ہوتے ہیں۔ ورنہ مشورہ ہمیشہ بہتری اور خیر کے لیے کیا جاتا ہے۔ کسی نقصان سے یا کسی دشمن کے شر سے بچنے کے لیے یا پھر کوئی نفع حاصل کرنے کی خاطر پہلے کو دفع مضرت اور دوسرے کو جلبِ منفعت کہتے ہیں یہ دونوں حالتیں خیر ہیں مگر ان کے مشورے دوسروں کو نقصان پہنچانے کے لیے ہوتے ہیں۔ مسلمانوں کے لیے بُرا سوچنے کے لیے ہوتے ہیں۔ آپ ﷺ کو ایذا دینے کے لیے ہوتے ہیں۔ ان کی اکثر و بیشتر مشاورت تنگ سوچ تک خیر سے خالی ہے مشاورت کی خیر یہ ہے کہ لوگوں کو ایثار کا سبق دیا جائے۔ امر بصدقۃ سے صرف فرض یعنی زکوٰۃ یا نفل صدقہ مراد نہ ہوگا بلکہ ایثار کا درس دیا جائے۔ یعنی دوسروں کے حقوق ادا کرے اور اپنے بعض حقوق جو دوست یا رشتہ دار ادا نہیں کر پاتے معاف کر دیا کرے ورنہ تو کبھی اصلاحِ معاشرہ ممکن ہی نہیں۔ ہمارے ہاں اب کام ہی اُلٹ ہے ہر آدمی اپنا حق طلب کرنے میں بڑا تیز ہے۔ لیکن فرض ادا کرنے کی فکر کوئی نہیں کرتا۔ حالانکہ وہی اُمور جو بعض لوگوں کے لیے فرض یا ذمہ داری کا درجہ رکھتے ہیں وہ دوسرے کا حق بن جاتے ہیں اس لیے زیادہ زور ادائے فرائض پہ دیا جانا ضروری ہے۔ جب یہ کام پوری ذمہ داری سے ہوگا تو بیشتر لوگوں کو ان کا حق مل جائے گا لیکن اس سب کے باوجود بھی اگر کسی ایک کو کمی محسوس ہو تو برداشت بھی چاہیے۔ ایثار بھی کوئی شے ہے لوگوں کو اس پر کیسے آمادہ کیا جائے۔ ایسے مشورے اپنے اندر خیر رکھتے ہیں یا لوگوں کو بدعات و رسومات سے نکال کر سُنت

پر گامزن کر دے ایسا جذبہ پیدا ہو جو غیر حق کو رد کر دے قبول ہی نہ کرے۔ یا پھر لوگوں میں صلح قائم رکھنے کے لیے مشاورت کی جائے کہ جہاں لوگ مل کر رہتے ہیں وہاں ضرور اختلافات بھی پیدا ہوتے ہیں سو ان کی اصلاح کا بھی ایک مناسب اور موزوں نظام ہونا ضروری ہے۔ لیکن یہ جس قدر بھلائی ہے یا جتنی نیکی ہے اس کی بُنیاد رضائے الٰہی کی طلب ہو اور کرنے والا اس غرض سے کر رہا ہو کہ اس وجہ سے میرا رب مجھ سے راضی ہو گا ورنہ صورت نیکی کی ضرور ہو گی۔ اس میں اثر نیکی والا نہ ہو گا۔ یعنی اس پر وہ اجر نصیب نہیں ہو گا جو نیکی پہ ہوتا ہے۔ اور منافق کا مرض یہی ہے کہ وہ ہر کام دکھاوے کا کرتا ہے۔ اللہ کی رضا کے لیے کام کرنے کو تو بڑا مضبوط ایمان چاہیئے۔ ہاں جو واقعی اللہ کی رضا کے لیے یہ کام کریں گے ہم ان کو بہت بڑا اجر عطا فرمائیں گے۔ اور ان پر انعامات کی بارش ہو گی۔ رہے وہ لوگ جو رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں۔ حالانکہ حقیقتِ حال ان پر واضح ہو چکی ہے۔ ہدایت گمراہی پر غالب نظر آ رہی ہے۔ اور حق اور باطل کا فرق سامنے آ چکا۔ آپ ﷺ کی صداقت ثابت ہو چکی مگر اس کے باوجود وہ اپنی الگ رائے رکھتے ہیں اور ایمان والوں سے جُدا اپنی راہ بناتے ہیں یعنی سب سے پہلا اجماع آپ ﷺ کی نبوّت پر ہے کہ مومنین کے اجماع کو بھی یہاں بطورِ دلیل لایا گیا ہے۔ کہ دیکھو کیسے کیسے نیک اور قابلِ رشک لوگ حق ہونے کی شہادت دے رہے ہیں اور آپ ﷺ کے وصال کے بعد سب سے پہلا اجماع خلافتِ ابو بکر صدّیقؓ پر منعقد ہُوا۔ امام شافعیؒ نے بھی اس آیہ کریمہ سے اجماع امت کا دلیل ہونا ثابت کیا ہے اور حدیث پاک سے اجماع امت کا حجت ہونا ویسے ثابت ہے تو اتنے دلائل کے بعد جو راہ سے ہٹے گا ہم اس کو ادھر ہی پھیر دیں گے جدھر اس کی پسند ہے یعنی پھر توفیق ہدایت بھی نصیب نہ ہو گی اگر رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی میں یا اجماع امت سے مخالفت میں کوئی آگے بڑھ گیا تو ممکن ہے غیرتِ الٰہی واپس ہی نہ آنے دے کہ اپنی پسند سے گیا ہے اب ادھر رہ کر ہی دیکھ لے اور اس راہ کی بدولت تو جہنم میں داخل ہو گا وہ اس راستے پر چل نکلا کہ ایسے لوگوں میں شامل ہو جائے گا جنہیں ہم جہنم میں جھونکیں گے اور جہنم بہت تکلیف دہ جگہ ہے۔

116. Lo! Allah pardoneth not that partners should be ascribed unto him. He pardoneth all save that to whom He will. Whoso ascribeth partners unto Allah hath wandered far astray.

117. They invoke in His stead only females;[8] they pray to none else than Satan, a rebel.

118. Whom Allah cursed, and he said: Surely I will take of Thy bondmen an appointed portion,

119. And surely I will lead them astray, and surely I will arouse desires in them, and surely I will command them and they will cut the cattle's ears, and surely I will command them and they will change Allah's creation. Whoso chooseth Satan for a patron instead of Allah is verily a loser and his loss is manifest.

120. He promiseth them and stirreth up desires in them, and Satan promiseth them only to beguile.

121. For such, their habitation will be hell, and they will find no refuge therefrom.

122. But as for those who believe and do good works We shall bring them into gardens underneath which rivers flow, wherein they will abide for ever. It is a promise from Allah in truth; and who can be more truthful than Allah in utterance?

123. It will not be in accordance with your desires, nor the desires of the People of the Scripture.[9] He who doeth wrong will have the recompense thereof, and will not find against Allah any protecting friend or helper.

124. And whoso doeth good works, whether of male or female, and he (or she) is a believer, such will enter paradise and they will not be wronged the dint in a date-stone.

خدا اس گناہ کو نہیں بخشے گا کہ کسی کو اسکا شریک بنایا جائے
اور اس کے سوا اور گناہ جس کو چاہے گا بخش دے گا۔
اور جس نے خدا کیساتھ شریک بنایا وہ رستے سے دور جا پڑا (۱۱۶)
یہ جو خدا کے سوا پرستش کرتے ہیں تو عورتوں ہی کی۔
اور پکارتے ہیں تو شیطان سرکش ہی کو (۱۱۷)
جس پر خدا نے لعنت کی ہے (جو خدا سے) کہنے لگا میں تیرے
بندوں سے (غیر خدا کی نذر دلوا کر مال کا) ایک مقرر حصہ لے لیا کرونگا (۱۱۸)
اور ان کو گمراہ کرتا اور امیدیں دلاتا رہوں گا اور یہ
سکھاتا رہوں گا کہ جانوروں کے کان چیرتے رہیں
اور (یہ بھی) کہتا رہوں گا کہ وہ خدا کی بنی ہوئی صورتوں
کو بدلتے رہیں۔ اور جس شخص نے خدا کو چھوڑ کر شیطان کو
دوست بنایا وہ صریح نقصان میں پڑ گیا (۱۱۹)
وہ ان کو وعدے دیتا ہے اور امیدیں دلاتا ہے اور جو کچھ
شیطان انہیں وعدے دیتا ہے وہ دھوکا ہی دھوکا ہے (۱۲۰)
ایسے لوگوں کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ وہاں سے مخلصی
نہیں پا سکیں گے (۱۲۱)
اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے ان
کو ہم بہشتوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں
جاری ہیں۔ ابدالآباد ان میں رہیں گے۔
یہ خدا کا سچا وعدہ ہے اور خدا سے زیادہ بات کا سچا
کون ہو سکتا ہے (۱۲۲)
(نجات) نہ تو تمہاری آرزوؤں پر ہے اور نہ اہل کتاب کی
آرزوؤں پر۔ جو شخص برے عمل کریگا اسے اسی (طرح) کا بدلہ
دیا جائیگا اور وہ خدا کے سوا نہ کسی کو حمایتی پائیگا اور نہ مددگار (۱۲۳)
اور جو نیک کام کریگا مرد ہو یا عورت اور وہ صاحب
ایمان بھی ہوگا تو ایسے لوگ بہشت میں داخل ہونگے
اور انکی تل برابر بھی حق تلفی نہ کی جائے گی (۱۲۴)

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ
مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَنْ
يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا ۢ بَعِيْدًا (۱۱۶)
إِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ إِلَّآ إِنٰثًا ۚ
وَإِنْ يَّدْعُوْنَ إِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ۙ (۱۱۷)
لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وَقَالَ لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ
عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ۙ (۱۱۸)
وَّلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ
فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ
فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يَّتَّخِذِ
الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ
خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ؕ (۱۱۹)
يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ ؕ وَمَا يَعِدُهُمُ
الشَّيْطٰنُ إِلَّا غُرُوْرًا (۱۲۰)
أُولٰٓئِكَ مَأْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۫ وَلَا يَجِدُوْنَ
عَنْهَا مَحِيْصًا (۱۲۱)
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ
تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ أَبَدًا ؕ
وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ
اللّٰهِ قِيْلًا (۱۲۲)
لَيْسَ بِأَمَانِيِّكُمْ وَلَآ أَمَانِيِّ أَهْلِ
الْكِتٰبِ ؕ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا
يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا (۱۲۳)
وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ
أُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ
الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا (۱۲۴)

وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۭ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ۝١٢٥	اور اس شخص سے کس کا دین اچھا ہو سکتا ہے جس نے حکم خدا کو قبول کیا اور وہ نیکوکار بھی ہے اور ابراہیم کے دین کا پیرو ہے جو یکسو (مسلمان) تھے۔ اور خدا نے ابراہیم کو اپنا دوست بنایا تھا ۝١٢٥	125. Who is better in religion than he who surrendereth his purpose to Allah while doing good (to men) and followeth the tradition of Abraham, the upright? Allah (Himself) chose Abraham for friend.
وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ۝١٢٦ ع ١١ ٥	اور آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے سب خدا ہی کا ہے اور خدا ہر چیز پر احاطہ کیے ہوئے ہے ۝١٢٦	126. Unto Allah belongeth whatsoever is in the heavens and whatsoever is in the earth. Allah ever surroundeth all things.

اسرار و معارف

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ ..... مُحِيْطًا ۝ ١٢٦/١١٦

ایک اور بہت بڑی جماعت ان جہلا اور نادانوں کی ہے جنہوں نے اپنے آپ کو شرک جیسی مصیبت میں ڈال رکھا ہے اور وہ اوصاف جو صرف اللہ کو سزاوار ہیں دوسروں کو ان میں حصہ دار مانتے ہیں یا پھر وہ اطاعت جو صرف اللہ کا حصہ ہے اس میں دوسروں کو شریک کر لیتے ہیں یہی تین گروہ تھے علمائے یہود اور یہود و نصاریٰ۔ جو ایمان نہ لائے تھے یا منافقین جو بظاہر ایمان لانے کا اظہار و اقرار کرتے مگر دل سے ایمان دار نہ تھے اور تیسرے مشرکین مکہ و عرب دنیا کی آبادی بلحاظ مذہب و ملت انہی تین گروہوں میں تقسیم کی جا سکتی تھی اور آج بھی ایسا ہی ہے سوائے اس کے کہ جدید روشنی کے اندھیروں نے ذات باری کا سرے سے انکار کیا ہے اور ایک گروہ ایسا پیدا ہو چکا ہے جو اللہ کے وجود ہی کا قائل نہیں تو رب جلیل نے جہاں معاشرتی انصاف کا حکم دیا وہاں معاشرے کی حفاظت کا سوال پیدا ہوا تو انتظامی امور پہ روشنی ڈالی اور ساتھ جہاد کا حکم دیا اب کیسے لوگوں کے خلاف جہاد کیا جائے گا اس کی حدود کیا ہوں گی اس کا جواب ارشاد فرمایا تو ایسے لوگ سامنے آ گئے جو اسلام کا دعویٰ بھی رکھتے ہوں گے اور جہاد سے بھی بھاگیں گے سو کفار منافقین اور تیسرے گروہ مشرکین کا تذکرہ بھی فرما دیا۔ کہ شرک ایسا جرم ہے کہ جس کا خاتمہ شرک پر ہو گیا وہ کبھی بخشا نہ جائے گا اور اس کے علاوہ کوئی بڑے سے بڑا گناہ کر کے بغیر توبہ کے بھی فوت ہو گیا تو اللہ کی مغفرت کو عاجز نہیں کر سکتا لیکن اگر شرک پر مرا اور بغیر توبہ کے مرا تو کبھی معاف نہیں

کیا جائے گا اور ابدی زندگی دوزخ میں گزارے گا چونکہ عقیدہ ابدی اور دائمی چیز ہوتا ہے جو کوئی شرک اور کفر بھی اختیار کرتا ہے اپنی طرف سے بہتر سمجھ کر اور ہمیشہ کے لیے زندگی بھر کا فیصلہ کر لیتا ہے۔ اس لیے سزا بھی ہمیشہ کے لیے کہ جس نے شرک اختیار کیا اس نے بہت ہی غلط راستے کا انتخاب کیا۔ اور حق سے بہت دور جا پڑا۔

شرک کی قسمیں

شرک کی متعدد قسمیں ہیں ① پہلی قسم تو یہ ہے کہ کوئی اللہ کی ذات میں کسی دوسرے کو شریک کرے اور دو یا تین یا اس سے زیادہ معبود مقرر کر لے یہ بہت کم ہے سوائے عیسائیوں کے جو تین میں ایک اور ایک میں تین کے قائل ہیں یا شیعہ کا فرقہ حلولیہ جو اللہ کے حلول کے قائل ہیں کہ امام میں داخل ہو جاتا ہے جیسے اسمٰعیلی بھی حلولیہ کی ایک شاخ ہیں ② دوسری قسم شرک کی وہ تصور ہو جو بعض مخلوق کے ساتھ پیدا ہو جاتا ہے کہ یہ خدا تو نہیں لیکن اللہ کی طرف سے اجازت یافتہ ہے جو چاہے کرے اگر یہ خوش ہو کر کوئی بات کہہ دے تو اللہ کبھی نہیں ٹالتا یا اسی کو نظام تفویض کر دیا ہے جس کی مثال ہندوؤں کے ہاں دیوی دیوتا اور شیعوں میں فرقہ مفوضہ ہے یہی لوگ کبھی بت اور کبھی تعزیئے وغیرہ بنا کر ان کو راضی کرنے میں بڑی محنت کرتے ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں ہمارا کام کروا دیں گے اور ③ تیسرا اور سب سے خطرناک شرک یہ ہے کہ انسان اپنی اپنے آپ کی اپنی ذات کی عبادت شروع کر دے اور سارا دن ساری رات صرف اپنی خواہشات کی تکمیل میں صرف کر دے اگر اللہ کا حکم بھی راستے میں حائل ہو تو اس کی پرواہ نہ کرے حلال و حرام کو نہ سوچے بلکہ ذاتی شہرت اور انا کی خاطر دولت بھی صرف کرے الیکشن بھی لڑے نمازیں بھی پڑھے روزے بھی رکھے نیک کام کرے یا گناہ کا کام مگر مقصد صرف اپنی خواہشات کی تکمیل ہو ایسے ہی لوگوں کو قرآن کریم فرماتا ہے کہ انہوں نے اپنی خواہشات کو اپنا معبود بنا لیا ہے اللہ کریم اس سے پناہ دے اس کی سمجھ بھی مشکل سے آتی ہے اور خدانخواستہ اگر خاتمہ شرک پر ہو گیا تو امید نجات بھی نہیں کہ زندگی میں توبہ کر لی تو درست۔ موت کے آثار یا آخرت کا کشف شروع ہو گیا تو کفر اور شرک سے توبہ کا وقت نکل گیا ہاں گناہ سے توبہ کی گنجائش مسلمان کیلئے تب بھی موجود ہے فرمایا ان کی جہالت دیکھو یہ زنانہ بت بنا کر یا زنانہ ناموں کو پوجتے اور ان کی عبادت کرتے ہیں انہیں مدد کے لیے پکارتے ہیں اور مشرکین فرشتوں کو بھی خدا کی بیٹیاں قرار دیتے تھے عبادت دراصل کسی کو ذاتی طور پہ نفع پہنچانے والا یا نقصان سے بچانے والا یعنی نافع یا دافع ضرر سمجھ کر اس کی بات مان لینے کو کہا جاتا ہے اب اللہ

کا بندہ تو کبھی اللہ کے مقابلے میں اپنی حیثیت نہیں منوائے گا وہ تو اللہ اور اسکے رسولؐ کی بات پہنچائے گا تو اس کی اطاعت اللہ کی عبادت ہوگی لیکن کوئی شخص اپنی طرف سے حکم دے اور اللہ کے خلاف دے تو اللہ کا حکم چھوڑ کر اس کا حکم ماننا اسلام سے خارج کر دے گا ایسے ہی کسی کو اس مرتبہ و منصب کا سمجھ کر پکارنا اور منت ماننا اس کے آگے رونا گڑگڑانا خواہ وہ واقعی کوئی وجود ہو یا ہمارے تخیل نے تراش رکھا ہو یہ سب شرک و کفر اور غیر اللہ کی عبادت قرار پائے گا۔ اہل مکہ عورت کو انسان تک ماننے کے لیے تیار نہ تھے محض ایک کھلونا سمجھتے تھے اور یہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ کوئی عورت بھی گھر کا نظام چلا سکتی ہے اگر چند امیر کبیر خواتین کاروبار کرتی بھی تھیں تو مرد ملازموں سے کام لیتی تھیں اور مرد بزرگوں کی سرپرستی میں اور وہ بھی محض چند ورنہ مرنے والے کی بیویاں! اس کی اولاد جائداد اور وراثت کیساتھ تقسیم کر لی جاتی تھیں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں ان کی عقل پہ کیسے پتھر پڑے ہیں کہ عورت کو ایک گھر چلانے کا اہل نہیں مانتے اور ساری کائنات چلانے کی اہلیت مان رہے ہیں اور زنانہ ناموں کے بُت بھی بنا رکھے ہیں اور انہیں پوجتے بھی ہیں اور پکارتے بھی دراصل یہ سب شیطان کی کرشمہ سازیاں ہیں اللہ کو چھوڑ کر کسی کو پکارو اور کسی نام سے پکارو سامنے تو صرف شیطان ہی ہوگا یہ بھی اسی سرکش شیطان کو پکارتے ہیں جو اللہ کا نافرمان ہو کر مردود ہوا جس پر لعنت کی گئی تو اس نے کہا تھا کہ اے اللہ جس بندے کی عظمت نہ ماننے پہ مجھے سزا ملی ہے میں اس بندے سے اپنی عظمت منواؤں گا اور ایک قابلِ ذکر حصہ ضرور لے ڈوبونگا یعنی نماز کے وقت مصروفیت یاد دلا کر زکوٰۃ کے وقت فقر اور تنگدستی کا خوف دلا کر جہاد کے وقت جان کا اندیشہ دل میں ڈال کر پھر دولت شہرت اقتدار کی ہوس پیدا کر کے میں انہیں بہکاؤں گا انہیں جھوٹی امیدیں دلاؤں گا اور یہ بتوں کے نام پہ جانوروں کے کان چیرا کریں گے یعنی جانور مختص کر دیں گے اور اللہ کی بنائی ہُوئی صورتیں بدلیں گے جیسے عورتیں بال کٹا دیں بھنویں کٹا دیتی ہیں یا مردانہ لباس استعمال کرتی ہیں اور مرد داڑھی منڈواتے ہیں یا بالوں کا نمونہ عورتوں کا سا بنا لیتے ہیں یا لباس زنانہ پہن لیتے ہیں۔ یہ سب فسق ہے اور نبئ رحمت ﷺ نے ایسا کرنے والوں پہ لعنت فرمائی ہے یاد رہے زینت یعنی بناؤ سنگھا عورت کو منع نہیں مگر شکل کا بدلنا خواہ بال کٹا کر یا لباس سے درست نہیں اور جس نے بھی شیطان سے دوستی کی یعنی امور بالا شیطان کی دوستی کا ثمر ہیں اگر کوئی اور آگے بڑھ گیا یہ اس کی اور بھی بدقسمتی ہوگی تو اس نے اللہ کو چھوڑ دیا کہ بیک وقت دو طرف دوستی ممکن نہیں اور جس نے اللہ کو چھوڑ کر شیطان کی دوستی پر بھروسہ کیا اس نے بہت بڑا نقصان کر لیا۔

ناقابلِ تلافی نقصان کہ یہ ان سے جھوٹے وعدے کرتا رہے گا اور انہیں امیدیں دلاتا رہے گا حالانکہ اس کے سارے وعدے سوائے فریب کے کوئی حقیقت نہیں رکھتے بالآخر ایسے لوگوں کا ٹھکانا دوزخ ہوگا جہاں سے بھاگنے کا بھی کوئی راستہ نہیں ان کے مقابلے میں جن کو ایمان کی دولت نصیب ہوگی اور ان کے اعمال بھی اس کی شہادت دیں گے ایمان اور عمل صالح کا رشتہ دعوے اور گواہ کا ہے کہ ایمان دعویٰ ہے اور عمل اس پہ گواہ نیز عمل میں صالحیت کا ہونا ہی صحتِ ایمان کی دلیل بھی ہے کہ عمل وہی صالح ہوگا جو نبیِ رحمت ﷺ کے حکم کے مطابق ہوگا اور آپ کی اطاعت ہی ایمان کے درست ہونے کی دلیل بھی ہے تو ایسے لوگوں کو ہم ایسے باغوں میں داخل کریں گے یا انہیں ایسے باغات عطا فرمائیں گے جن کی ضرورت کے مطابق نہریں بہتی ہیں دنیا میں تو جہاں پانی کی رسائی ہے اس کے مطابق باغ لگایا جاسکتا ہے مگر آخرت کے باغ اور جنت کے باغ اپنا علیحدہ قانون رکھتے ہیں وہاں باغ کی ضرورت کے مطابق نہر کو وجود میں آنا ہوگا یا پانی کو پہنچنا ہوگا اور پھر وہ وہاں ہمیشہ رہیں گے جنت میں داخل ہونے والا کوئی فرد ایسا نہیں ہوگا جسے پھر وہاں سے نکالے جانے کا ڈر ہو اور یہ اللہ کریم کا سچا وعدہ ہے شیطان کے سارے وعدے جھوٹے تھے مقابلے میں اللہ کا سچا اور پکا وعدہ ہے اور بھلا اللہ سے بڑھ کر کون سچا ہوسکتا ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ اپنا تعلق محض کسی مذہب سے ظاہر کرلینا نجات کو کافی نہیں جیسا کہ اہلِ کتاب کو اُمید ہے کہ وہ اہل کتاب ہونے کی وجہ سے بخشے جائیں گے ہرگز نہیں جو بھی بُرائی کرے گا اس کی سزا پائے گا اور اس سزا سے بچانے والا یا مدد کرنے والا اللہ کے سوا کوئی نہیں ملے گا نہ کوئی ہوسکتا ہے یہاں ایک حدیث کا مفہوم نقل کرنا ضروری خیال کرتا ہوں کہ صحابہ نے بہت ڈر محسوس کیا حتیٰ کہ ابوبکر صدیقؓ کمر پہ ہاتھ رکھ کر چل رہے تھے تو نبیِ رحمت ﷺ نے پوچھا کیا بات ہے عرض کی یارسول اللہؐ اس آیت نے کمر توڑ دی بھلا کون ہے جس سے چھوٹی موٹی خطا سرزد نہ ہو تو کوئی بھی نہیں۔ بچ سکے گا فرمایا نہیں اس سے مراد سب کے لیے جہنم کی سزا نہیں ہے وہ تو کافر کا حصہ ہے مومن بیمار پڑتا ہے یا دنیا میں رنج اٹھاتا ہے حتیٰ کہ اس کے پاؤں میں کانٹا لگ جائے تو بھی گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے اور اس سزا کا بدل قرار پاتا ہے سیدہ عائشہ الصدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مومن ایک چیز ایک جیب سے تلاش کرتا ہے نہیں ملتی پریشان ہوتا ہے پھر دوسری جیب سے مل جاتی ہے یہ بھی کسی گناہ کا کفارہ ہوجاتا ہے۔

نیکی کیا ہے

اب رہی بات نیکی کی کہ وہ کیا ہے فرمایا پہلی بات تو یہ ہے کہ شریعت پر عمل کرنے میں مرد عورت دونوں برابر کے شریک ہیں اگرچہ بعض احکام بعض وجوہ کی بنا پر مختلف ہیں مگر جواب دہی میں کوئی فرق نہیں جزا اور سزا میں کوئی فرق نہیں جو کمال بعد از نبوت مرد حاصل کر سکتا ہے خاتون بھی کر سکتی ہے کہ سب سے بڑا کمال تو صحابیت ہے جہاں مرد صحابی بنے خواتین بھی صحابیات بن گئیں پھر ولایت کا تو کوئی ایسا درجہ نہیں جو خواتین کے لیے ممنوع ہو ہاں شرط یہ ہے مرد ہو یا عورت عمل نیک کرے یعنی وہ عمل رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہو دوسرے اس کا ایمان یعنی عقیدہ درست ہو۔ رسومات اور رواجات کو دین کا درجہ نہ دے بلکہ جو بات رسول اللہ ﷺ سے پہنچی ہو اسی کو درست مانے عقیدے کے معاملے میں بھی اور اسی کے لیے کوشاں ہو میدان عمل میں بھی ایسے لوگ مرد اور عورتیں یقیناً جنت میں داخل ہوں گے اور ان کے کام سے تل بھر بھی ضائع نہ جائے گا بلکہ کام سے بہت زیادہ ملے گا کم کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اصل دین یا کمالِ دین کیا ہے

اب دین کا حسن کیا ہے کمالِ دین کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خاطر سرِ تسلیم کو خم کر دے یعنی عملی زندگی میں وہ طریقہ پوری کوشش سے اپنا لے جو اللہ کی اطاعت کے لیے ضروری ہو اور اس پر محنت کرے راستے میں دکھ آئیں برداشت کرے یہ تو بات ہے ظاہر کی۔ اب اندر سے وہ انتہائی مخلص ہو دل خلوص کی دولت سے مالا مال ہو اس کی تعریف آپ نے حدیث احسان میں فرمائی ہے کہ اللہ کی عبادت ایسے کی جائے گویا آپ اللہ کو دیکھ رہے ہیں اور اگر یہ درجہ نصیب نہ ہو تو کم از کم یہ ضرور ہو کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے اور یہی سارے سلوک کی بنیاد ہے جب تک کوئی انسان مرد ہو یا عورت اس کا دل اللہ اللہ نہ کرے اور اسے توجہ اور تجلیات باری نصیب نہ ہوں اس کا اللہ کے روبرو ہونا یا اللہ کو اپنے روبرو خیال کرنا تو دور کی بات ہے دل آدمی کے ساتھ مسجد میں آتا ہی نہیں بازار میں رہ جاتا ہے کاروبار میں رہ جاتا ہے عزیز و اقارب میں رہ جاتا ہے سو فرمایا دین کا حسن یہ ہے کہ عمل صالح ہو ظاہر ہے جب تک آپ ﷺ مبعوث نہیں ہوئے تھے اہل کتاب کا عیسیٰ علیہ السلام کی اطاعت کرنا عمل صالح تھا ہاں جو چیزیں انہوں نے از خود ایجاد کر لی تھیں وہ تو اطاعت ہی نہ رہیں تو صالح کیا ہوں گی اور دوسرے صدقِ دل سے یعنی عمل سنت کے مطابق ہو اور خلوص کے ساتھ ہو یہ کسی بھی آدمی کے دین کے حسن کا معیار ہے اب ہر آدمی خود اندازہ کر سکتا ہے کہ اس کا دین

کس قدر حسین ہے یا نہیں۔ دین نام ہے ملتِ ابراہیمی کا جو بالکل سیدھے چلنے والے تھے ملتِ ابراہیم علیہ السلام کا معنی بھی واضح ہو گیا کہ اس طرح ٹُک سیدھا چلنا جیسے سیدنا ابراہیم علیہ السلام چلتے تھے۔ جنہوں نے عمر بھر اطاعت کی کبھی کسی حکم کی وجہ جاننے کی کوئی کوشش بھی نہیں فرمائی سو حسن اسلام عمل میں محنت دل میں خلوص اور ابراہیم علیہ السلام کی طرح سیدھے چلنے کا نام ہے جب ہی تو اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنا دوست پسند فرما لیا تھا اور اپنا خلیل بنا لیا تھا یوں تو ارض و سما میں جو کچھ ہے سب ہی اللہ کا ہے مگر کسی کو اپنے لیے خاص کر لینا بالکل دوسری بات ہے عبد دیگر عبدہٗ چیزے دگر۔ اور اللہ تعالیٰ تو ساری کائنات کو اپنے سوا ہر شے کو احاطہ فرمائے ہوئے ہیں یہ زمین آسمان تو کائنات میں ایک چھوٹی سی شے ہے۔

رکوع نمبر ۱۹ آیات ۱۲۷ تا ۱۳۴ وَالْمُحْصَنٰتُ ۵ ۱۶

وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ ۖ قُلِ اللّٰهُ
يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ ۙ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ
فِي الْكِتٰبِ فِيْ يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا
تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ
اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ
مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى
بِالْقِسْطِ ۭ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ
فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا ﴿۱۲۷﴾
وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا
نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ
عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ۭ
وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ۭ وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ
الشُّحَّ ۭ وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ
اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۲۸﴾
وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ
وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ
فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ۭ وَاِنْ تُصْلِحُوْا

اے پیغمبر! لوگ تم سے (یتیم) عورتوں کے بارے میں فتویٰ طلب کرتے ہیں۔ کہہ دو کہ خدا تم کو اُنکے (ساتھ نکاح کرنے کے) معاملے میں اجازت دیتا ہے اور جو حکم اس کتاب میں پہلے دیا گیا ہے وہ ان یتیم عورتوں کے بارے میں ہے جنکو تم اُنکا حق تو دیتے نہیں اور خواہش رکھتے ہو کہ اُن کے ساتھ نکاح کر لو اور (نیز) بیچارے بے کس بچوں کے بارے میں۔ اور یہ بھی (حکم دیتا ہے) کہ یتیموں کے بارے میں انصاف پر قائم رہو۔ اور جو بھلائی تم کرو گے خدا اس کو جانتا ہے ﴿۱۲۷﴾ اور اگر کسی عورت کو اپنے خاوند کی طرف سے زیادتی یا بے رغبتی کا اندیشہ ہو تو میاں بیوی پر کچھ گناہ نہیں کہ آپس میں کسی قرارداد پر صلح کر لیں اور صلح خوب (چیز) ہے اور طبیعتیں تو بخل کی طرف مائل ہوتی ہیں۔ اور اگر تم نیکوکاری اور پرہیزگاری کرو گے تو خدا تمہارے سب کاموں سے واقف ہے ﴿۱۲۸﴾ اور تم خواہ کتنا ہی چاہو عورتوں میں ہرگز برابری نہیں کر سکو گے تو ایسا بھی نہ کرنا کہ ایک ہی کی طرف ڈھل جاؤ اور دوسری کو (ایسی حالت میں) چھوڑ دو کہ گویا ادھر میں لٹک رہی ہے اور آپس میں

127. They consult thee concerning women. Say: Allah giveth you decree concerning them, and the Scripture which hath been recited unto you (giveth decree), concerning female orphans unto whom ye give not that which is ordained for them though ye desire to marry them, and (concerning) the weak among children, and that ye should deal justly with orphans. Whatever good ye do, lo! Allah is ever Aware of it.

128. If a woman feareth ill-treatment from her husband, or desertion, it is no sin for them twain if they make terms of peace between themselves. Peace is better. But greed hath been made present in the minds (of men). If ye do good and keep from evil, lo! Allah is ever Informed of what ye do.

129. Ye will not be able to deal equally between (your) wives, however much ye wish (to do so). But turn not altogether away (from one), leaving her as in suspense. If ye do good and keep from evil, lo! Allah is ever Forgiving.

وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ⑫⑨
وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا
مِّنْ سَعَتِهٖ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا
حَكِيْمًا ⑬⓪
وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ
وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ
مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ۭ
وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا
حَمِيْدًا ⑬①
وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ
وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ⑬②
اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ
بِاٰخَرِيْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي ذٰلِكَ قَدِيْرًا ⑬③
مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا
فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ
ع ۱۹ ۱۶ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ⑬④

موافقت کر لو اور پرہیزگاری کرو تو خدا بخشنے والا مہربان ہے ⑫⑨
اور اگر میاں بیوی (میں موافقت نہ ہو سکے) اور ایک دوسرے
سے جُدا ہو جائیں تو خدا ہر ایک کو اپنی دولت سے غنی کر دیگا
اور خدا بڑی کشائش والا (اور) حکمت والا ہے ⑬⓪
اور جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب خدا
ہی کا ہے اور جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی
اُن کو بھی اور (اے محمد) تم کو بھی ہم نے حکم تاکیدی کیا ہے
کہ خدا سے ڈرتے رہو۔ اور اگر کفر کرو گے تو (سمجھ رکھو کہ)
جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب خدا ہی کا ہے
اور خدا بے پروا اور سزاوار حمد و ثنا ہے ⑬①
اور (پھر سُن رکھو کہ) جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے
سب خدا ہی کا ہے۔ اور خدا ہی کارساز کافی ہے ⑬②
لوگو اگر وہ چاہے تو تم کو فنا کر دے اور (تمہاری جگہ) اور
لوگوں کو پیدا کر دے۔ اور خدا اس بات پر قادر ہے ⑬③
جو شخص دُنیا (میں عملوں) کی جزا کا طالب ہو تو
خدا کے پاس دُنیا اور آخرت (دونوں) کیلئے اجر (موجود)
ہیں۔ اور خدا سُنتا دیکھتا ہے ⑬④

Merciful.

130. But if they separate Allah will compensate eac out of His abundance. Allah is ever All-Embracing, [illegible]-Knowing.

131. Unto Allah belongeth whatsoever is in the heavens and whatsoever is in the earth. And We charged those who received the Scripture before you, and (We charge) you, that ye keep your duty toward Allah. And if ye disbelieve, lo! unto Allah belongeth whatsoever is in the heavens an whatsoever is in the earth and Allah is ever Absolute, Owner of Praise.

132. Unto Allah belongeth whatsoever is in the heavens and whatsoever is in the earth. And Allah is sufficient as Defender.

133. If He will, He can remove you, O people, and produce others (in your stead). Allah is Able to do that.

134. Whoso desireth the reward of the world, (let him know that) with Allah is the reward of the world and the Hereafter. Allah is ever Hearer, Seer.

اسرار و معارف

وَيَسْتَفْتُوْنَكَ .... سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۝ ۱۳۴/۱۲۷

پھر بات اپنے اصل موضوع کو پلٹتی ہے کہ قبل اسلام عورت کو انسان سمجھا ہی نہ جاتا تھا۔ اسلام نے اسے میراث میں حقوق دلوا دیئے اور وراثت تک میں حصہ دار بنا دیا کہاں سے اٹھایا کہاں پہنچا دیا ؛ جبکہ اہل عرب تو عورتوں کو خود میراث سمجھ کر بانٹ لیا کرتے تھے۔ سو بعض طبقوں نے ان امور کی تصدیق چاہی کہ بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ اسلام عورت کو مرد کی طرح وراثت میں حصہ دار قرار دے شاید وقتی طور پر ایسا کیا گیا ہو گا ممکن ہے کچھ خاص لوگوں کے لئے ہو ورنہ وہاں تو یہ سوچنا بھی ممکن نظر نہ آتا تھا سو ارشاد ہوا کہ ابھی تک آپ کی بارگاہ میں عورتوں سے متعلق پوچھا جاتا ہے فرمائیے! کہ خود رب جلیل اس بارے میں فتوے ارشاد فرماتے ہیں

فتوے سے مراد وہ جواب ہوتا ہے جو فیصلہ کُن ہو جس میں فیصلہ کر دیا گیا ہو کہ اوّل تو بات وہی ہے جو نازل کی جا چکی ہے اور عورت بھی انسانیت ہی کی ایک فرد ہے اور جس طرح مرد کی ذمہ داریاں ہیں عورت کی بھی ذمہ داریاں ہیں ویسے ہی مرد کے حقوق ہیں، تو عورت کے بھی حقوق ہیں اگرچہ ذمہ داریوں اور حقوق کی نوعیت میں کچھ فرق ہے تو بحیثیت جسمانی ساخت کے اور نظامِ حیات کو چلانے کی صلاحیت کے اعتبار سے دونوں میں کام بانٹ دیا گیا ہے سو حقوق میں اِسی قدر فرق ہے اور بس۔

ایک معاشرتی برائی

پھر خصوصاً لوگ یتیم بچیوں سے نکاح تو کر لیتے تھے مگر ان کے حقوق واجبہ مثلاً حق مہر تک ادا کرنا گوارا نہ تھا یا اُنھیں کوئی حیثیت دینے کو تیار نہیں ہوتے تھے یا مال کے لالچ میں شادی کر لی صورت پسند نہ آئی تو زندگی بھر پرواہ نہ کی یا صورت پسند آگئی شادی کر لی مگر دوسرے حقوق غصب کر لیئے ایسے ہی یتیم رہ جانے والے کمزور بچوں کے امور کہ لوگ یتیم پروری کے نام پر ساتھ تو رکھ لیتے مگر حقیقتاً اُن کا مال بھی کھا جاتے اور اُن سے خِدمت بھی لیا کرتے۔ فرمایا اللہ کریم اِن تمام بد رسُومات کو رد فرماتا ہے اور حکم دیتا ہے کہ یتیموں اور کمزوروں سے بھی انصاف پہ قائم رہو اور انصاف کیا کرو اور جو بھلائی بھی تم کرتے ہو اللہ کریم اُسے خوب جانتے ہیں۔

گھریلو زندگی کو خوشگوار بنانے کی تدابیر

(۱)۔ اب اگر کسی عورت کو خاوند کی روز روز کی لڑائی سے شکایت ہو اُس کے خیال میں اُسے پُوری توجہ نہیں دے رہا جیسے اس کا جی بھر گیا ہو تو دونوں مل کر اگر بعض شرائط پر صُلح کر لیں تو کوئی حرج نہیں، بلکہ اچھی بات یہ ہے کہ میاں بیوی کی بات آپس میں طے ہونی چاہیئے اگر مرد غلطی پر ہے تو اپنی اصلاح کرے یا عورت زیادتی کر رہی ہے تو اپنے آپ کو درُست کرے کچھ حقوق معاف کر دے یا معاف کروا لے بہرحال آپس میں مل کر صُلح کر لیں تو بہت اچھی بات ہے اور صُلح میں ہمیشہ بہتری ہوتی ہے جائز حد تک اگر حقوق قربان بھی کرنا پڑیں تو فرد سے لے کر قوم اور ملک تک کی زندگی صُلح سے متاثر ہوتی ہے۔ یا جنگ سے تباہ ہوتی ہے ذاتی اور گھریلو جھگڑے بعض اوقات اولاد تک کی زندگیوں میں تلخیاں گھول دیتے ہیں ایسے ہی قبائل اور خاندان جب لڑتے ہیں تو تباہی کیطرف جاتے ہیں۔ ملکوں پہ جنگ کے بادل منڈلانے لگیں تو لاکھوں نیندیں حرام ہو جاتی ہیں اگر اس بڑی مصیبت کو ٹالنے اور اس سے بچنے کے لیئے اپنے حقوق میں سے کچھ قربان بھی کرنا پڑے تو بڑی بات نہیں کسی ایک گھر کی زندگی بچا لینا بھی بہت بڑی قربانی ہے اور جب حقوق چھوڑنے کا لالچ دیا جائے تو عموماً انسانی طبائع میں کچھ پا لینے کی تمنا تو حرص کی حد تک ہوتی ہے اور اگر تم نیکی اور پرہیزگاری کو شعار بنا لو تو یہ سارے مسائل حل ہو سکتے ہیں اِن سب کا جواب موجود ہے صرف خلوص کی ضرورت ہے البتہ

کی ضرورت ہے اور جو کام بھی اللہ کی رضا کے لیے کیے جائیں وہ ضائع تو نہیں جاتے کہ اللہ کو تمہارے سب کاموں کی خبر ہے۔

(۲)۔ اب ایک اور بات کی بھی وضاحت ہو جائے کہ کئی شادیوں یا دوسری شادیوں کے لیئے فرمایا تھا چار تک کر سکتے ہو، بیک وقت کر سکتے ہو مگر شرط انصاف ہے اگر تم بیویوں میں انصاف نہ کر سکو تو بہتر ہے دوسری شادی ہی نہ کرو! ایک ہی بیوی سے گذارہ کرو۔ یہاں اس کی مزید تفصیل ارشاد فرما دی کہ انصاف سے مراد اُن امُور میں انصاف ہے جو آدمی کے اختیار میں ہیں عزتِ نفس۔ لباس۔ کھانا پینا۔ گھر۔ رہائش یا میاں بیوی کے تعلقات وغیرہ جہاں تک کیفیاتِ قلبی کا معاملہ ہے تو وہ تم چاہو بھی تو نہیں کر سکتے کہ دِل اختیار میں تھوڑا ہی ہوا کرتے ہیں جو سب کو ایک جیسا چاہیں سو یہ تو تمہاری خواہش اور کوشش کے باوجود ممکن نہیں، ہاں یہ نہ ہو کہ ایک ہی طرف جُھک جاؤ اور دوسری کو درمیان میں لٹکتا چھوڑ دو، نہ وہ خاوند والی ہو کہ اس کے حقوق جو اُسے نہ ملے اور نہ بغیر خاوند والی کہ نکاح تو بہرحال ہے لہٰذا صُلح میں بہتری ہے اگرچہ وقتی طور پر کوئی دُکھ بھی نظر آتا ہو اور اللہ کریم سے معاملہ درست رکھو کہ وہ بہت بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

(۳)۔ اگر ان سب کوششوں کے باوجود کوئی مِل کر گذارہ نہیں کر سکتا یا اکٹھا نہیں رہ سکتا تو عورت بھی آزادی کا مطالبہ کر سکتی ہے جو اسلامی عدالت یا قاضی حالات دیکھ کر اُسے دِلوا دے اور مرد بھی طلاق دینے کا حق رکھتا ہے لیکن دونوں فریق یہ خیال نہ کریں کہ اس کے بغیر دوسرے کا گذارا نہیں ہو گا۔ اللہ کریم اپنے کرم سے سب کے لیئے راستہ پیدا فرما دے گا اور سب کا گذارہ ہونا ہے گا۔ کہ اللہ کے ہاں بڑی وسعت ہے اور وہ بہت بڑا با تدبیر بھی ہے۔

اور آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ بھی ہے جہاں تک علمِ انسانی پہنچ سکا وہ بھی اور جو ابھی علمِ انسانی کی دسترس سے باہر ہے وہ بھی سب اللہ کے لیئے ہے انسان کا یہاں رہنا بسنا تو اس کی آزمائش ہے اور بس۔ سو اسلام اِنسانیت کا مذہب ہے۔ ہم نے تم سے پہلوں پہ جو کتابیں نازل فرمائیں اُنھیں بھی یہی حکم دیا اور تمھیں بھی یہی حکم دیا جاتا ہے کہ اللہ کے ساتھ معاملہ کھرا رکھو اور خلوص کے ساتھ اطاعت کا رکھو لیکن اگر کوئی نافرمانی بھی کرے تو عظمتِ باری میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کہ ارض و سما کی ساری مخلوق تو اُسی کی غلام ہے اس کے باوجود اُسے کسی کی غلامی کی احتیاج نہیں یعنی وہ کسی حال میں بھی محتاج نہیں بلکہ غنی ہے اور ہمیشہ تعریفوں اور خوبیوں کا مالک۔ اور پھر غور سے سُن لو! کہ یہ زمین و آسمان یا اُن میں کی ہر چیز صرف اُس کی ملکیت ہی نہیں بلکہ اُسی کی تخلیق بھی ہے اور آئندہ بھی وہی اِن سب کا کارساز ہے مرکزِ اُمید ہے اور ایسا قادر ہے کہ لوگو! اگر چاہے تمھیں فنا کر دے اور تمہاری جگہ انھیں شہروں اور آبادیوں پر دوسروں کو قابض کر دے۔ اور وہ ایسا کر سکتا ہے یعنی یہ

تاریخ کا حصہ ہے کہ قومیں سلطنتیں اور ممالک بستے اور اُجڑتے رہتے ہیں وہ جو چاہتا ہے کر سکتا ہے اگر کوئی محض دُنیا ۔ کی لذات ہی حاصل کرنا چاہے تو دُنیا کی راحتیں بھی اللہ ہی کے پاس ہیں وہی عطا کر سکتا ہے اور آخرت اُسی کے دستِ قدرت میں ہے جو آخرت کا طالب ہو چاہے تو اُسے دنیا بھی عطا کر دے اور جو محض دُنیا کا طالب ہو وہ بھی بھلا اس کی نافرمانی کر کے کہاں سے پائے گا کہ اللہ سب کچھ سنتا بھی ہے اور سب حالات دیکھتا بھی ہے اسی لئے طالب آخرت کو دُنیا سے کنارہ کشی کی ضرورت نہیں بلکہ دُنیا حاصل کرنے کے لئے طریقہ وہ اپنائے جس کی اللہ اور اُس کے رسُول ﷺ نے اجازت دی ہو اس پر آخرت بطور انعام مرتب ہو جاتی ہے ۔

رکوع نمبر ۲۰ آیات ۱۳۵ تا ۱۴۲ وَالْمُحْصَنٰتُ 5

17

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ
بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰۤى
اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ
اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى
بِهِمَا ۗ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰۤى اَنْ
تَعْدِلُوْا ۚ وَاِنْ تَلْوٗۤا اَوْ تُعْرِضُوْا
فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا (۱۳۵)
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ
رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى
رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ مِنْ
قَبْلُ ۚ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ
وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ
ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا (۱۳۶)

اے ایمان والو! انصاف پر قائم رہو اور خدا کیلئے سچی گواہی دو خواہ (اس میں) تمہارا یا تمہارے ماں باپ اور رشتہ داروں کا نقصان ہی ہو۔ اگر کوئی امیر ہے یا فقیر تو خدا اُن کا خیر خواہ ہے۔ تو تم خواہش نفس کے پیچھے چل کر عدل کو نہ چھوڑ دینا۔ اگر تم پیچدار شہادت دو گے یا (شہادت سے) بچنا چاہو گے تو (جان رکھو) خدا تمہارے سب کاموں سے واقف ہے (۱۳۵)

مومنو! خدا پر اور اُس کے رسُول پر اور جو کتاب اُس نے اپنے پیغمبر (آخرالزماں) پر نازل کی ہے اور جو کتابیں اس سے پہلے نازل کی تھیں سب پر ایمان لاؤ۔ اور جو شخص خدا اور اُس کے فرشتوں اور اُسکی کتابوں اور اُس کے پیغمبروں اور روزِ قیامت سے انکار کرے وہ رستے سے بھٹک کر دُور جا پڑا (۱۳۶)

135. O ye who believe! Be ye staunch in justice, witnesses for Allah, even though it be against yourselves or (your) parents or (your) kindred, whether (the case be of) a rich man or a poor man, for Allah is nearer unto both (than ye are). So follow not passion lest ye lapse (from truth) and if ye lapse or fall away, then lo! Allah is ever Informed of what ye do.

136. O ye who believe! Believe in Allah and His messenger and the Scripture which He hath revealed unto His messenger, and the Scripture which he revealed aforetime. Whoso disbelieveth in Allah and His angels and His scriptures and His messengers and the Last Day, he verily hath wandered far astray.

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا
ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ
لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا ۗ (۱۳۷)

جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہو گئے۔ پھر ایمان لائے پھر کافر ہو گئے پھر کفر میں بڑھتے گئے اُن کو خدا نہ تو بخشے گا اور نہ سیدھا رستہ دکھائے گا (۱۳۷)

137. Lo! those who believe, then disbelieve and then (again) believe, then disbelieve, and then increase in disbelief, Allah will never pardon them, nor will He guide them unto a way.

بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا
اَلِيْمًا ۙ (۱۳۸)

(اے پیغمبر) منافقوں (یعنی دو رُخے لوگوں) کو بشارت سُنا دو کہ اُن کیلئے دکھ دینے والا عذاب (تیار) ہے (۱۳۸)

138. Bear unto the hypocrites the tidings that for them there is a painful doom;

الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْكٰفِرِينَ أَوْلِيَآءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۚ أَيَبْتَغُونَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيعًا ﴿۱۳۹﴾	جو مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں کیا یہ اُن کے ہاں عزت حاصل کرنی چاہتے ہیں تو عزت تو سب خدا ہی کی ہے ﴿۱۳۹﴾	139. Those who choose disbelievers for their friends instead of believers! Do they look for power at their hands? Lo! all power appertaineth to Allah.
وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ آيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ ۖ إِنَّكُمْ إِذًا مِثْلُهُمْ ۗ إِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِينَ وَالْكٰفِرِينَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا ﴿۱۴۰﴾	اور خدا نے تم (مومنوں) پر اپنی کتاب میں (یہ حکم) نازل فرمایا ہے کہ جب تم (کہیں) سُنو کہ خدا کی آیتوں سے انکار ہو رہا ہے اور اُن کی ہنسی اُڑائی جاتی ہے تو جب تک وہ لوگ اور باتیں (نہ) کرنے لگیں اُنکے پاس مت بیٹھو ورنہ تم بھی اُنہیں جیسے ہو جاؤ گے کچھ شک نہیں کہ خدا منافقوں اور کافروں سب کو دوزخ میں اکٹھا کرنیوالا ہے ﴿۱۴۰﴾	140. He hath already revealed unto you in the Scripture that, when ye hear the revelations of Allah rejected and derided, (ye) sit not with them (who disbelieve and mock) until they engage in some other conversation. Lo! in that case (if ye stayed) ye would be like unto them. Lo! Allah will gather hypocrites and disbelievers, all together, into hell :
الَّذِينَ يَتَرَبَّصُونَ بِكُمْ ۚ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِنَ اللّٰهِ قَالُوا أَلَمْ نَكُنْ مَعَكُمْ ۖ وَإِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِينَ نَصِيبٌ ۙ قَالُوا أَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۚ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ وَلَنْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا ﴿۱۴۱﴾	جو تم کو دیکھتے رہتے ہیں۔ اگر خدا کی طرف سے تم کو فتح ملے تو کہتے ہیں کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے۔ اور اگر کافروں کو (فتح) نصیب ہو تو (اُن سے) کہتے ہیں کیا ہم تم پر غالب نہیں تھے اور تم کو مسلمانوں (کے ہاتھ) سے بچایا نہیں تو خدا تم میں قیامت کے دن فیصلہ کر دے گا اور خدا کافروں کو مومنوں پر ہرگز غلبہ نہیں دے گا ﴿۱۴۱﴾	141. Those who wait upon occasion in regard to you and, if a victory cometh unto you from Allah, say: Are we not with you? and if the disbelievers meet with a success say: Had we not the mastery of you, and did we not protect you from the believers?— Allah will judge between you at the Day of Resurrection, and Allah will not give the disbelievers any way (of success) against the believers.

اسرار و معارف

يٰأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا .... سَبِيلًا ۝ ۱۴۱/۱۳۵

قیام امن کی تدبیر اور شہادت کی اہمیت

جب بات حقوق کی ہے تو ذاتی طور پر ہو یا خانگی طور پر برادری اور قبیلے کی سطح پر ہو یا قوم و ملک کی سطح پر حقدار تک اس کے حقوق پہنچانے کے لیئے امن شرط ہے بدامنی میں یہ سب کام ممکن ہی نہیں اور قیام امن کے لیئے انصاف ضروری ٹھہرا۔ اگر انصاف نہیں ہوگا تو مظلوم بھی اپنا غبار کسی نہ کسی راستے نکالیں گے جو یقیناً درست راستہ نہ ہوگا جس کے نتیجے میں بدامنی بھی ہوگی اور حقوق بھی مارے جائیں گے اب انصاف کی بُنیاد شہادت پر ہے کہ گواہ حق اور کھری بات بیان کردے۔ اور یہ قیام امن اور حقوق کی حفاظت اسلام کا اصل مقصد ہے کہ اللہ کی زمین پہ جو اس قدر خوبصورت آرام دہ اور خدمت گذار بنائی گئی ہے فتنہ و

فساد بپا کرکے اللہ کے بندوں کا سکون نہ چھینا جائے۔ بلکہ انسانی حقوق تو اللہ اور اسلام نے کافر سے بھی نہیں چھینے۔ حتّے کہ فقہی احکام میں بھی مطلق انسان کا بچا ہُوا پانی وغیرہ جو اس نے پی کر بچایا ہو پاک ہے۔ خواہ وہ کافر بھی ہو۔ انسان تو ہے۔ اور قیامِ امن کی کوشش ہر مسلمان پر فرض ہے جہاں تک اس کا اختیار ہو زبان سے روکے یا ہاتھ سے روک سکے تو روکے یا کم از کم بُری مجالس سے علیحدہ ہو جائے لیکن سب سے مؤثر کوشش وہ شہادت اور گواہی ہے جو ہم کسی اَمر پہ دیتے ہیں عدالت میں دیں مفتی کے رُوبرُو دیں یا معاشرے میں عوام کے رُوبرو۔ آئندہ کے فیصلے بہت حد تک اس پہ منحصر ہوتے ہیں۔ اور یہی انصاف کو بنیاد فراہم کرتی ہے۔ بلکہ بعض اوقات عدالت مجبور ہو جاتی ہے کہ شہادتوں کے مطابق جو فیصلہ اُسے کرنا پڑتا ہے وہ خود جج کی اپنی مرضی کے مطابق نہیں ہوتا اب اگر شہادت ہی دُرست نہ ہو گی تو انصاف کی بنیاد گئی انصاف نہیں ہو گا تو حقدار کو اس کا حق نہیں پہنچے گا اور نتیجہ فتنہ و فساد کے علاوہ کچھ نہیں ہو گا یعنی پورے نظام کو ہلا کر رکھ دے گی سو فرمایا انصاف پر گواہی دو اور اللہ کے لیئے دو یعنی صرف اس لیئے نہیں کہ تم معاشرے میں اپنا بھرم رکھنے کو سچ بول رہے ہو یا کسی اور غرض سے بلکہ اللہ کے لیئے سچ بولو، اس لیئے سچ بولو کہ کل تمھیں ایک عدالت میں پیش ہونا ہے جو خود بھی اس واقعہ کی گواہ ہے تم بھی گواہ ہو، دیکھو کیا کہہ رہے ہو؟ یعنی قیامِ امن کے لیئے ایمان شرط ہے ورنہ ایمان کے بغیر جو کوشش کی جاتی ہے سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ ذاتی مفاد سے بالاتر نہیں ہو سکتی، آدمی کوئی کام بغیر کسی نفع یا لالچ کے کر نہیں سکتا۔ اللہ کے ساتھ ایمان ہے تو اس کی خوشنودی کا لالچ کافی ہے یہی اُمید سب کام کروا سکتی ہے لیکن اگر ایسا نہیں تو پھر کوئی غرض تو ہونی چاہیئے اور ظاہر ہے وہ ذاتی مفاد یا شہرت و اقتدار کے علاوہ کیا ہو سکتا ہے پھر ہر آدمی میں وہ خلوص کہاں سے آئے گا کہ پسِ دیوار یا زیرِ زمین بھی قانون کا احترام کرے آج کا مغربی معاشرہ اس بات پہ گواہ ہے کہ وہ اندرون ملک قیام امن اور انصاف کے تقاضے پورے کرنے میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھتے مگر کبھی امن قائم نہیں کر سکتے اس لیئے کہ قانون انسان کی آنکھ سے دیکھتا ہے نافذ کرنے والے ادارے کے کان سے سنتا ہے اب وہ زیرِ زمین یا پسِ دیوار تو دیکھ نہیں سکتا اس لیئے وہاں سب کچھ بلکہ بہت کچھ ہوتا ہے اور قانون کچھ نہیں بگاڑ سکتا امریکہ جیسے مُلک کے نیویارک شہر میں صرف قتل کی اوسط ڈیڑھ قتل فی منٹ ہے آپ گاڑی سے ذرا غافل ہوئے اور لوگ لے اُڑے چند ڈالروں کے لیئے آدمی کو گولی کا نشانہ بنا دیا جاتا ہے باوجود اس کے کہ امریکہ میں قانون کو منوانے کی اور قانون نافذ کرنے کی پوری کوشش کی جاتی ہے تو وجہ کیا ہے۔ یہی کہ ظاہری کوشش تو ہے اللہ کے ساتھ ایمان نہیں ہے اس لیئے نہ تو ظاہری کوششوں میں خلوص ہوتا ہے نہ دلوں میں خوفِ خدا

یہ صرف ایمان کا نُور ہے اور اللہ کی ذات کا یقین ہے جو پس دیوار بھی ساتھ ہے زیرِ زمین بھی ساتھ ہے حکومت کا کارندہ رعیت کا آدمی دیکھے نہ دیکھے اللہ تو دیکھ رہا ہے سو اے ایمان والو! تم سچی اور صاف شہادت دو اور اللہ کے لیئے دو ۔ اور اس حد تک سچ بولو کہ خواہ وہ شہادت خود تمہارے اپنے خلاف جاتی ہو ۔ اپنا ذاتی نقصان ہوتا ہو یا ماں باپ کو نقصان پہنچتا ہو ، یا رشتہ داروں کے خلاف بات بن رہی ہو ایسی کسی بات کو درمیان نہ آنے دو کہ جو نقصان بھی ہو گا اللہ کی ناراضگی سے بہر حال کم ہو گا اور قیام امن اور معاشرے میں حقوق کی حفاظت کا فریضہ اس سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے دیکھو کسی کو امیر سمجھ کر اس سے دب مت جانا یا غریب سمجھ کر اس کے خلاف زیادتی ہرگز نہ کرنا کہ تمہارا تعلق ان لوگوں سے اتنا قریبی نہیں ہے جتنا خود اللہ کا ہے وہ بھی اسکی مخلوق ہیں جب اللہ سچ بولنے اور انصاف قائم کرنے کا حکم دے رہا ہے تو اپنے کسی جرم کی وجہ سے کوئی بھی اسکی زد میں آتا ہو اُسے اور لوگوں سے اُمیدیں وابستہ نہ کرو کہ وہ بھی اِسی اللہ کے محتاج ہیں جس کی اطاعت کا تمہیں حکم دیا جا رہا ہے کبھی خواہشات نفس میں پھنس کر انصاف کا خون مت ہونے دو کہ لالچ یا رُعب میں آ کر ٹیڑھی میڑھی اور الجھی ہوئی بات کرو یا جاننے کے باوجود شہادت دینے سے اعراض کرو یعنی دامن بچانے کی کوشش کرو ۔ ایسا کبھی نہ کرنا کہ ایسا کرنے سے ان بُنیادی حقائق کا خون ہو گا جو اسلام کے مقاصد میں داخل ہیں یعنی عدل و انصاف کا قیام جس کے لیئے اپنی اپنی حیثیت کے مطابق اور اپنے اپنے دائرۂ اختیار میں ہر مسلمان جوابدہ ہے ہاں جہاں بات کسی کو سزا دینے یا قانون کو نافذ کرنے کی آتی ہے تو یہ ذمہ داری حکومت کی ہے ۔ ہر آدمی قانون کو ہاتھ میں نہیں لے سکتا مگر یہ بات یاد رکھو! کہ اللہ کریم تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہیں اور کوئی بات اُن کی ذات سے اوجھل اور پنہاں نہیں ہے ۔

ارشاد ہوتا ہے : اے ایمان والو! ایمان لاؤ ، اللہ پر اور اس کے رسُول پر اور وہ ایسے کہ جو کتاب اللہ نے اپنے رسُول ﷺ پر نازل فرمائی ہے اُسے مان کر دُنیا کو دِکھا دو یعنی اسے اپنے اعمال کی بنیاد بناؤ ۔ نفع کیا ہوتا ہے اور نقصان کسے کہتے ہیں ؟ اچھا کون ہے اور کون اچھا نہیں ہے ؟ کون بڑا ہے کون چھوٹا ہے ؟ ان باتوں کو بھول جاؤ ! صرف اور صرف ایک بات یاد رکھو کہ اللہ نے اس کتاب میں جو اپنے رسُول ﷺ پہ نازل فرمائی ہے کیا حکم دیا ہے اور وہ مان کر یعنی اس پر عمل کر کے ثابت کرو کہ ہم ماننے والے ہیں اور ان کتابوں پہ بھی ایمان رکھو جو پہلے اللہ کریم کی طرف سے نازل ہو چکی ہیں اور یہ دیکھ لو کہ جسے نہ اللہ پر ایمان نصیب ہوا نہ فرشتوں کا اقرار کیا نہ اللہ کی کتابوں کو مانا نہ اللہ کے رسُولوں کی تصدیق کرنا نصیب ہوئی اور نہ ہی آخرت کو مان سکا وہ راہِ حق سے کس قدر دُور چلا گیا واقعی وہ بہت ہی دُور بھٹک گیا اِتنا دُور کہ شاید واپس بھی نہ

آ سکے کہ جو لوگ اقرار کرتے ہیں پھر انکار کر دیتے ہیں پھر ایمان لائے پھر مرتد ہوئے۔ اور کفر و گمراہی میں بڑھتے ہی چلے گئے کہ عموماً منافقین یہود و نصاریٰ میں سے تھے فرمایا پہلے اپنے انبیاء پر ایمان لایا پھر اسلام کے نام پر کفر اختیار کیا اب پھر وہی کرتوت دہرائے جس کے نتیجے میں وہ کفر کی دلدل میں دھنستے چلے گئے ایسے لوگوں کو اللہ کریم بخشش اور ہدایت دونوں سے محروم فرما دیتے ہیں یعنی اسقدر برائی کرتے ہیں کہ دلوں میں توبہ کی توفیق ہی نہیں رہتی اور خاتمہ کفر پہ ہوتا ہے ورنہ تو بڑے سے بڑا کافر بھی اگر خلوص سے توبہ کرے تو اللہ کی مغفرت کے سامنے اُسکے کفر یا گناہ کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔

آپ ان منافقین کو بھی خوشخبری دے دیجئے کہ ان کے لیئے دردناک عذاب ہے اور منافقت ایسا درخت ہے جس کا پھل ہی اذیت اور تکلیف دینے والا ہے۔ اس عالم میں بھی اور آخرت میں بھی یہی لوگ جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں سے دوستی کرتے ہیں ان سے تعلقات بڑھاتے ہیں پہلے لکھا جا چکا ہے کہ تعلقات کے لیئے حدود ہیں کہ کس کے ساتھ کہاں تک تعلق جائز اور درست ہے اب کافر سے ایسا تعلق جس سے اسلام پر یا مسلمانوں پر حرف آتا ہو ہرگز جائز نہیں اور یہ بھی جائز نہیں کہ ان جیسی شکل بنائی جائے اور لباس پہنا جائے صرف اس لیئے کہ اس لباس سے تو عزت ہوگی یعنی کوئی بھی حرکت جو مؤمنین کو چھوڑ کر یا مؤمن اور اسلام پر کافر کو ترجیح دینے کا باعث بن رہی ہو اور کوئی اس غرض سے اختیار کرے کہ ایسا کرنے سے میں معزز ہو جاؤں گا تو یہ بھی محض وہم ہے ورنہ ہر طرح کی عزت صرف اللہ کے پاس ہے کہ عزت کا مالک وہی ہے اگر آخرت کی اور ابدی عزت کی بات کرو تو اللہ نے ارشاد فرما دیا کہ یہ اللہ کے لیئے ہے اللہ کے رسول ﷺ کے لیئے ہے اور اللہ کے مؤمن بندوں کے لیئے ہے اب دُنیا کی بات کرو تو دُنیا دراصل آخرت ہی کا سایہ ہے جن کے لیئے آخرت میں عزت مقدر ہوتی ہے انھیں دُنیا میں بھی لوگوں کے دلوں پر حکومت نصیب ہوتی ہے اور لوگ خلوصِ دل سے اُن کی عزت کرتے ہیں اور اُن کے علاوہ جو لوگ ہوتے ہیں انھیں عزت نصیب ہی نہیں ہوتی ہاں ان کے ساتھ لوگ عزت کی اداکاری کرتے ہیں یعنی بظاہر بڑی عزت کرتے ہیں مگر دل سے کبھی اچھا نہیں جانتے یہ سب اللہ کی طرف سے ہے اور تمہارے پاس تو اللہ کی کتاب نازل ہو چکی تم سا خوش نصیب کون ہوگا ہر ہر بات میں تمہاری راہنمائی فرماتی ہے اس بارہ میں بھی ارشاد موجود ہے کہ جو لوگ احکامِ الٰہی کا انکار یا ان کے خلاف بات کر رہے ہوں یا اُن کا مذاق اڑا رہے ہوں تو ان کے پاس مت بیٹھا کرو۔ مت جاؤ ہاں اگر کوئی مجبوری ہے اور ضرور جانا ہے تو اس وقت جاؤ جب وہ کوئی دوسرا کام کر رہا ہو مثلاً جیسے کسی حاکم کے پاس کام کے سلسلہ میں۔ تو اگر کلب میں بیٹھ کر وہ شراب پی رہا ہے یا جوا کھیل رہا ہے یا اسلام کے خلاف باتیں کر رہا ہے اور آپ اسلئے

برداشت کریں اور پاس جاکر بیٹھیں کہ یہ میرا کام کردے گا تو یہ نہ صرف بیٹھنا حرام ہے بلکہ آپ بھی اسی کی مثل ہیں یعنی منافق تو وہ ہے ہی اور اگر کلماتِ کفر یہ بک دے تو کافر ہونے میں بھی شبہ نہ ہوگا مگر کام کے لالچ میں پاس بیٹھنے والا بھی اُنھیں لوگوں میں شمار ہوگا ہاں دوسرے وقت عدالت میں یا دفتر میں کام کے سلسلہ میں جانا ہو تو وہاں وہ بھی تو دوسرا کام کر رہا ہوگا۔ جاکر کام کرلو! ورنہ کفر پہ راضی ہونا بھی کفر ہے اور ایسی بُری مجالس کو مٹانا اور ان کی رونق کم کرنا ہر مسلمان کا فریضہ ہے چلو! جو شخص کچھ بھی نہیں کرسکتا وہ اگر شامل نہ ہو تو ایک آدمی تو کم ہوگا نیز علماء نے یہاں سے اخذ کیا ہے کہ ایسے لوگ جو منشاء نبویؐ کے خلاف اور سلفِ صالحین کے خلاف کتاب اللہ کا معنیٰ کرتے ہیں اُن کے پاس بیٹھنا اور ان کی بات سُننا بھی حرام ہے کہ یہ بھی تحریف معنوی ہے۔

پھر ایسی بری مجالس سے تو تنہائی بدرجہا بہتر ہے ہاں دل سے راضی نہیں ہے مگر برداشت کرتا ہے تو کافر نہ ہوگا مگر سخت گناہگار ہوگا اور اگر کسی دنیوی مجبوری، ملازمت وغیرہ کی وجہ سے مجبور ہے تو اس پر گناہ نہ ہوگا جیسے فوجی ملازم وغیرہ اور ایسے مجمعوں یا اجتماعات میں تبلیغ کے لئے جانا اور دلائل سے، کردار سے، اسلام کی فضیلت ثابت کرنا یا ان تک پہنچانا جہاد ہے اور افضل ترین عبادت ہے ورنہ پاس بیٹھنے والا بھی ویسا ہی شمار ہوگا جیسے وہ خود۔ اللہ کریم ان کفار و منافقین کو جو ہمیشہ مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی فکر میں رہتے ہیں اور موقع تاڑتے رہتے ہیں جب فتح ہوتی ہے تو کہتے ہیں ہم آپ کے ساتھ نہ تھے ہم نے مشورہ نہ دیا تھا اور جنگ میں تو وقت بدلتا رہتا ہے کبھی بظاہر کفار کا پلڑا بھاری نظر آئے تو کہتے ہیں۔ کیا تمھارے بچانے میں ہم نے بہت بڑا کردار ادا نہیں کیا اور مسلمانوں کو سمجھ ہی نہیں آنے دی اور تم لوگ صاف بچ گئے۔ خود نھیں بھی تب پتہ چلے گا جب ان کا حشر ہی کافروں کے ساتھ ہوگا بلکہ اُن کے ساتھ دوزخ میں ڈالے جائیں گے تب جانیں گے کہ یہ دھوکا مسلمانوں کو نہیں زندگی بھر اپنے آپ کو دیتے رہے اور قیامت کے دن تو یہ فیصلے ہو کر رہیں گے اور یہ بھی اللہ کا وعدہ ہے کہ منافق بھی زور لگا لے اور کفار بھی کبھی کفر کو اسلام پہ اور کافروں کو مسلمانوں پر غلبہ نہ دے گا اب اگر خود مسلمان ہی شرطِ اسلام پہ پورا نہ اُترے تو اس میں قصور کسی دوسرے کا نہیں بلکہ مسلمانوں کی بقا۔ علے الایمان آج بھی اسی میں ہے کہ سب کے سب جہاں ہیں وہاں اپنی سمت درست کریں اور خلوص کے ساتھ توبہ کرکے نبیِ رحمت ﷺ کی غلامی اختیار کریں۔ یا اللہ! ایسا ہی ہو!

إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ
خَادِعُهُمْ ۚ وَإِذَا قَامُوْٓا إِلَى الصَّلٰوةِ
قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا
يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ إِلَّا قَلِيْلًا ۙ (۱۴۲)

منافق (ان چالوں سے اپنے نزدیک) خدا کو دھوکا دیتے ہیں۔
(یہ اسکو کیا دھوکا دینگے) وہ انہیں کو دھوکے میں ڈالنے والا ہے اور
جب یہ نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو سست اور کاہل ہو کر (صرف) لوگوں کے
دکھانے کو اور خدا کی یاد ہی نہیں کرتے مگر بہت کم (۱۴۲)

142. Lo! the hypocrites seek to beguile Allah, but it is Allah who beguileth them. When they stand up to worship they perform it languidly and to be seen of men, and are mindful of Allah but little;

مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَآ إِلٰى
هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ إِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ
اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ سَبِيْلًا (۱۴۳)

بیچ میں پڑے لٹک رہے ہیں نہ ان کی طرف (ہوتے
ہیں) نہ ان کی طرف۔ اور جس کو خدا بھٹکائے تو تم اس
کے لئے کبھی بھی رستہ نہ پاؤ گے (۱۴۳)

143. Swaying between this (and that), (belonging) neither to these nor to those. He whom Allah causeth to go astray thou (O Muhammad) wilt not find a way for him.

يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ
أَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ أَتُرِيْدُوْنَ
أَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا (۱۴۴)

اے اہل ایمان مومنوں کے سوا کافروں کو دوست
نہ بناؤ۔ کیا تم چاہتے ہو کہ اپنے اوپر خدا کا
صریح الزام لو۔ (۱۴۴)

144. O ye who believe! Choose not disbelievers for (your) friends in place of believers. Would ye give Allah a clear warrant against you?

إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِى الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ
مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ۙ (۱۴۵)

کچھ شک نہیں کہ منافق لوگ دوزخ کے سب سے
نچلے درجے میں ہونگے اور تم انکا کسی کو مددگار نہ پاؤ گے (۱۴۵)

145. Lo! the hypocrites (will be) in the lowest deep of the fire, and thou wilt find no helper for them;

إِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَأَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا
بِاللّٰهِ وَأَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَأُولٰٓئِكَ
مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۖ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ
الْمُؤْمِنِيْنَ أَجْرًا عَظِيْمًا (۱۴۶)

ہاں جنہوں نے توبہ کی اور اپنی حالت کو درست کیا اور
خدا کی (رسی) کو مضبوط پکڑا اور خاص خدا کے حکم بردار
ہو گئے تو ایسے لوگ مومنوں کے زمرے میں ہونگے
اور خدا عنقریب مومنوں کو بڑا ثواب دے گا (۱۴۶)

146. Save those who repent and amend and hold fast to Allah and make their religion pure for Allah (only). Those are with the believers. And Allah will bestow on the believers an immense reward.

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ إِنْ شَكَرْتُمْ
وَاٰمَنْتُمْ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا (۱۴۷)

اگر تم (خدا کے) شکر گزار رہو اور (اس پر) ایمان لے آؤ تو
خدا تمکو عذاب دیکر کیا کریگا۔ اور خدا تو قدر شناس (اور) دانا ہے (۱۴۷)

147. What concern hath Allah for your punishment if ye are thankful (for His mercies) and believe (in Him)? Allah was ever Responsive, Aware.

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ
الْقَوْلِ إِلَّا مَنْ ظُلِمَ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ
سَمِيْعًا عَلِيْمًا (۱۴۸)

خدا اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ کوئی کسی کو علانیہ برا
کہے مگر وہ جو مظلوم ہو۔ اور خدا (سب کچھ)
سنتا (اور) جانتا ہے (۱۴۸)

148. Allah loveth not the utterance of harsh speech save by one who hath been wronged. Allah is ever Hearer, Knower.

إِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا أَوْ تُخْفُوْهُ أَوْ تَعْفُوْا عَنْ
سُوْٓءٍ فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا (۱۴۹)

اگر تم لوگ بھلائی کھلم کھلا کرو گے یا چھپا کر یا برائی سے درگزر
کرو گے تو خدا بھی معاف کرنیوالا (اور) صاحب قدرت ہے (۱۴۹)

149. If ye do good openly or keep it secret, or forgive evil, lo! Allah is Forgiving, Powerful.

إِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ
وَيُرِيْدُوْنَ أَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ
وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ
وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّيُرِيْدُوْنَ أَنْ

جو لوگ خدا سے اور اس کے پیغمبروں سے کفر کرتے
ہیں اور خدا اور اس کے پیغمبروں میں فرق کرنا چاہتے
ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں
مانتے۔ اور ایمان اور کفر کے بیچ میں ایک راہ

150. Lo! those who disbelieve in Allah and His messengers, and seek to make distinction between Allah and His messengers, and say: We believe in some and disbelieve in others and seek to choose

يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا (150)
اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا
لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا (151)
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ
يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ
سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ۭ وَكَانَ
ع اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (152)

نکالنی چاہتے ہیں (150)
وہ بلا اشتباہ کافر ہیں۔ اور کافروں کے لئے ہم
نے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے (151)
اور جو لوگ خدا اور اُس کے پیغمبروں پر ایمان لائے
اور اُن میں سے کسی میں فرق نہ کیا (یعنی سب کو مانا)
ایسے لوگوں کو وہ عنقریب اُن (کی نیکیوں) کے صلے عطا
فرمائے گا۔ اور خدا بخشنے والا مہربان ہے (152)

a way in between;

151. Such are disbelievers in truth; and for disbelievers We prepare a shameful doom.

152. But those who believe in Allah and His messengers and make no distinction between any of them, unto them Allah will give their wages: and Allah is ever Forgiving, Merciful.

اسرار و معارف

منافقین درحقیقت اللہ کو دھوکا دینا چاہ رہے ہیں جب مؤمنین کو یا رسول ﷺ کو دھوکا دیا تو گویا خود اللہ کو دھوکا دینے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں کہ اعمال کا اجر تو اللہ کریم کی طرف سے ملے گا ہاں وقتی طور پر اللہ کے بندے دھوکا کھا جائیں گے اور منافق کو مسلمان سمجھ بیٹھیں گے اللہ کریم بھی اُنھیں اس جُرم کی بہت سخت سزا دے گا۔ یہ ایسے بدبخت ہیں کہ نماز کے لیئے بھی کھڑے ہوں گے تو نہایت بددلی کے ساتھ ویسے تو کسل سے سُستی مراد ہوتی ہے۔ مگر یہاں جسمانی سُستی کی نسبت ایمانی سُستی پائی جاتی ہے ورنہ بظاہر تو شاید بڑے اہتمام سے کھڑے ہوتے ہوں گے۔ کہ وہ پڑھتے ہی لوگوں کو دکھانے کے لیئے ہیں اللہ کی رضا مطلوب نہیں لوگوں میں نیک مشہور ہونا چاہتے ہیں۔ بظاہر بڑے خشوع کا اظہار کرتے ہیں مگر اندر سارا کھوٹ بھرا ہوتا ہے یہاں اگر بوجہ بیماری یا جسمانی کمزوری بظاہر سُستی ہو جائے تو وہ زیرِ بحث نہیں بلکہ منافق کی اندرونی کیفیت کا اظہار مطلوب ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ منافق اللہ کا ذکر نہیں کرتے اللہ اللہ نہیں کرتے اگر کبھی کریں بھی تو بہت کم، کسی مجلس میں پھنس گئے تو لوگوں کو دکھانے کے لیئے کر لی۔ ورنہ اگر مسلسل اللہ اللہ بھی کرتے رہیں تو اُن کے نفاق کا کچھ تو علاج ہو لیکن اُنھیں تو ذکرِ الٰہی تک نصیب نہیں نہ یہ اِس طرف کے رہے نہ اُس طرف پہنچ پائے۔ بس درمیان میں پریشانی کے عالم میں کھڑے ہیں کبھی کافروں کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہیں تو کبھی مسلمانوں کی طرف ایک قدم چل لیتے ہیں اصل بات یہ ہے کہ بندے کو اللہ کریم سے بگاڑنی نہیں چاہیئے غلطی ہو جائے۔ گناہ ہو جائے تو اس کا اقرار کرے توبہ کرے اور سیدھا سیدھا اس سے بخشش طلب کرتا رہے ورنہ مسلسل گناہ کیئے جانے سے اور توبہ نہ کرنے سے بات اللہ کریم سے بگڑ جاتی ہے اور جب کسی کو

اس کی طرف سے ہدایت نصیب نہیں ہوتی تو پھر ایسے آدمی کے لئے کوئی بھی راستہ باقی نہیں رہتا کوئی سبب کوئی ذریعہ باقی نہیں رہتا سو ایمان والوں کو اور مسلمانوں کو زیب ہی نہیں دیتا کہ وہ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں سے دوستی کریں جو حدود و تعلقات کے بارہ میں شریعتِ مطہرہ نے مقرر فرما دی ہیں ان سے تجاوز کرنا گویا خود اپنے اوپر الزام لینے والی بات ہوئی کہ اگر اللہ کریم سوال کر دیں تو کوئی جواب نہ ہوگا۔

نفاق سب سے بڑا جرم ہے

اور منافقین دوزخ کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے جنت میں جس طرح درجات اوپر کو بڑھیں گے اور اعلیٰ مقامات کے حاملین اوپر کے درجات کو بلند کئے جائیں گے اس طرح دوزخ کی سزائیں اور عذاب نیچے کو بڑھیں گے اور نیچے کا ہر درجہ سخت سے سخت تر ہوتا چلا جائے گا۔ منافقین کی سزا یہ ہوگی کہ انہیں سب سے نچلے درجے میں یعنی کفار سے بھی سخت سزا دی جائے گی کہ وہ کھلے کافر تھے اور یہ چھپے ہوئے کافر اور کسی کو ان کی مدد کرنے کی جرأت ہوگی نہ کوئی ان کا مددگار ہوگا

ہاں! درِ توبہ کھلا ہوا ہے اگر اتنے دور جانے کے باوجود توبہ کر لیں۔ اور توبہ کیا ہے؟ اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرنے کے ساتھ اپنی اصلاح کر لیں یعنی عقائد و اعمال میں آقائے نامدار ﷺ کی غلامی اختیار کر لیں اور اللہ سے تعلق جوڑ لیں جو امیدیں کفار سے تھیں یا اللہ کے سوا کسی سے بھی تھیں اب ساری اس ایک ذات سے جوڑ لیں اور اپنے کردار کو کھرا کر لیں خالص بغیر لگی لپٹی کے تو ہم آج بھی انھیں وہی انعامات عطا کر دیں گے جو مومنین کو عطا کرتے ہیں انھیں ایمانداروں کے ساتھ اپنے بندوں کے ساتھ شامل کر لیں گے اور یہ تو ظاہر ہے کہ مومنین کو تو عنقریب انعامات سے نوازا جائے گا۔ نہ صرف ان کی کارکردگی پر بلکہ اللہ تعالےٰ اپنی شان کے مطابق عطا فرمائیں گے اور بہت بڑا انعام عطا فرمائیں گے جو انھیں بھی مل سکتا ہے یہ بھی پا سکتے ہیں۔ اگر یہ آج بھی اپنی اصلاح کر کے خلوص کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کی غلامی کو اختیار کر لیں تو یہ سب ہو سکتا ہے۔ بھلا سوچو تو سہی کہ اے انسانو! اللہ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا؟ تمہاری حیثیت کیا ہے اس کے مقابلے میں، تم اس کی ایک ادنیٰ سی مخلوق ہی تو ہو۔ تو اگر تم خود راستے سے نہ بھٹکو اور اپنے آپ کو تباہی کی طرف لے کر نہ جاؤ بلکہ سیدھے راستے پر چلو اللہ کا شکر ادا کرو، اس پر ایمان لاؤ، اس کی اطاعت کرو تو وہ بڑا قدردان ہے کام سے بڑھ کر انعام دیتا ہے اور آدمی کی حیثیت سے بلند مقام عطا کرنا اسی کا کام ہے۔ ہاں سب کچھ جانتا ہے وہاں دھوکہ نہیں چل سکتا۔ سیدھے سیدھے اطاعت

سے کام ہو گا ورنہ نہیں ۔

برائی کی تشہیر

کوئی بھی ناپسندیدہ بات لوگوں کے سامنے نہ کی اور کہی جائے کہ ناپسندیدہ بات کی تشہیر بھی اللہ کو پسند نہیں ۔ ہاں اگر کسی پر ظلم و زیادتی کی گئی ہو تو وہ اُس کی شکایت کرنے کا حق رکھتا ہے متعلقہ حکام کے ۔ روبرو کرے یا معاشرے میں اس کے مظالم بیان کرے کہ لوگ اس کی مدد کر سکیں یا کم از کم خود کو ظالم ۔ سے بچانے کی سبیل کریں اور اللہ تو سُننے والا بھی ہے اور جاننے والا بھی چونکہ بات انسانی معاشرے کے سدھار کی درُستی کی ہو رہی ہے قیام امن اور عدل و انصاف کی ہو رہی ہے حقوق و فرائض کی ہو رہی ہے تو اس کی ساری ممکنہ صُورتیں سامنے لائی جا رہی ہیں کہ قاعدہ یہ ہونا چاہیئے کہ بُرائی کی تشہیر نہ کی جائے ورنہ لوگوں میں برائی کرنے کی جرأت پیدا ہو گی ہاں بھلائی اور نیکی کی تشہیر کا اہتمام کیا جانا ضروری ہے کہ دُوسروں میں بھی نیک جذبات پیدا ہوں ۔ جیسے ہمارے ہاں رسالوں اور ماہناموں کو تو چھوڑیئے اُن میں سے تو اکثر بکتے ہی فحش نگاری کے بل بوتے پر ہیں پھر اخبار بھی برائی چھاپتا ہے اور کوئی بڑے سے بڑی نیکی کبھی خبر نہیں بن سکتی ۔ محض چند ٹکے کمانے کی خاطر ۔ فرمایا" یہ معاشرے کی تباہی کا بنیادی سبب ہے اور اللہ کریم کو سخت ناپسند ہے ہاں جس کسی کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے وہ ضرور بدلہ لے سکتا ہے مگر صرف اس حد تک جتنی زیادتی اُس کے ساتھ ہوئی ہے اگر اس سے بڑھے گا تو پھر یہ ظلم شمار ہو گا ۔

علاوہ ازیں عدالت کے فیصلے بدلہ تو دلوا دیں گے مگر دلوں میں دُوری کا سبب بنتے ہیں کیا ہی اچھا ہو اگر ایک فریق نے یا ایک شخص نے برائی کی ہے تو دوسرا نیکی کرے اُسے معاف کر دے تاکہ آئندہ کے لیئے دلوں سے کدورت ہی مٹ جائے اگر نیکی تم کسی مجلس میں کرو سب کے سامنے کرو یا چھپ کر کرو بہر حال برائی پہ معافی دے دو تو ممکن ہے تمہارا حُسن سلوک اُس انسان کی سوچ بدل دے اس کی زندگی کی راہیں بدل دے دیکھو اللہ بھی کتنا معاف کرنے والا اور کس قدر درگذر سے کام لینے والا ہے ۔ حالانکہ وہ جو چاہے اور جب چاہے کر سکتا ہے ممکن ہے تم نے کتنی خطائیں کی ہوں جو اللہ کے علم میں یقیناً ہونگی ۔ مگر باوجود طاقت کے عفو و درگذر سے کام لے رہا ہے تم بھی اگر اُس کے ایک بندے کو معاف کر سکو تو اس کی طرف سے تمہارا یہ کام انعام سے خالی نہ جائے گا ۔ اور اگر بندہ ہی سنبھل گیا تو تم نے بہت ہی بڑا کارنامہ انجام دے لیا کہ انسانی معاشرہ سُدھار لیا

بعض لوگ اللہ سے اور اس کے رسولوں سے کفر کرتے ہیں ان کا انکار کرتے ہیں وہ اسطرح کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں تفریق کرتے ہیں جیسے یہودی کہ ہم موسے علیہ السلام کو مانتے ہیں اللہ کو مانتے ہیں کتاب کو مانتے ہیں۔ عیسائی کہ ہم عیسے علیہ السلام کو اور انجیل کو مانتے ہیں۔ فرمایا کہ یہ سب کافر ہیں جب تک تمام انبیاء کی نبوت کا اقرار نہ کریں۔ اگر ایسا کریں گے تو آپ ﷺ کی نبوت کو ماننا پڑے گا۔ جب آپؐ کو نبی مانیں گے تو پھر اتباع بھی آپؐ کا کرنا ہوگا۔ کہ جس نبی کا زمانہ جس آدمی نے پایا وہ اسی کا اتباع کرنے اور اسی کی بات ماننے کا مکلف ہے تو آپ ﷺ کی بعثت ساری انسانیت کے لیئے ہے مگر پہلی کتابوں اور تمام پہلے انبیاء کی تصدیق بھی فرماتے ہیں وہ کتابیں حق تھیں جو اُن انبیاء پہ نازل ہوئیں موجودہ صورت میں یہودیوں اور عیسائیوں نے ردّ و بدل کر دیا ہے یہ علیحدہ بحث ہے مگر سب انبیاء کی نبوت کا اقرار کیا جانا ضروری ہے ہاں حکم اس نبی کا مانا جائے گا جس کا دَور اور عہد ہوگا جس کا زمانہ ہوگا یہاں یہ بات بھی صاف ہوگئی کہ بعض لوگ جو شبہات پیدا کرتے ہیں عیسائی یا یہودی بھی اگر نیکی کرے تو نجات پا سکتا ہے ہرگز نہیں بلکہ ارشاد ہوتا ہے بعض انبیاء کی نبوت کا اقرار اور بعض کا انکار کر کے جو یہ درمیانی راستہ تلاش کرنیوالے لوگ ہیں یہی اصلی کافر ہیں اور سخت ترین کافر کہ کفر کو اسلام ثابت کرنے پہ تُلے ہوئے ہیں اور کافروں کے لیئے تو ہم نے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے یعنی انھیں صرف عذاب ہی نہیں ساتھ رسوائی کا بھی سامنا کرنا ہوگا اور ایسے کھرے لوگ جو اللہ پر ایمان لاتے ہیں اس کے رسولوں پہ لاتے ہیں پھر ان میں تفریق نہیں کرتے کہ بعض کو مان لیں اور بعض کا انکار کر دیں ایسے لوگ کامیابی پانے والے لوگ ہیں جنھیں عنقریب اُن کے اجر سے نوازا جائے گا اور اگر ان سے کوئی کمی اعمال کے بارہ میں رہ بھی گئی بحیثیت انسان کبھی غلطی بھی سرزد ہوگئی تو اللہ بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے بڑا مہربان ہے۔ یہاں ان لوگوں کے خیال کی تردید بھی ہوگئی۔ جو کہتے ہیں جی اصل بات یہ ہے کہ انسان اچھے کام کرے اور بس باقی باتیں مولویوں کے جھگڑے ہیں نماز روزہ ضروری نہیں اگر روزہ رکھے اور گناہ کرے تو کیا فائدہ۔ تو نیکی اور بدی کی حد کون مقرر کرے گا؟ یہ کیسے پتہ چلے گا کہ یہ کام نیکی ہے اس کے لیئے ایمان باللہ اور ایمان بالرسول ضروری ہے جہاں سے پتہ چلے کہ نیکی کیا ہے اور کیا نیکی نہیں ہے دوسرے اگر عبادت بھی کرتا ہے اور گناہ سرزد ہوتا ہے تو چھوڑ دینے کی چیز گناہ ہے نہ یہ کہ عبادت چھوڑ دے۔ اگر ممکن ہو تو گناہ کو چھوڑنے پہ اور عبادت کو قائم رکھنے پہ اپنا زور صرف کرے۔

يَسْـَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ ۚ وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۵۳﴾

(اے محمدؐ) اہلِ کتاب تم سے درخواست کرتے ہیں کہ تم اُن پر ایک (لکھی ہوئی) کتاب آسمان سے اُتار لاؤ تو یہ موسیٰ سے اس سے بھی بڑی بڑی درخواستیں کر چکے ہیں (اُن سے) کہتے تھے ہمیں خدا کو ظاہر (یعنی آنکھوں سے) دکھا دو سو اُن کے گناہ کی وجہ سے اُن کو بجلی نے آ پکڑا پھر کھلی نشانیاں آئے پیچھے بچھڑے کو (معبود) بنا بیٹھے تو اس سے بھی ہم نے درگزر کی۔ اور موسیٰ کو صریح غلبہ دیا ﴿۱۵۳﴾

153. The People of the Scripture ask of thee that thou shouldst cause an (actual) Book to descend upon them from heaven. They asked a greater thing of Moses aforetime, for they said: Show us Allah plainly. The storm of lightning seized them for their wickedness. Then (even after that) they chose the calf (for worship) after clear proofs (of Allah's Sovereignty) had come unto them. And We forgave them that! And We bestowed on Moses evident authority.

وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۱۵۴﴾

اور اُن سے عہد لینے کو ہم نے اُن پر کوہِ طور اُٹھا کھڑا کیا اور اُنہیں حکم دیا کہ (شہر کے) دروازے میں (داخل ہونا تو) سجدہ کرتے ہوئے داخل ہونا اور یہ بھی حکم دیا کہ ہفتے کے دن (مچھلیاں پکڑنے) میں تجاوز (یعنی حکم کے خلاف) نہ کرنا غرض ہم نے اُن سے مضبوط عہد لیا ﴿۱۵۴﴾

154. And We caused the Mount to tower above them at (the taking of) their covenant: and We bade them: Enter the gate, prostrate! and We bade them: Transgress not the Sabbath: and We took from them a firm covenant.

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ۭ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۵۵﴾ وَّبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰي مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ﴿۱۵۶﴾ وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ۭ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ﴿۱۵۷﴾ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ

(لیکن انہوں نے عہد کو توڑ ڈالا) تو اُنکے عہد توڑ دینے اور خدا کی آیتوں سے کفر کرنے اور انبیاء کو ناحق مار ڈالنے اور یہ کہنے کے سبب کہ ہمارے دلوں پر پردے (پڑے ہوئے) ہیں (خدا نے اُنکو مردود کر دیا۔ اور اُنکے دلوں پر پردے نہیں ہیں) بلکہ اُنکے کفر کے سبب خدا نے اُن پر مہر کر دی ہے تو یہ کم ہی ایمان لاتے ہیں ﴿۱۵۵﴾ اور اُن کے کفر کے سبب اور مریم پر ایک بہتان عظیم باندھنے کے سبب ﴿۱۵۶﴾ اور یہ کہنے کے سبب کہ ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰ مسیح کو جو خدا کے پیغمبر (کہلاتے) تھے قتل کر دیا ہے (خدا نے اُنکو ملعون کر دیا) اور انہوں نے عیسیٰ کو قتل نہیں کیا اور نہ اُنہیں سُولی پر چڑھایا بلکہ اُن کو اُن کی سی صورت معلوم ہوئی۔ اور جو لوگ اُن کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں وہ اُنکے حال سے شک میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور پیروی ظن کے سوا اُنکو اسکا مطلق علم نہیں۔ اور اُنہوں نے عیسیٰ کو یقیناً قتل نہیں کیا ﴿۱۵۷﴾ بلکہ خدا نے اُن کو اپنی طرف اُٹھا لیا۔ اور خدا غالب (و

155. Then because of their breaking of their covenant, and their disbelieving in the revelations of Allah, and their slaying of the Prophets wrongfully, and their saying: Out hearts are hardened— Nay, but Allah hath set a seal upon them for their disbelief, so that they believe not save a few—

156. And because of their disbelief and of their speaking against Mary a tremendous calumny;

157. And because of their saying: We slew the Messiah Jesus son of Mary, Allah's messenger—They slew him not nor crucified, but it appeared so unto them; and lo! those who disagree concerning it are in doubt thereof; they have no knowledge thereof save pursuit of a conjecture; they slew him not for certain:

158. But Allah took him up unto Himself. Allah was ever Mighty, Wise.

159. There is not one of the People of the Scripture but will believe in him before his death,

عَزِيزًا حَكِيمًا (158)
وَإِن مِّنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ
قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا (159)
فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا
عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ أُحِلَّتْ لَهُمْ وَ
بِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ كَثِيرًا (160)
وَّأَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوا عَنْهُ وَ
أَكْلِهِمْ أَمْوٰلَ النَّاسِ بِالْبٰطِلِ ۚ وَ
أَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِينَ مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا (161)
لٰكِنِ الرّٰسِخُونَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَ
الْمُؤْمِنُونَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ
إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ وَ
الْمُقِيمِينَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ
وَالْمُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۗ
أُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيهِمْ أَجْرًا عَظِيمًا (162)

حکمت والا ہے (158)
اور کوئی اہلِ کتاب نہیں ہوگا مگر اُنکی موت سے پہلے اُن پر
ایمان لے آئیگا اور وہ قیامت کے دن اُن پر گواہ ہونگے (159)
تو ہم نے یہودیوں کے ظلموں کے سبب (بہت سی)
پاکیزہ چیزیں جو اُن کو حلال تھیں حرام کر دیں۔ اور اس
سبب سے بھی کہ وہ اکثر خدا کے رستے سے لوگوں کو روکتے تھے (160)
اور اس سبب سے بھی کہ باوجود منع کئے جانیکے سُود لیتے تھے اور
اس سبب سے بھی کہ لوگوں کا مال ناحق کھاتے تھے۔ اور ان میں سے جو کافر
ہیں اُنکے لئے ہم نے درد دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے (161)
مگر جو لوگ اُن میں سے علم میں پکے ہیں اور جو مومن
ہیں وہ اس (کتاب) پر جو تم پر نازل ہوئی اور جو
(کتابیں) تم سے پہلے نازل ہوئیں (سب) پر ایمان
رکھتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں
اور خدا اور روزِ آخرت کو مانتے ہیں۔ اُن کو ہم
عنقریب اجرِ عظیم دیں گے (162)

and on the Day of Resurrection he will be a witness against them—

160. Because of the wrongdoing of the Jews We forbade them good things which were (before) made lawful unto them, and because of their much hindering from Allah's way:

161. And of their taking usury when they were forbidden it, and of their devouring people's wealth by false pretences. We have prepared for those of them who disbelieve a painful doom.

162. But those of them who are firm in knowledge and the believers believe in that which is revealed unto thee, and that which was revealed before thee, especially the diligent in prayer and those who pay the poor-due, the believers in Allah and the Last Day. Upon these We shall bestow immense reward.

اسرار و معارف

بے عملی کے بہانے

کج بحثی کرنا یہود کی پرانی عادت ہے اور اس بدبخت قوم کی تاریخ ہی یہ ہے کہ اللہ کے بندوں کو اللہ کے دین اور اللہ کے رسولوں کو اُنھوں نے بہت ایذا پہنچائی اور ہمیشہ اُلٹ بات سوچتے اور کہتے بھی ہیں کرتے بھی اُلٹ ہیں۔ اب آپ ﷺ سے سوال کرتے ہیں آپ آسمان سے لکھی لکھائی کتاب لے کر آئیں پھر ہم ایمان لائیں گے مگر خود موسےٰ علیہ السلام سے جو طور پہ سے لکھی لکھائی کتاب لے کر آگئے تھے انھوں نے اس سے بھی بہت بڑا سوال کر دیا تھا اور وہ تھا کہ ہم کو کھلم کھلا اللہ کی زیارت کرا دیں جب مانیں گے اس زیادتی پر اُن پر برق گری اور تباہ ہو گئے مگر موسےٰ علیہ السلام کی دعا سے پھر زندگی عطا ہوئی سمندر پھٹ کر راستہ بن گیا فرعون جیسا ظالم و جابر ان کے دیکھتے دیکھتے غرق ہو گیا اس سے پہلے کتنے مقابلے اور معرکے موسےٰ علیہ السلام کے فرعون کے ساتھ ہوئے یہ سب کچھ ان لوگوں کا آنکھوں دیکھا تھا۔ پھر بچھڑے کو سجدہ کرنے لگ گئے پھر سزا مسلط ہوئی۔ پھر

موسےٰ علیہ السلام نے معافی دے کردی اور موسےٰ علیہ السلام کو ہم نے رعب و دبدبہ اور شہروں اور قوموں پہ غلبہ عطا فرمایا جس کے طفیل انھیں بغیر مشقت کے شہروں پہ تسلط نصیب ہوتا رہا مگر یہ ایسے بدنصیب ہیں کہ پھر بگڑ گئے اور کہنے لگے ۔ ہم سے یہ تورات کے احکام کی پابندی نہیں ہوتی بھلا یہ بھی کوئی بات ہے ہم اپنی مرضی سے رہیں گے جو چاہیں گے کریں گے ۔ ہم نے پورا طور پہاڑ اٹھا کر ان کے اوپر لٹکا دیا کہ مانو یا اوپر پہاڑ گرے گا تب مان کر دیا ۔ ہم نے انھیں بغیر لڑائی کے شہر پہ قبضہ دے دیا اور صرف اتنا حکم دیا کہ جب شہر کے دروازے میں داخل ہو گے تو سر جھکا کر اور عاجزی ظاہر کرتے ہوئے داخل ہونا اور ہفتہ کے روز مچھلی کا شکار نہ کرنا اور اُن سے بڑے پکے وعدے لئے انھوں نے اپنے نبی کی وساطت سے بڑے وعدے کئے مگر ہوا کیا اِن بدبختوں نے وعدے توڑ ڈالے اللہ کی آیات کے ساتھ کُفر کیا اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ناحق قتل کیا یعنی جب ان کو ممالک پہ قبضہ مل گیا ریاستوں اور سلطنتوں کے والی بنے تو یکسر بدل گئے جتنے کہ پھر جب نبی بھیجے گئے تو انھوں نے ظلماً شہید کر دیئے قتل تو ویسے بھی ناحق ہی تھا ۔ یہاں قتل ناحق سے مراد غالباً یہ ہے کہ قاتل بھی جانتا ہے کہ مقتول ظلماً مارا جا رہا ہے اس کا کوئی گناہ یا قصور نہیں ان کرتوتوں کے مالک دعوے یہ کرتے تھے کہ ہمارے قلوب تو پردوں میں ہیں ہم کبھی گمراہ ہو ہی نہیں سکتے ان سب مظالم کا قدرتی نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ کی طرف سے ان یہودیوں کے دِلوں پر مہر کر دی گئی ان میں بہت ہی کم خوش نصیب ہوں گے جن کو ایمان نصیب ہو ورنہ یہ کفر ہی پہ مرتے ہیں ۔ اور ہمیشہ دین برحق کی مخالفت پر کمربستہ رہتے ہیں ۔ دیکھو ! حضرت مریم پر کیسا ظالمانہ بہتان لگایا اور کتنا بڑا طوفان باندھا کافر تو تھے ہی پھر ایک نئے نبی کے ساتھ بھی صرف کفر ہی نہیں کیا بلکہ ان کے خلاف انکی نیک اور پارسا والدہ ماجدہ کے خلاف کتنا طوفان کھڑا کر دیا پھر یہ ایسے بدکار ہیں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے قتل کے درپے ہو گئے چونکہ علمی اور دلائل کے میدان میں یہ مقابلہ کرنے سے عاجز آ چکے تھے ۔ سو بادشاہ کو بھڑکا کر قتل کا حکم صادر کروایا اور پوری کوشش کی مگر قتل نہ کر سکے اُن کا یہ کہنا کہ ہم نے عیسےٰ ابن مریم کو قتل کر دیا ہے ۔ صریح جھوٹ ہے نہ یہ انھیں قتل کر سکے نہ سُولی پہ چڑھا سکے ہاں اُنھیں خود شُبہ میں مبتلا کر دیا گیا بعض مفسّرین نے لکھا ہے کہ جو آدمی عیسےٰ علیہ السلام کی نشاندہی کرنے کیلئے فوجی دستہ لے کر گیا مکان کے اندر داخل ہُوا تو عیسےٰ علیہ السلام تو موجود نہ تھے اللہ نے آسمانوں پہ اٹھا لیا تھا لیکن اُسکی شکل اُن جیسی دکھائی دینے لگی ۔ واپس باہر آیا کہ وہ تو اندر نہیں ہیں مگر انھوں نے پکڑ لیا کہ ہم نے پہچان لیا ہے ۔ اور سُولی پہ چڑھا دیا مگر اپنا آدمی تلاش کرنے اندر گئے تو اندر تو کوئی تھا نہیں باہر آئے تو اپنے آدمی کی لاش کو سولی پہ پا کر پریشان ہو گئے معاملہ چھپانا چاہا چھپا بھی

نہ سکے کہ آدمی کہاں ہے ؟ پھر عیسیٰ کی میت دکھاؤ ان سب کا کوئی جواب نہ تھا ۔ اسی لیۓ علمائے یہود میں خود اختلاف رائے موجود ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ ان کی نگاہ میں یہ سارا معاملہ مشکوک ہے اب ان کے پاس کوئی قطعی دلیل تو ہے نہیں سوائے اندازے کے اور گمان کے کہ اٹکل لگاتے رہیں یوں ہوا ہوگا یا پھر یوں ہوا ہوگا ۔ اصل معاملہ کیا ہوا یہ واقعات جو مفسرین نے لیئے ہیں یہ بھی کوئی زیادہ قابلِ بھروسہ نظر نہیں آتے کہ تفصیل نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں ۔ ہاں ! کتاب اللہ نے ایک فیصلہ کر دیا "وما قتلوہ یقیناً ۔" یہ یقینی اور قطعی بات ہے کہ وہ انھیں قتل نہیں کر سکے بلکہ اللہ کریم نے انھیں اٹھا لیا اور اللہ غالب بھی ہے اور حکمت والا بھی ہے ۔ جو چاہے کرے جس تدبیر سے چاہے کرے یہ جو لوگ رفع سے مراد قبض رُوح لیتے ہیں ان کو یہ ضرور سوچ لینا چاہیئے کہ قتل اور سُولی کا نتیجہ بھی موت ہی تھا اگر وہ نہ دے سکے اللہ نے دے دی تو یہود کا مدعا تو پورا ہو گیا یہ رفعہ اللہ الیہ کی کیا ضرورت باقی رہی ۔ فرق کیا پڑا ؟ ۔ غالباً بات پہلے سورۃ بقرہ میں گذر چکی ہے مگر پھر بھی چند الفاظ اُن کی آگاہی کے لیۓ ضروری ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ آسمانوں پہ انسانی زندگی کا تصور ممکن نہیں کھاتے کیا ہوں گے ؟ رفع حاجت کیسے کرتے ہوں گے ؟ تو کیا رحمِ مادر کے تہہ در تہہ پردوں میں زندگی کا تصور آسان ہے ؟ وہ کہاں سے کھاتا ہے ، رفع حاجت کے لیے بچہ کہاں جاتا ہے جو قادرِ مطلق یہاں اہتمام کر سکتا ہے وہ وہاں بھی کر سکتا ہے پھر کوئی جس عالم میں بستا ہے ، غذا موسم اوقات وہاں کے ہوتے ہیں یہاں سے گئے تو دو ہزار سال ہونے کو ہیں لیکن عند اللہ دُنیا کے ہزار سال کا ایک دن ہے تو انھیں ابھی وہاں ٹھہرے ہُوئے دو روز بھی پُورے نہیں ہوئے لہذا ان سب امور کے لیۓ پہلے قدرتِ باری کا اقرار ضرُوری ہے اللہ کو ہر چیز پہ قادر ماننا ضرُوری ہے اور وہ ہر شئے پہ غالب ہے معترض اپنے اوپر قیاس کرتے ہیں اب اُن کی موت کا مسئلہ کیسے حل ہوگا ؟ فرمایا وہ دُنیا پہ دوبارہ نازل ہوں گے جس کی تفصیل حدیث شریف میں موجود ہے اور یہود و نصاریٰ سب اُن کے ساتھ ایمان لے آئیں گے ورنہ قتل کر دیئے جائیں گے بلکہ حدیث شریف میں موجود ہے شادی کریں گے اولاد ہوگی مدینہ منورہ میں روضہ اطہر کے اندر دفن ہوں گے اور چوتھی قبر کی جگہ تا حال موجود بھی ہے سو اُن کی موت کا سوال بھی حل ہو جائے گا ۔ مولانا تھانویؒ نے لکھا ہے کہ قبضِ رُوح سے قبل برزخ کھول دیا جاتا ہے تو اس وقت اُن کو پتہ چل جاتا ہے مگر اُس وقت کا ایمان کافر کے لیۓ مفید نہیں ہوتا کہ کفر سے توبہ کا وقت گذر چکا ہوتا ہے اور انھیں زیادہ تسلی چاہیئے تو یہ تھوڑا انتظار اور کریں یومِ حشر ہم عیسےٰ علیہ السلام کو اُن کے کرتوتوں پہ گواہ لائیں گے جو اُن کے وہ مظالم جو اُن کے ساتھ یا اُن کے رُوبرو مسلمانوں کے ساتھ یا اسلام کے ساتھ

اُنھوں نے روا رکھے ان سب کا حساب ہوگا تو ان کی تسلی ہو جائے گی ۔

ہم نے اُن پر بہت سی ایسی چیزیں حرام کر دیں جو پہلے اُن پر حلال تھیں اس کی وجہ اُن کے مظالم تھے اور اُن کے گناہ تھے حرام تو شریعتِ محمدیؐ اور دینِ اسلام نے بھی بعض اشیاء کو کیا ہے مگر وہ سب کی سب انسان کے لیئے یا جسمانی طور پر مضر ہیں یا روحانی طور پر نقصان دہ ان پر تو بطور سزا ایسی چیزیں جو انسانوں کے لیئے مفید تھیں حرام کر دی گئیں کہ اُن کے کرتوت ہی ایسے تھے ۔ لوگوں کو نیکی اور بھلائی سے اور اللہ کے راستے سے روکنا اللہ کی یاد سے منع کرنا اور سُود کھانا جبکہ وہ اُن کے لیئے حرام تھا ۔ اور ناجائز طور پر لوگوں کے مال کھا جانا یہ ایسے کرتُوت تھے کہ اُن کی وجہ سے یہ کُفر میں مبتلا ہو کر اُس دردناک عذاب کے سزاوار قرار پائے جو ہم نے کافروں کے لیئے تیار کر رکھا ہے ۔

ہاں اُن میں باوجود ان سب برائیوں کے کچھ لوگ ضرور ہیں جو علمِ دین میں پُختہ اور صاحبِ کردار ہیں یہی وجہ ہے کہ جب آپ نے دعوائے نبوت فرمایا تو چونکہ نشانیاں بھی پہلے سے اُن کے پاس تھیں وقت کا اندازہ بھی تھا عقائد پہ بھی نظر تھی اور سب سے بڑی بات یہ کہ مخلص اور صاحبِ کردار تھے اور جو پہلی کتاب ان کے پاس تھی اس پر ایمان رکھتے تھے عمل کرتے تھے سو جب آپ پر نازل ہوئی تو اس پر بھی ایمان لے آئے نمازیں قائم کرتے ہیں یعنی پوری شرائط کے ساتھ ادا بھی کرتے ہیں اور دوسروں کو ادائیگی کی تلقین بھی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ پر اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں ایسے لوگوں کو ہم بہت بڑا انعام اور اجر عطا فرمائیں گے مگر یہ گنتی کے چند خوش نصیب تھے ۔ جیسے استثناء کا قانون تو ہر جگہ ہے ورنہ یہود بے بہبود نے ہمیشہ دینِ برحق اور دینداروں کو نقصان پہنچایا ظہورِ اسلام کے بعد اکثر جنگوں میں سازشیں اُن کی تھیں پھر اُنھوں نے سب سے پہلے فرقہ بازی اور گروہ بندی کی بُنیاد رکھی یہ ابن سبا یہودی اور اس کے گروہ کا کام تھا ۔ جو آج تک اسلام اور مسلمانوں دونوں کو مسلسل نقصان پہ نقصان پہنچاتا چلا جا رہا ہے ۔

رکوع نمبر ۲۳ آیات ۱۶۳ تا ۱۷۱ لَا یُحِبُّ اللّٰهُ ٦ ٣

إِنَّآ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ كَمَآ أَوْحَيْنَآ إِلَىٰ نُوحٍ وَّالنَّبِيِّـۧنَ مِنۢ بَعْدِهِۦ ۚ وَأَوْحَيْنَآ إِلَىٰٓ إِبْرَٰهِيمَ وَإِسْمَٰعِيلَ وَإِسْحَٰقَ وَ يَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَعِيسَىٰ وَأَيُّوبَ	(اے محمدؐ) ہم نے تمہاری طرف اسی طرح وحی بھیجی ہے جس طرح نوحؑ اور اُن سے پچھلے پیغمبروں کی طرف بھیجی تھی ۔ اور ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اولادِ یعقوب اور عیسیٰ اور ایوب اور	163. Lo! We inspire thee as We inspired Noah and the prophets after him, as We inspired Abraham and Ishmael and Isaac and Jacob and the tribes and Jesus and Job and Jonah and Aaron and Solomon, and as we imparted unto David the Psalms;

164. And messengers We have mentioned unto thee before and messengers We have not mentioned unto thee; and Allah spake directly unto Moses;

165. Messengers of good cheer and of warning, in order that mankind might have no argument against Allah after the messengers. Allah is ever Mighty, Wise.

166. But Allah (Himself) testifieth concerning that which He hath revealed unto thee; in His knowledge hath He revealed it; and the Angels also testify. And Allah is sufficient witness.

167. Lo! those who disbelieve and hinder (others) from the way of Allah, they verily have wandered far astray.

168. Lo! those who disbelieve and deal in wrong, Allah will never forgive them, neither will He guide them unto a road:

169. Except the road of hell, wherein they will abide for ever. And that is ever easy for Allah.

170. O mankind! The messenger hath come unto you with the truth from your Lord. Therefor believe: (it is) better for you. But if ye disbelieve, still, lo! unto Allah belongeth whatsoever is in the heavens and the earth. Allah is ever Knower, Wise.

171. O People of the Scripture! Do not exaggerate in your religion nor utter aught concerning Allah save the truth. The Messiah Jesus son of Mary, was only a messenger of Allah, and His word which He conveyed unto Mary, and a spirit from Him. So believe in Allah and His messengers, and say not "Three—Cease"! (it is) better for you!—Allah is only One God. Far is it removed from His transcendant majesty that he should have a son. His is all that is in the heavens and all that is in the earth. And Allah is sufficient as Defender.

یونس اور ہارون اور سلیمان کی طرف بھی ہم نے وحی
بھیجی تھی اور داؤد کو ہم نے زبور بھی عنایت کی تھی (١٦٣)
اور بہت سے پیغمبر ہیں کہ جن کے حالات ہم تم سے
پیشتر بیان کر چکے ہیں اور بہت سے پیغمبر ہیں جنکے حالات
تم سے بیان نہیں کئے۔ اور موسیٰ سے تو خدا نے باتیں بھی کیں (١٦٤)
(سب) پیغمبروں کو خدا نے خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے
(بنا کر بھیجا تھا) تاکہ پیغمبروں کے آنے کے بعد لوگوں کو خدا پر
الزام کا موقع نہ رہے اور خدا غالب حکمت والا ہے (١٦٥)
لیکن خدا نے جو (کتاب) تم پر نازل کی ہے اس کی
نسبت خدا گواہی دیتا ہے کہ اس نے اپنے علم سے نازل کی ہے
اور فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں اور گواہ تو خدا ہی کافی ہے (١٦٦)
جن لوگوں نے کفر کیا اور (لوگوں کو) خدا کے رستے سے
روکا وہ رستے سے بھٹک کر دور جا پڑے (١٦٧)
جو لوگ کافر ہوئے اور ظلم کرتے رہے خدا ان کو بخشنے والا
نہیں اور نہ انہیں رستہ ہی دکھائے گا (١٦٨)
ہاں دوزخ کا رستہ جس میں وہ ہمیشہ (جلتے) رہیں گے
اور یہ (بات) خدا کو آسان ہے (١٦٩)
لوگو! خدا کے پیغمبر تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے
حق بات لیکر آئے ہیں تو ان پر ایمان لاؤ (یہی) تمہارے حق
میں بہتر ہے اور اگر کفر کرو گے تو (جان رکھو کہ) جو کچھ آسمانوں اور
زمین میں ہے سب خدا ہی کا ہے اور خدا سب کچھ جاننے والا (اور) حکمت والا ہے (١٧٠)
اے اہل کتاب اپنے دین (کی بات) میں حد سے نہ بڑھو
اور خدا کے بارے میں حق کے سوا کچھ نہ کہو۔ مسیح (یعنی) مریم
کے بیٹے عیسیٰ (نہ خدا تھے نہ خدا کے بیٹے بلکہ) خدا کے رسول
اور اس کا کلمہ (بشارت) تھے جو اس نے مریم کی طرف بھیجا تھا اور
اس کی طرف سے ایک روح تھے تو خدا اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ۔
اور (یہ) نہ کہو (کہ خدا) تین (ہیں۔ اس اعتقاد سے) باز آؤ کہ یہ تمہارے
حق میں بہتر ہے۔ خدا ہی معبود واحد ہے۔ اور اس سے پاک ہے
کہ اس کے اولاد ہو۔ جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین
میں ہے سب اسی کا ہے۔ اور خدا ہی کارساز کافی ہے (١٧١)

وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ ۚ وَاٰتَيْنَا
دَاوٗدَ زَبُوْرًا (١٦٣)
وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ
قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ۭ
وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا (١٦٤)
رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا
يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ
الرُّسُلِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا (١٦٥)
لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ
اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ يَشْهَدُوْنَ ۭ
وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا (١٦٦)
اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا (١٦٧)
اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ
اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا (١٦٨)
اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ
وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا (١٦٩)
يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاۗءَكُمُ الرَّسُوْلُ
بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ۭ
وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا (١٧٠)
يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ
وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ۭ اِنَّمَا
الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
وَكَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰىهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ
مِّنْهُ ۡ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ڟ وَلَا
تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ۭ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ۭ
اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ سُبْحٰنَهٗٓ اَنْ
يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا (١٧١)

اسرار و معارف

آپؐ سے پہلے نبوت و رسالت کا سلسلہ چلا آرہا ہے اور ہمیشہ انبیاء و رسل پر اللہ کی طرف سے وحی بھیجی جاتی ہے جیسے نوح علیہم السلام پر وحی کی گئی اور اُن کے بعد آنے والے نبیوں اور رسولوں پر جیسے ابراہیم، اسمٰعیل، اسحٰق اور یعقوب علیہم السلام یا ان حضرات کی اولاد میں سے انبیاء مبعوث ہوتے رہے۔ اور عیسیٰ و ایوب، یونس و ہارون و سلیمان علیہم السلام اور ان میں حضرت داؤد علیہم السلام کو تو ہم نے کتاب بھی دی تھی جس کا نام زبور تھا۔ آپؐ کا نبوت کا دعوےٰ کرنا نئی بات نہیں ہے اور نہ وحیِ الٰہی کا آپ پر نازل ہونا عجیب بات ہے۔ بلکہ ایسے رسول بھی ہیں جن کا ذکر آپؐ سے کیا گیا۔ اور ایسے بھی جن کا ذکر نہیں کیا گیا بلکہ موسےٰ علیہ السلام جیسی ہستیاں رسولوں میں موجود ہیں جن سے اللہ کریم نے ذاتی طور پر کلام فرمایا تو یہ لوگ ان سب کو مانتے ہیں ان کی نبوت و رسالت کا اقرار کرتے ہیں۔ اور آپؐ پر ایمان لانے سے گریزاں کیوں ہیں؟ کیا یہ کوئی انہونی یا نئی بات ہے ہرگز نہیں، بلکہ ہر نبی ہر رسول اللہ کی طرف سے نیکی پہ انعام و اکرام اور اللہ کی رضا کی خوشخبری اور نافرمانی پر سزا کا خوف دلاتا ہے یعنی حق کی حمایت ہی نہیں کرتا حق کی طرف دعوت دیتا ہے اور باطل سے لوگوں کو بچانے کی کوشش کرتا ہے۔ بلکہ ہر نبی اور ہر رسول اللہ کی طرف سے بندوں پہ دلیل ہوتا ہے۔ کہ لوگ کل یہ نہ کہہ سکیں کہ خدایا اتنی خوبصورت دُنیا ہمارے سامنے تھی ہمیں کیا خبر تھی کہ اس کے پیچھے آخرت کا میدان بھی ہے اس اعتراض کا جواب نبی اور رسول ہی ہیں جو اللہ نے مبعوث فرمائے۔ بذریعہ وحی انھیں دُنیا اور اس کے کاموں کا انجام بتایا اس پر مرتب ہونے والا نتیجہ بتایا۔ تو یہ بات واضح ہوگئی کہ صاحبِ وحی نبی ہوتا ہے آپ کسی پر نزولِ وحی کا اقرار کریں تو نام لیں یا نہ لیں آپ نے اُسے نبی مان لیا۔ جیسے شیعہ حضرات کے ہاں امام کا تصوّر اور عقیدہ ہے کہ ہر امام پر وحی بھی آتی ہے معصوم بھی ہوتا ہے یہ صریح کفر ہے کہ ختمِ نبوت بھی جزوِ ایمان ہے خیر بہر حال لوگوں تک اللہ کی بات اللہ کی پسند پہنچانا یہ نبی کا منصب ہوتا ہے۔ اور اسی دلیل سے دیکھیں تو آپ کس طرح حق واضح فرما کر باطل کی کتنی عالمگیر قوت سے ٹکر لے رہے ہیں؛ کیا یہ اتنا بڑا کام اللہ کی تائید و حمایت کے بغیر کوئی اکیلا انسان کر سکتا ہے؟ کہ اللہ ہی غالب اور زبردست بھی ہے اور وہی حکمت والا ہے وہ جانتا ہے کہ کونسی بات کرنے کے لیئے کونسا کام کرنے کے لیئے کونسا وقت موزوں ہے اور کون

انسان مناسب ہے۔ اور آپ ﷺ کا تو سارا وجودِ پاک آپؐ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ بچپن، لڑکپن، جوانی اور دعویٰ نبوت سب کچھ ہی معجزہ ہے ایک بہت بڑا معجزہ۔ جس پر کوئی جتنا غور کرتا جائے اس کی حیرت میں اضافہ ہوتا جاتا ہے پھر آپؐ پر جو کتاب نازل فرمائی گئی یہ کتنا بڑا معجزہ ہے جس کا ایک ایک لفظ گواہی دے رہا ہے کہ یہ خلاقِ عالم کے علم سے ہے مخلوق کی بات ہرگز نہیں پھر اس پر خود اللہ کی گواہی موجود ہے۔ اللہ کے فرشتے تک تیری صداقت کے، کتاب کے کتاب الٰہی ہونے کے گواہ ہیں۔ اور جب خود اللہ گواہ ہے تو پھر کسی اور کی ضرورت کیا رہ جاتی ہے۔

دراصل کفر ایسا مرض ہے کہ کافر صرف خود کافر نہیں رہتا دوسروں کے لئے بھی راستے کی دیوار بنتا ہے اور اللہ کی راہ سے لوگوں کو روکنے کا سبب بنتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ مزید گمراہی میں ڈوبتا اور دھنستا چلا جاتا ہے اور سیدھی راہ سے بھٹک کر بہت پرے چلا جاتا ہے حق بات تو یہ ہے کہ جو لوگ کفر اختیار کرتے ہیں۔ اور پھر حق کو دبانے کے لئے کوشش بھی کرتے ہیں یہ ایک ایسا بھیانک جرم ہے کہ اللہ ایسوں کو بخشنا چاہتا ہی نہیں اور جب بخشش سے محرُوم ہوں گے تو بات صاف ہے کہ سیدھے راستے پہ چلنا نصیب نہ ہوگا۔ اب یہ تو ہونے سے رہا کہ کسی کو نیکی کی توفیق بھی ارزاں کریں اور عذاب بھی دیں سو جسے اپنے لُطف سے محرُوم فرمایا اسے توفیقِ عمل سے ہی محرُوم کر دیا جاتا ہے۔ اور ایسے ظالموں کے لئے تو ایک ہی راستہ کھُلا ہے اور وہ ہے جہنم کا راستہ۔ جس میں کافروں کو ہمیشہ رہنا ہوگا۔ اور دوزخ اور اہلِ دوزخ کو ہمیشہ کے لئے مبتلائے عذاب رکھنا۔ یا عذاب کو مسلسل بڑھاتے رہنا اللہ کے لئے کچھ مشکل نہیں "الابریز" سید عبدالعزیز دباغ رحمہ اللہ کے فرمودات و واقعات اور حالات کا مجموعہ ہے جو اُن کے ایک فاضل شاگرد نے جمع فرما دیئے۔ اگرچہ سید صاحب خود پڑھنے لکھنے سے معذُور تھے اس کا غالباً آخری واقعہ جو اُنھوں نے نقل فرمایا وہ یہ ہے، وہ لکھتے ہیں" میں اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر ہُوا اور بہت خوش تھا اُنھیں بھی خوشخبری دی کہ ظالم گورنر کو بادشاہ نے معزول کر دیا ہے۔ تو فرمانے لگے یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ ابھی تو جہنم میں جو جگہ اُس کے لئے بن رہی ہے اُس میں اضافہ ہوتا نظر آ رہا ہے۔ جس کا معنی یہ ہے کہ ابھی وہ مزید ظلم کرے گا" پھر بڑی حسرت سے لکھتے ہیں کہ میرے شیخ کا تو وصال ہو گیا۔ اور اُس ظالم کو بادشاہ نے پھر سے بحال کر دیا ہے دیکھیں اب اُس کی ناؤ کب ڈوبتی ہے۔

اے لوگو! اے اولادِ آدم! تمھارے پاس اللہ کا رسُول حق کے ساتھ مبعوث ہُوا ہے اب تمھاری بہتری مان لینے اور قبول کر لینے میں ہے۔ تمھارے نہ ماننے سے اللہ کا تو کوئی نقصان نہیں ہوگا کہ آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ ہے اُسی کا

ہے لیکن تم خیر سے بھلائی سے اور بہتری سے محرُوم ہو جاؤ گے یہی وجہ ہے کہ کافر کو یا بے یقین مسلمان کو بھی کبھی چین نصیب نہیں ہوتا کہ چین اور قرار خیر میں ہے اور خیر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ اعتبار اور آپؐ کی غلامی میں ہے۔ جو اللہ کے روبرو کرتا ہے جسے ہر بات کا علم بھی ہے اور جو دانا تر بھی ہے۔

اور اے اہلِ کتاب! امورِ دُنیا میں بھی حدود سے تجاوز درُست نہیں ہوتا اور دین کے نام پر اگر حد سے گُذر جاؤ گے تو بے دین ہو جاؤ گے اِس لیئے کہ دین میں جو زیادتی کرتا ہے یا کمی کرتا ہے تو اس نے اللہ پر جھُوٹ بولا اور اللہ پر حق کے علاوہ کچھ مت کہو، یہ سچی بات ہے کہ مسیح عیسٰے علیہ السلام جو مریم کے بیٹے ہیں۔ وہ اللہ کے رسُول بھی ہیں اور اُس کا کلمہ بھی یعنی اس کی قدرتِ کاملہ کی نشانی بھی اس کی عظمت کی دلیل بھی، ایک ایسا کلمہ جو حضرت مریم کی طرف القاء کیا گیا یہ القاء کیا ہوتا ہے؛ مختصراً یہ جان لیں کہ اللہ کریم فرشتے کو پیغام دے کر روانہ کریں تو وہ وحی کہلائے گا جو انبیاء کے ساتھ مخصوص ہے۔ عالمِ غیب کی اشیاء دل کی آنکھ سے دِکھا دے تو اِسے کشف کہا جاتا ہے اگر نظر نہ آئے مگر حقیقت دِل میں واضح ہو جائے تو وجدان کہلاتا ہے۔ اگر اوپر سے بات دِل میں ڈال دی جائے۔ تو اُسے الہام یا القاء کہتے ہیں۔ یعنی برکات دینے والا اپنے مقام کو بھی نہیں چھوڑتا اور ہاتھ بڑھا کر عطا کر دیتا ہے۔ اُوپر سے نیچے یہ القا ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ مرد اور عورت سے نسل چلتی ہے مگر اظہارِ قدُرت کے لئے ہر جگہ استثناء موجود ہے۔ بندہ نے ایک بار بہت سے مُستثنیات جمع بھی کیئے۔ یہاں بھی اظہارِ قدُرت ہے کہ مرد کا نطفہ شامل ہوتا ہے اور اللہ کی طرف سے اس کا حُکم یا کلمہ تو تعمیرِ بدن انسانی بدن کے اندر شروع ہو جاتی ہے۔ یہاں مرد نہیں نہ نطفے کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ نِرا حکمِ الٰہی ہے براہِ راست اُس کا حکم ہے اور پھر جب تعمیرِ بدن ایک درجہ پر پہنچتی ہے تو اُس میں اللہ کی طرف سے رُوح پھُونک دی جاتی ہے یہاں بھی یہی قاعدہ ہے کہ اللہ کی طرف سے رُوح پھونک دی گئی یہاں علماء نے بہت سی باتیں نقل فرمائی ہیں جن میں مختلف صورتیں بیان کی گئی ہیں جو سب تقریباً ایک ہی جیسی ہیں بندہ نے ذرا سلیس کر کے بات کو عام قاری کے لیئے آسان کرنے کی کوشش کی ہے، اب اِس پہ یہ طومار کھڑا کرنا کہ عیسٰے علیہ السلام خود خدا ہیں یا خدا کے بیٹے ہیں یا تین میں سے ایک ہیں اقنومِ ثلاثہ یعنی تین غالب قوتیں خدا، عیسٰے علیہ السلام اور حضرت مریم، ایک فرقے کے مطابق حضرت مریم کی جگہ جبرائیل امین کو شامل کر لیتے ہیں بہر حال یہ سب جھُوٹ اور بہتان ہے، اللہ پر بھی اور اللہ کے دین پر بھی۔ اور بھلائی اس میں ہے کہ یہ تین تین خُداؤں کا تصور چھوڑ کر ذاتِ وحدہٗ لاشریک پہ ایمان لاؤ اور اس کے تمام رسُولوں کو رسُول مانو یعنی عیسٰے علیہ السلام کو بھی خدا ماننے کی

بجائے خدا کا رسول مانو اور آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی پر بھی ایمان لاؤ اور بیہودگی سے باز آجاؤ۔ اسی میں بہتری ہے۔ اور خوب جان لو کہ اللہ بالکل اکیلا معبود ہے اور وہ ان باتوں سے پاک ہے کہ اس کے کوئی اولاد ہو۔ اس کی ذات ان چیزوں سے بہت وریٰ اور بہت بلند ہے اور یہ ارض و سماء میں جو کچھ ہے سب اسی کا تو ہے اسی کی مخلوق ہے۔ اور وہی بہترین کارساز ہے اور اس کے بندوں کی نشانی یہی ہے کہ اس کے حکم کے مطابق زندگی بسر کرنے والے ہوں گے اور جو خود کتاب و سنت پر عمل کرنے والے لوگ ہیں ان سے کتاب و سنت کو سیکھو۔ اور سمجھنے کی کوشش کرو۔ محض عقل یا رسومات سے اللہ کریم کو راضی نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ اس کام کے لئے اس کے حکم کی تعمیل ضروری ہے۔ اسی لئے پیروں اور مشائخ کے معاملہ میں بھی ادب ضرور کیا جائے مگر غلو سے کام نہ لیا جائے۔ ان سے اللہ اور اللہ کے نبی کی باتیں سیکھی جائیں رسومات اور روایات میں پڑ کر تباہی کا راستہ اختیار نہ کیا جائے۔

رکوع نمبر ۲۴ آیات ۱۷۲ تا ۱۷۷ لَا یُحِبُّ اللّٰہُ ۶

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ
عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ
وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَ
يَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ﴿۱۷۲﴾
فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ
مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا
وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ ﴿۱۷۳﴾
وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ
وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۷۴﴾
يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ
مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ
نُوْرًا مُّبِيْنًا ﴿۱۷۵﴾
فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ
فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۙ

مسیح اس بات سے عار نہیں رکھتے کہ خدا کے بندے
ہوں اور نہ مقرب فرشتے (عار رکھتے ہیں)
اور جو شخص خدا کا بندہ ہونے کو موجب عار سمجھے اور
سرکشی کرے تو خدا سب کو اپنے پاس جمع کر لے گا ﴿۱۷۲﴾
تو جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے وہ ان کو
ان کا پورا بدلہ دے گا اور اپنے فضل سے کچھ زیادہ
بھی عنایت کرے گا۔ اور جنہوں نے (بندہ ہونے سے)
عار و انکار اور تکبر کیا ان کو وہ تکلیف دینے والا عذاب دے گا ﴿۱۷۳﴾
اور وہ خدا کے سوا اپنا حامی اور مددگار نہ
پائیں گے ﴿۱۷۴﴾
لوگو! تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس دلیل
(روشن) آچکی ہے اور ہم نے (کفر و ضلالت کا اندھیرا دور
کرنے کو) تمہاری طرف چمکتا ہوا نور بھیج دیا ہے ﴿۱۷۵﴾
پس جو لوگ خدا پر ایمان لائے اور اس (کے دین کی رسی) کو
مضبوط پکڑے رہے ان کو وہ اپنی رحمت اور فضل (کی بہشتوں) میں

172. The Messiah will never scorn to be a slave unto Allah, nor will the favoured angels. Whoso scorneth His service and is proud, all such will He assemble unto Him;

173. Then, as for those who believed and did good works, unto them will He pay their wages in full, adding unto them of His bounty; and as for those who were scornful and proud, them will He punish with a painful doom.

174. And they will not find for them, against Allah, any protecting friend or helper.

175. O mankind! Now hath a proof from your Lord come unto you, and We have sent down unto you a clear light;

176. As for those who believe in Allah, and hold fast unto Him, them He will cause to enter into His mercy and grace, and will guide them unto Him by a straight road.

وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۭ ﴿۱۷۶﴾
يَسْتَفْتُوْنَكَ ۭ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي
الْكَلٰلَةِ ۭ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ
وَلَدٌ وَّلَهٗٓ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا
تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَآ اِنْ لَّمْ يَكُنْ
لَّهَا وَلَدٌ ۭ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ
فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ۭ وَاِنْ
كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَاۗءً
فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۭ
يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ۭ وَاللّٰهُ
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۷۷﴾

داخل کریگا اور اپنی طرف پہنچنے کا سیدھا رستہ دکھائیگا ﴿۱۷۶﴾
(اے پیغمبر) لوگ تم سے (کلالہ کے بارے میں) حکم (خدا) دریافت
کرتے ہیں۔ کہہ دو کہ خدا کلالہ کے بارے میں یہ حکم دیتا ہے کہ اگر
کوئی ایسا مرد مر جائے جسکے اولاد نہ ہو (اور نہ ماں باپ) اور اسکے
بہن ہو تو اسکو بھائی کے ترکے میں سے آدھا حصہ ملیگا اور اگر
بہن مر جائے اور اسکے اولاد نہ ہو تو اسکے تمام مال کا وارث بھائی
ہوگا۔ اور اگر (مرنے والے بھائی کی) دو بہنیں ہوں تو دونوں کو بھائی
کے ترکے میں سے دو تہائی۔ اور اگر بھائی اور بہن یعنی مرد اور عورتیں
ملے جلے وارث ہوں تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے حصے کے برابر ہے
(یہ احکام) خدا تم سے اس لئے بیان فرماتا ہے کہ بھٹکتے نہ پھرو
اور خدا ہر چیز سے واقف ہے ﴿۱۷۷﴾

177. They ask thee for a pronouncement. Say: Allah hath pronounced for you concerning distant kindred. If a man die childless and he have a sister, hers is half the heritage, and he would have inherited from her had she died childless. And if there be two sisters, then theirs are two-thirds of the heritage, and if they be brethren, men and women, unto the male is the equivalent of the share of two females. Allah expoundeth unto you, so that ye err not. Allah is Knower of all things.

اسرار و معارف

خود حضرت مسیح علیہ السلام کو تو اللہ کا بندہ بننے پہ فخر ہے زمینی زندگی تو خود اس پہ گواہ ہے اپنی آسمانی زندگی میں بھی انھیں بندگی پہ کوئی عار نہیں اور نہ مقرب فرشتوں کو بلکہ سب کو اللہ کا بندہ بننے، اُس کا حکم ماننے اور اس کے ارشادات کی تعمیل سے اُسکی رضا حاصل کرنے کی فکر ہے اور اُس کی غلامی ہی سب کے لئے باعثِ عزت و وقار ہے اور یہ جن لوگوں کو تم گمراہ پاتے ہو اور اُنھیں اللہ کریم کے آگے جھکتے ہوئے بھی شرم آتی ہے اور اپنی کمزوری کا احساس ہوتا ہے جس کی وجہ سے یہ اظہارِ تکبر کرتے ہیں کام میں بھی کلام میں بھی اکڑفوں کا اظہار کرتے ہیں۔ ان سب کو بھی اللہ ہی کے حضور جمع ہونا ہے اُن کی اکڑفوں بھی نکل جائے گی۔ وہاں بات اطاعت اور غلامی پہ ہو گی جن کے عقائد درست ہوئے اور جنہوں نے عملی زندگی میں اطاعت کرنے کی کوشش کی انھیں نہ صرف بدلہ دیا جائے گا بلکہ ذاتِ کریم کی طرف سے نوازا جائے گا۔ اور وہ اپنی شان اپنی پسند کے مطابق اضافہ کریں گے۔ عطا و بخشش میں انعام میں کتنا کرتے ہیں یہ صرف اُن کی مرضی۔ مگر جنہیں آج عبادت کرنے میں عار محسوس ہوتی ہے اور تکبر کرتے ہیں اکڑتے پھرتے ہیں۔ انھیں بہت دردناک عذاب دیا جائے گا۔ ایسا عذاب کہ جو اُنکی امیدیں بھی منقطع کر دے گا اور کسی کو بھی اپنی حمایت کرنے والا یا کسی طرح کی مدد کرنے والا نہ پائیں گے۔

اے اولادِ آدم! حق یہ ہے کہ تمھارے پاس تمھارے پروردگار کی طرف سے بہت بڑی دلیل آچکی۔ انسانی مزاج ہے کہ کسی بہت بڑے حادثے کے منتظر رہتے ہیں جس کے وقوع پر لوگ اکٹھے ہو جاتے ہیں پھر ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں اور بڑا اچھا سلوک کرتے ہیں مثلاً باپ زندہ ہے دو بھائی ناراض ہوں گے وہ کوشش کرتا رہے پرواہ نہیں کریں گے۔ مگر اس کی موت سب کو یکجا کر دے گی۔ شہر میں بیمار ہو کے سب طرح کے مستحق ہوں گے۔ مگر کوئی نہیں پوچھے گا چھت گر جائے گی، آگ لگ جائے گی کوئی حادثہ ہو گا تو سب لپکیں گے ایسے ہی آپ ﷺ کی پیدائش اور بعثت کو اس دور کے علماء کاہن، نجومی بہت بڑا حادثہ سمجھتے تھے بلکہ ہرقل جو مشہور ستارہ شناس بھی تھا، چیخ اُٹھا کہ آج بہت بڑا حادثہ ہو گیا ہے کہ وہ نبی جسے آخری زمانے میں مبعوث ہونا تھا پیدا ہو گیا ہے۔ برہان دراصل ایسی دلیل کو کہا جاتا ہے جو تشفی کر دے اور جس کے بعد مزید کسی بحث کی ضرورت باقی نہ رہے۔ سو یہاں ساری انسانیت کو دعوتِ نظارہ دی جاتی ہے کہ ایسا بچپن، ایسا لڑکپن، ایسی جوانی، ایسا حُسن، ایسی سنجیدگی، ایسا روشن چہرہ، ایسی خوبصورت آواز، ایسے علوم اور اتنی مہارت، ایسی پاکیزگی اور اتنا تقدس! ارے جاؤ، ساری انسانیت میں تلاش کرو بھلا کوئی دوسرا اُسکی نظیر ہے؟ ہرگز نہیں! جب ایسا صادق و امین اللہ کی توحید پہ گواہ ہے اس کی پسندیدہ باتوں کا حکم کرتا ہے اور اس کی ناپسند سے خبردار کرتا ہے تو پھر اس کے بعد تمھیں کونسے بڑے حادثے کا انتظار ہے۔ بھئی جو ہونا تھا ہو چکا اور پھر اللہ کی طرف سے تم پر بڑی واضح روشنی نازل فرمائی گئی یعنی اللہ کریم کا ذاتی کلام بعض حضرات یہاں نور، بشر کی بحث کو لانا چاہتے ہیں۔ جس کا یہ مقام نہیں ویسے اگر کوئی چاہے تو فقیر نے ایک کتابچہ اس عنوان کا لکھا ہے وہ دیکھ لے۔ یہاں ذاتِ نبوت حق کی بہت بڑی دلیل کے طور پر پیش فرمائی جا رہی ہے اور قرآن حکیم یہ نور یہ روشنی ہے، تو آپ ﷺ کی وساطت سے ہے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ یہی تفسیر فرمایا کرتے تھے بہرحال جو لوگ اللہ پر ایمان لائے اور اس دلیل، اس نُور، یا سیدھی بات یہ ہے کہ اللہ کے اِس حبیبؐ سے چمٹ گئے آپ ﷺ کی غلامی اختیار کر لی انھیں اپنی رحمت اور مہربانی سے اپنے جلو میں اپنی پناہ میں لے لے گا۔ اور اُنھیں ہدایت نصیب فرما دے گا۔

اور آخرِ سورۃ میں پھر ایک مسئلہ جائیداد و وراثت کا ارشاد فرما دیا کہ آپؐ سے کلالہ کے بارے سوال کیا جاتا ہے۔ اللہ کریم اس کا جواب عطا فرماتے ہیں دیکھیے نزولِ قرآن کی حکمتیں کہ کتنے صحابہؓ کو یہ شرف نصیب ہوا کہ انھوں نے سوال کیا جواب اللہ کریم کی طرف سے آیا پھر یہ واقعہ شانِ نزول، حفاظت کا بھی اور معانی کے معین کرنے کا بھی ذریعہ بن گیا۔ سو

وحیِ الٰہی شروع ہونے سے لے کر آپ ﷺ کے وصالِ مبارک تک لوگوں کو یہ شرف نصیب رہا کہ سوال آپ ﷺ سے کرتے اور جواب اللہ سے پاتے ۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے فرمایا "اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا کے ہاں چلیں کہ آپ ﷺ کبھی کبھار تشریف لے جاتے تھے" یہ آپ ﷺ کی غلام تھی اور بہت بوڑھی ہو چکی تھیں جب یہ حضرات وہاں پہنچے تو اس قدر درد سے روئیں کہ انھیں بھی رُلا دیا ۔ سیدنا ابوبکرؓ نے فرمایا "اُمِّ ایمن ! تم اِس قدر کیوں روتی ہو کیا حضور ﷺ اتنے دُور چلے گئے ؟" فرمانے لگیں "نہیں یہ بات نہیں ! روتی اِس لئے ہوں کہ سلسلۂ وحی ختم ہو گیا ، اب کبھی کسی کی بات کا جواب اللہ کی طرف سے نہیں آئے گا ۔" اور یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ یہود و نصاریٰ اعتراض کرتے تھے عقائد میں بھی فرائض میں بھی جبکہ صحابہ معمولی سی بات بھی آپؐ کی بارگاہ سے پوچھا کرتے ۔ تو یہاں کلالہ کا یعنی ایسا آدمی جس کی اولاد نہ ہو ، نہ ماں باپ ، مر جائے تو اُس کی وراثت کا کیا ہو گا ؟ فرمایا اگر اس کی بہن ہو تو آدھے کی مالک ہو گی اُس کے واجبات ادا کر کے جو بچ جائے اور اگر کوئی عُصبہ یعنی دُور نزدیک کا رشتہ دار ہو گا تو اپنی حیثیت کے مطابق پائے گا ورنہ پھر اُسی کو مل جائے گا ۔ اور اگر بہن کلالہ مر جائے اور بھائی باقی بچے تو سارے ترکہ کا وارث ہو گا اور اگر مرنے والا مرد ہو اور بہنیں دو یا زیادہ ہوں تو وہ سب دو تہائی کی مالک ہوں گی اور اگر اسی رشتہ کے کئی بہن بھائی ہوں تو مرد کو خاتون کے مقابلہ میں دُوگنا ملے گا ۔ یہ سب باتیں تمھیں گمراہی سے بچانے کے لئے اور راہِ ہدایت پہ چلانے کے لئے خود ذاتِ باری نے ارشاد فرمائی ہیں ۔ وہ ہر شے کا علم رکھتے ہیں کسی سے پوچھ سُن کر فیصلہ کرنے کے محتاج نہیں ۔ اس لیے جو بات اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے حکم سے طے ہو جائے اُسے قبول کرنا ہی سب سے بہترین طریقہ اور راستہ ہے اللہ کریم توفیق قبولیت کے ساتھ عمل کی قوّت بھی نصیب فرمائے ! آمین ۔

تمت سورۃ النساء ، وللہ الحمد اوّلہ و آخرہ